من نفحات الخلود

زندہ جاوید خوشبوئیں

مصنف

محدث کبیر علامہ سید محمد صالح فرفور گیلانی

بقیۃ السلف شیخ الحدیث

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

مکتبہ شمس و قمر

Marfat.com

منجانب اولیائے کرام

زندہ جاوید خوشبوئیں

مصنف

محدثِ کبیر علامہ سید محمد صالح فرفور گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

بقیۃ السلف شیخ الحدیث

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری قدس سرہ العزیز

مکتبہ شمس و قمر

Marfat.com

کتاب —— زندہ جاوید خوشبوئیں (من نفخات الخلود)

تالیف —— شیخ سیّد محمد صالح فرفور رحمہ اللہ تعالیٰ (دمشق)

مترجم —— شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

مثالی شخصیات —— علامہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

باہتمام —— علامہ صاحبزادہ محمد طاہر شہزاد سیالوی (چیئر مین مکتبہ شمس وقمر)

مولانا صاحبزادہ محمد کاشف جمیل (مینجنگ ڈائریکٹر مکتبہ شمس وقمر)

زیرنگرانی —— صاحبزادہ حافظ نثار احمد قادری (ڈائریکٹر مکتبہ قادریہ لاہور)

نظر ثانی —— مولانا محمد طاہر نذیر قادری، مولانا محمد طاہر عزیز باروی

کمپوٹر ورک —— مولانا محمد عارف ستار القادری (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ)

ناشر —— مکتبہ شمس وقمر، متصل جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور

رابطہ نمبرز: 0322-4973954 0345-4666768

صفحات —— 224

اشاعت —— ربیع الاوّل 1435ھ / جنوری 2014ء

تعداد —— 1000

قیمت —— -/260روپے

ملنے کے پتے:

- مکتبہ شمس و قمر متصل جامعہ حنفیہ غوثیہ، بھاٹی چوک لاہور
- مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ لاہور
- والضحیٰ پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور رمکہ سنٹر، لوئر مال روڈ، لاہور
- مکتبہ امام احمد رضا، دربار مارکیٹ لاہور
- نعیمیہ بک سٹال، مکہ سنٹر لوئر مال روڈ لاہور
- نظامیہ کتاب گھر، زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور
- چشتی کتب خانہ، دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

حسن ترتیب

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
06	از مترجم	1
11	اہداء از مصنف	2
12	کلماتِ تقدیم	3
21	مثالی شخصیت	4
27	علامۂ عصر سیّد محمد صالح فرفور حسنی	5
37	پہلے ایڈیشن کا مقدمہ	6
39	تیسرے ایڈیشن کا مقدمہ	7
42	فیضانِ رسالت	8
49	بنتِ صدیق اکبر	9
54	تاریخ کے جھرکوں سے انوکھا شہسوار	10
56	اسلامی عدل کی درخشندہ مثال	11
60	سلطان العلماء	12
68	پانچویں خلیفۂ راشد	13
71	اللہ تعالیٰ کی تلوار	14
77	اقوامِ عالم کے قائدین	15

Marfat.com

16	نظامِ مصطفیٰ کی بالادستی (جرأت مند قاضی)	85
17	امیر حمزہ بن عبدالمطلب (اسلامی غیرت وحریت کا پیکر جمیل)	91
18	صبحِ صادق کا اجالا اور وجد آفریں تلاوت	96
19	معاف کرنے کی شاندار مثال	101
20	نعرۂ حق	112
21	حاتم طائی کی سخاوت	118
22	جوامع الکلم	121
23	زم زم کی کھدائی	126
24	سچائی کی برکتیں	130
25	سرچشمۂ ایمان سے پھوٹنے والا کلمۂ حق	131
26	ایمان اور قرآن کا فیضان	140
27	عمرو بن العاص کی ذکاوت	146
28	شوکت اسلام' مسلمانوں کی آبرو	149
29	سلاطین اسلام کی عظمت و ہیبت	153
30	نضر بن شمیل' نامور عالم	155
31	اللہ ورسول کا محبوب	160
32	خلفاءِ اسلام کی وصیت' امراء کے نام	166
33	ابن مبارک	171
34	سخاوت کا پیکر مجسم	174

35	تقاضائے ایمان، قناعت اور عفت	179
36	مسلمانوں کے بارے میں شاہ چین کی شاہ ایران کو نصیحت	182
37	صحابۂ کرام کا شوقِ علم	185
38	فاروقِ اعظم کی سیاست	187
39	حضرت سلمان فارسی (گورنر عراق)	189
40	یہ تھے مسلمان حکمران	190
41	امام جعفر صادق کی وصیت اور نصیحت	196
42	مسکت جواب	199
43	قاضی منذر بن سعید	201
44	تاریخ اسلام کی مایہ ناز خاتون	206
45	قومی درد رکھنے والا قائد	210
46	میرے اہل وعیال اللہ تعالیٰ کے سپرد	213

ضمیمہ از مترجم

47	(اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار کرنے والے کی سربلندی)	221
48	ایک حبشی نژاد مسلمان کی پرواز فکر	223

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلّم علی رسولہ الکریم و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

پاکستان، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے نام پر معرض وجود میں آنے والا سب سے بڑا اسلامی ملک تھا ——— جس کا ایک بڑا حصہ عاقبت نا اندیش حکمرانوں اور سیاست دانوں کی غلط پالیسیوں اور دشمن کی فریب کاریوں کی بنا پر ہم سے الگ ہو گیا ——— ملک عزیز کا باقی ماندہ حصہ بھی ارباب سیاست کی باہمی رسہ کشی اور خلفشار کی زد میں ہے ——— بیرونی خطرات دن بدن بڑھ رہے ہیں ——— ایسے عالم میں ہر دردمند پاکستانی کے دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ یا اللہ، ہمیں ایسا قائد عطا فرما جو پوری قوم کی اصلاح کرے ——— اسے متحد اور فعال بنا دے ——— اور ملک پاک کی سالمیت کی صحیح طور پر حفاظت کرے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں سب سے پہلے نظام تعلیم پر توجہ دی جاتی ——— ایسا نصاب تیار کیا جاتا جسے پڑھنے والے قوم کے نونہال، اسلام کے شیدائی، اور سچے پاکستانی تیار ہوتے ——— اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول ﷺ کے ساتھ ان کا ایمانی تعلق اتنا مضبوط ہوتا کہ وہ خود بھی اسلامی تعلیمات کے پیکر ہوتے ——— اور اجتماعی سطح پر اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے، جب تک کہ اس ملک میں نظام مصطفےٰ نافذ نہ ہو جاتا۔ لیکن ہماری دانشگاہوں میں اول تو ایسا نصاب ہی رائج نہیں کیا گیا ——— پھر بہت سے ایسے اساتذہ مقرر کئے گئے جو اسلام اور پاکستان کے بارے میں خود بھی شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں اور طلبہ کے ذہنوں کو بھی تشکیک کے ذریعے زہر آلود بنا رہے ہیں ——— آج کے بہت سے جدید تعلیم یافتہ افراد وہ ہیں جو نہ تو اسلامی تعلیمات سے پوری طرح آگاہ ہیں اور نہ ہی تاریخ اسلام کے درخشندہ ماضی اور قابل صد فخر شخصیات کے جگمگاتے کردار سے واقف

Marfat.com

ہیں ـــــ انہیں تمام خوبیاں دوسری قوموں اور ان کے قائدین میں نظر آتی ہیں ـــــ اور اسلام ہر خوبی اور ہر کمال سے تہی دامن نظر آتا ہے ـــــ ایسا کیوں ہے؟ ـــــ اس لئے کہ انہیں اسلام اور تاریخ اسلام پڑھانے کا اہتمام نہیں کیا گیا ـــــ اور خود بھی انہوں نے پڑھنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔حال ہی میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے ویمن ایکشن فورم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے،اسلام کا کوئی دور سنہری نہیں تھا،خلفائے راشدین کے دور میں بھی لڑائیاں ہوئیں''

(روزنامہ پاکستان،لاہور شارہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۲)

یہ خیالات ہیں لاہور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس اور علامہ اقبال کے لخت جگر کے،علامہ اقبال نے تو کہا تھا۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ ٔ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

اللہ اکبر ـــــ جو جلوہ باپ کی آنکھوں کو خیرہ نہ کر سکا،اس نے بیٹے کی کی آنکھوں کو اس طرح چندھیا دیا کہ اسے تاریخ اسلام کے تمام ادوار تاریک دکھائی دیتے ہیں ـــــ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دوسرے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کا کیا حال ہوگا؟

زندہ جاوید خوشبوئیں ـــــ پیش نظر کتاب ، دمشق ، شام کے جلیل القدر راہنما اور اسلام کا سچا درد رکھنے والے عالم دین، علامہ شیخ محمد صالح فرفور کی کتاب من نفحات الخلود کا رواں دواں ترجمہ ہے ـــــ اس میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ مصنف کی اس طرح ترجمانی کی جائے کہ اس پر ترجمے کا گمان نہ ہو ـــــ یہ تو قارئین ہی بتائیں گے کہ اس مقصد میں ترجمہ نگار کو کتنی کامیابی ہوئی ہے؟ ـــــ یہ کتاب قوم کے نونہالوں،طلباء اور طالبات کے لئے لکھی گئی ہے،تاکہ ان کے دل اور دماغ مغرب کی صنعتی ، سائنسی، ایٹمی اور خلائی ترقی کو دیکھ کر مرعوب نہ ہوں ـــــ انہیں پتا چلے کہ ہمارا

Marfat.com

ماضی کس قدر تابندہ اور درخشاں ہے؟ ـــــ ہمارے اسلاف کتنی عظمتوں کے امین تھے؟ ـــــ انسان کی بنیادی فضیلت یہ نہیں ہے کہ وہ ذرے کا سینہ چیر کر ایٹم تک رسائی حاصل کر لے ـــــ یہ چاند اور مریخ کو مسخر کر لے ـــــ یہ تو اضافی خوبیاں ہیں، بنیادی خوبی یہ ہے کہ انسان صحیح عقائد اور اصول کا حامل ہو ـــــ اس میں سیرت و کردار کا نکھار ہو، حق کہنے، حق کو قبول کرتے، اور حق کی خاطر جان دینے کا حوصلہ ہو ـــــ صداقت و امانت کا پیکر ہو، کفر و شرک، ظلم و ستم، اور جہالت و افلاس کے خلاف نبرد آزما ہو ـــــ اور بلکتی سسکتی انسانیت کے دکھوں کا مداوا ہو ـــــ سیاروں پر کمند ڈالنے والی وہ قوم کسی طرح بھی ترقی یافتہ کہلانے کی حق دار نہیں ہے جو فتنہ و فساد کی آماجگاہ ہو ـــــ جہاں کالے اور گورے میں فرق کیا جاتا ہو، جہاں آنکھوں میں حیا اور دل میں غیرت نام کی کوئی چیز نہ ہو ـــــ

آیئے! ـــــ ایک نظر اس کتاب پر ڈال لیجئے ـــــ پھر بتایئے کہ کیا ہم اپنے ماضی پر فخر کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں؟ ـــــ اور کیا ہم اپنے اسلاف سے رشتہ منقطع کر کے اپنی زندگیوں کو سنوار سکتے ہیں؟

لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

عربی سے اردو ترجمہ تک

چھ سات سال پہلے ایک افغانی عالم، غالباً ان کا نام "عبدالعزیز" تھا، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تشریف لائے ـــــ راقم نے ان کے پاس من نفحات الخلود دیکھی اور ایک نظر دیکھتے ہی اس کا اسیر ہو گیا ـــــ تاریخ اسلام کی ایمان افروز، روح پرور، اور ولولہ انگیز داستانیں ہیں ـــــ مسلمانوں کے قابلِ صد فخر ماضی کے جگمگ جگمگ واقعات ہیں ـــــ حاتم طائی کی سخاوت کا واقعہ دل کش پیرائے میں بیان کیا گیا ہے، انداز بیان بڑا دلکش اور روح پرور ہے ـــــ مقصد اسلامی سپرٹ کو قارئین کے

Marfat.com

دلوں میں اجاگر کرنا ہے —— افغانی عالم سے درخواست کی کہ یہ کتاب قیمتاً دیدیں، لیکن وہ راضی نہ ہو —— راقم نے اس کی فوٹو سٹیٹ کاپی بنوا کر اپنے پاس محفوظ کر لی —— کچھ عرصے بعد علم دوست اور علم پرور محب محترم سید عابد حسین شاہ (چواسیدن شاہ) کو ریاض، سعودی عرب عریضہ ارسال کیا، کہ اگر ممکن ہو تو یہ کتاب فراہم کردیں—— انہوں نے ازراہ مہربانی کتاب دمشق سے منگوا کر مجھے ارسال کردی—— اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

راقم نے وقتاً فوقتاً اس کے اجزاء کا ترجمہ کیا اور ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، دلیلِ راہ لاہور اور دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ کو بھجوایا —— نہ صرف ان جرائد نے بلکہ ہندوستان کے بعض جرائد نے بھی ان اجزاء کو شائع کیا —— چند ماہ قبل خیال ہوا کہ کیوں نہ ترجمہ مکمل کردیا جائے —— الحمدللہ! ترجمہ مکمل ہوگیا، جو ہدیہ قارئین ہے —— پہلے ایڈیشن پر مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے کلمات تقدیم تحریر فرمائے —— ممتاز احمد سدیدی نے مثالی شخصیات کے عنوان سے پیش لفظ لکھا—— استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ اور مولانا محمد منشا تابش قصوری نے نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ مفید مشوروں سے نوازا —— حافظ محمد شاہد اقبال نے پروف ریڈنگ کی —— اور جناب رضاء الدین صدیقی، مدیر ماہنامہ ضیائے حرم نے ٹائیٹل کے لیے ڈیزائن عنایت کیا —— کتاب کا ترجمہ مکمل ہوگیا تو کمپوزنگ بھی شروع ہوگئی —— لیکن کوشش بسیار کے باوجود حضرت مصنف کے حالات زندگی دستیاب نہ ہوئے—— اسی فکر میں سرگرداں تھا کہ ایک دن ادب عربی کے مایہ ناز سکالر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب، استاذ شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی سے ملاقات ہوگئی—— ان سے اپنی مشکل بیان کی تو انہوں نے بتایا کہ کراچی کے دارالعلوم میں فرفور خاندان کے ایک استاذ پڑھاتے ہیں، ان سے

Marfat.com

رابطہ کرو ـــــ راقم نے اپنے عزیز دوست اور جدید عربی کے ماہر، فاضل مولانا نور احمد شاہتاز کو عریضہ ارسال کیا ـــــ چند دنوں کے بعد ان کی طرف سے ایک پیکٹ ملا جس میں دو کتابوں کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں تھیں۔

⓪ الدر المشہور: از حضرت علامہ سید محمد صالح فرفور، صفحات ۲۰۳

⓪ الزاہر تذکرہ علامہ سید محمد صالح فرفور، از ڈاکٹر محمد عبداللطیف فرفور، صفحات ۳۳۵

سچی بات یہ ہے کہ علامہ شاہتاز نے مجھے حیران کر دیا ـــــ اور یہ احساس دلا دیا کہ ابھی دنیا اخلاص کے پیکروں خالی نہیں ہوئی ـــــ حضرت مصنف کا مختصر تذکرہ آپ آیندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے ـــــ یہ الزاہر ہی سے ماخوذ ہے۔

مشہور ادیب اور دانشور، محسن اہل سنت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ اپنے کئی مقامات میں جملوں کے درمیان چھوٹی چھوٹی لکیریں کھینچ دیتے ہیں ـــــ جن سے عبارت کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے فقیر کے پاس نہ تو وہ پرواز فکر ہے اور نہ ہی زور قلم ـــــ تاہم راقم نے ان ہی کا انداز اختیار کیا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو دنیا و آخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے اور اس کتاب کو طلباء و طالبات کے لئے فائدہ مند بنائے۔ راقم کی خطباء حضرت سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کا نہ صرف مطالعہ فرمائیں بلکہ اس کے مواد کو اپنی تقریروں کا موضوع بنائیں ـــــ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان اور انجمن طلباء اسلام کے قائدین سے بھی گزارش ہے کہ اس کتاب کو نصابی کتب میں شامل فرمائیں ـــــ تاکہ طلباء اور طالبات کی فکر، اسلامی رنگ میں رنگی جاسکے۔

۲۳ جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ　　　محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

۱۹ دسمبر ۱۹۹۲ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھداء

◎ ازل سے ابد تک تمام تعریفیں، کائنات کے پالنہار، اللہ رب العزت کے لئے۔

◎ بے پایاں درود وسلام سرور دو عالم، رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر۔

◎ اے اللہ! ہمارے دلوں کو نور ایمان اور عقلوں کو نور معرفت سے منور فرما۔

◎ ہمیں حق کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما۔

◎ ہمیں باطل کو باطل جاننے اور اس سے بچنے کی سعادت عطا فرما۔

◎ اے رب کریم! ہماری خطا اور بھول پر گرفت نہ فرما۔

◎ اے خالق و مالک! تیری رحمت ہر شے کو محیط ہے، ہمیں بھی اپنی رحمت خاص کے دائرے میں داخل فرما۔

محمد صالح فرفور
صدر جمعیت الفتح الاسلامی
(دمشق، شام)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات تقدیم

کارگہ حیات میں ہر لمحہ عروج وزوال کے انقلابی دائرے سمٹتے اور پھیلتے رہتے ہیں ــــ مظاہر فطرت کی نوعا نوعی ہر لحظہ جس حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لئے بے تاب رہتی ہے ــــ ذرے جو نا قابل شکست وریخت سمجھے جایا کرتے تھے ان کا کلیجہ پھٹ کر طاقت اور قوت کے سر بستہ رازوں کو منکشف کر رہا ہے ــــ نت نئی سے نئی حقیقتیں کھل رہی ہیں ــــ لطافتوں کی کرن کرن روشنیاں، روحوں کی تہوں میں کھب رہی ہیں ــــ ہر چیز تیز رفتاری کے لطیف مرکزوں پر ایٹمی سرعت سے متحرک نظر آرہی ہے ــــ مادے حرارت بن رہے ہیں، اور حرارتیں مادوں میں ڈھل رہی ہے ہیں

کوئی نکتہ ایسا نہیں، جسے راز دروں کہا جاسکے ــــ کوئی زاویہ ایسا نہیں، جس میں جھانکا نہ جاسکے ــــ کوئی موقع ایسا نہیں، جس کی جستجو ممکن نہ ہو ــــ اور کوئی افق ایسا نہیں، جس کے تغیر پذیر رنگوں پیغام نہ لیا جاسکے ــــ ظاہر باطن ہورہے ہیں ، اور باطن ظاہر کا روپ دھار رہے ہیں ــــ اول ،آخر کو پانے کی فکر میں ہے ــــ اور آخر اول کی دہلیز پر سجدہ زن ہورہا ہے۔

ایسے میں کبھی کبھی کوئی ذات اگر پردہ در پردہ ــــ حجاب در حجاب پیچیدگیوں میں گم نظر آتی ہے ــــ تو وہ محض حضرت انسان ہے ــــ یہ کیا ہے؟ ــــ اسے کیا کہیے؟ ــــ یہ کون ہے؟ ــــ اس میں شر ہے یا خیر؟ ــــ بندہ عقل ہے یا پیکر عشق ؟ ــــ اس کی حقیقت میں شعلہ نہار مستور ہے یا شرارہ نور؟ ــــ اس کی ذات سے رحمتوں کے سوتے پھوٹتے ہیں یا زحمتوں کے طوفان اٹھتے ہیں؟ ــــ اسے ظالم وجہول

Marfat.com

کہا جائے یا عادل و مجبور؟ ـــــ اس کے ارادوں میں تسخیر وتقدیر کا جلوہ دیکھا جائے یا اس کے اعمال میں انقلاب کا مشاہدہ کیا جائے؟ ـــــ اسے شئے غیر مزکور قرار دیا جائے یا وجہ تخلیق کائنات مانا جائے؟ ـــــ اس کی بوترابیوں سے فانی ہونے کا سبق سیکھا جائے یا اس کے جاری فیض کو دیکھ کر باقی ہونے کی غرق مستیاں حاصل کی جائیں؟ ـــــ اس کے دیدوں کی چمک میں حق وحقیقت کا نور ڈھونڈا جائے یا اس کی بداعمالیوں میں سرکشی کی تاریکیاں ٹٹولی جائیں؟ ـــــ اس کی فاسقانہ روش پر اسے ہم نشین شیطان کہا جائے یا اس کی نیاز مندیوں پر اسے ہمرکاب کروبیاں قرار دیا جائے؟ ـــــ انسان کیا ہے؟ ـــــ اور انسانیت کیا ہے؟ ـــــ بقول حکیمے کہنا ہوگا، اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے۔

انسان کو اپنی حقیقت دیکھنے کے لئے ایک آئینہ نور چاہیے ـــــ جس میں وہ دیکھا جائے اور بنتا جائے ـــــ دیکھتا جائے اور سنورتا جائے ـــــ دیکھتا جائے اور ترقی وارتقاء کی منزلیں طے کرتا جائے ـــــ دیکھتا جائے اور معیار حسن کے مطابق ڈھلتا جائے ـــــ ہمدردی دیکھنی ہو تو ہمدردی کا آئینہ ـــــ ایثار ملاحظہ کرنا ہو تو ایثار کا آئینہ ـــــ معرفت جہاد مقصود ہو تو جہاد حق کا آئینہ ـــــ غریب پروری کا جائزہ لینا ہو تو غریب پروری کا آئینہ ـــــ ظاہر کے لئے ظاہر کے آئینے اور باطن کے لئے باطن کے آئینے۔

رہا یہ سوال کہ یہ آئینے کہاں تلاش کئے جائیں؟ ـــــ تو یاد رہے کہ انسانی محامد کا اعلےٰ ترین آئینہ جس میں معیار حسن قائم کیا جاسکے کوئی ایسا زندہ انسان ہی ہوسکتا ہے جس میں معیار حسن قائم کیا جائے سکے ـــــ کوئی ایسا زندہ انسان ہی ہوسکتا ہے جس میں اَنَا مِرْاٰۃُ جَمَالِ الْحَقِّ ـــــ کا نور منعکس ہورہا ہو ـــــ گویا زندہ وتابندہ، عظیم وجلیل اور روشن وتاباں شخصیتیں ہی ہوتی ہیں جن کی صحبتیں اور توجہات کرم کی خوشبوئیں، مشام ہستی کو معطر کر دیتی ہیں ـــــ ان کی باتیں روشنی بانٹتی ہیں ـــــ ان

Marfat.com

کی دعوتیں بہار بندی کرتی ہیں ـــــ اور ان کی سیرتیں رحمتوں کی رت گر ہوتی ہیں ـــــ وہ تاریخ کے صفحوں میں ایسے نظر آتے ہیں جیسے کوئی نور کے تڑکے میں دھیرے دھیرے جنت کی طرف رواں دواں ہو ـــــ وہ روحوں میں ایسے اتر جاتے ہیں جیسے شبنم شب تیرہ وتار کا کلیجہ چیر کر پھولوں کی پتیوں پر آبیٹھتی ہو ـــــ انکی محفلیں جیسے کوئی ستاروں کی بزم میں جا بیٹھے ـــــ وہ بولیں نہ بھی تو ان کا عمل انقلاب کے گیت گنگناتا ہے ـــــ وہ دیکھیں نہ بھی، تو ان کے ذہن سے اٹھنے والے تخیل زندگی کی گزر گاہوں میں ہلچل پیدا کر دیتے ہیں ـــــ وہ اس جہانِ فانی میں نظر نہ بھی آئیں تو ان کے مرقدوں کی مٹی زندگی کی سوغات تقسیم کرتی ہے ـــــ ان کی گدڑیوں کی دھول میں ہیروں کی چمک ہوتی ہے ـــــ ان کے فقر میں خسروی حکمتیں پنہا ہوتی ہیں ـــــ اللہ اللہ! یہ مستیاں ـــــ اللہ اکبر! فقر غیور کی یہ بے نیازیاں ـــــ اللہ اعظم! سیرت وکردار کی یہ پاکیزگیاں ـــــ اس میں کیا شک ہے کہ ملکہ سبا کے تخت کو چشم زدن میں ادھر سے ادھر کر دینے والے کسی انسان کو پیار سے دیکھ لیں تو وہ کیا بنتا ہوگا ـــــ بنا ہوگا ؟ لیکن ان کی چشم مازاغ کی فراست وبصارت نے کیا کیا نہ بنایا؟

آج اگر کسی وجود میں نور ورحمت کے رنگ ملتے ہیں تو یہ انہی کی نگاہوں کا صدقہ ہے ـــــ صدق حقیقت اور حقیقت صدق یہی ہے کہ یہی نوازے گئے اور نوازنے والے انسانیت کا اصل سرمایہ ہیں ـــــ آدمیت اسی وقت تعمیر سیرت کی معراج حاصل کریگی جب اس کی منزل مقصود ان زندہ پائندہ شخصیتوں کے نقوش راہ بن جائیں گے ـــــ بھاری بھرکم افکات ذہن کی غذا ہوا کرتے ہیں اور زندہ شخصیتیں کردار سازی کیا کرتی ہیں ـــــ یہی وجہ ہے کہ الہامی ہدایت کا یہ مسلمہ دستور ہے کہ توراۃ ہوگی تو موسیٰ علیہ السلام نظر آئیں گے ـــــ انجیل ہوگی تو عیسیٰ علیہ السلام پر نظر پڑے گی ـــــ زبور زندگی کے تار چھیڑیگی تو داؤد علیہ السلام کی روح گیر آواز کان میں پڑے گی

Marfat.com

——قرآن ہوگا تو صاحب قرآن فرش تا عرش نور نوازیاں فرماتے دکھائی دیں گے ——معلوم ہوا کہ انسانوں کا اصلی وظیفہ حیات الفاظ وکلمات کا ورد نہیں —— بلکہ ان شخصیتوں کی جستجو ہے، جن کی صحبت نظری، اطاعت عملی اور توجہ روحانی سے جاہ حق کا سراغ مل جاتا ہے ——زندگی میں شاید سب سے زیادہ مشکل مرحلہ یہی ہوتا ہے —— کہ کسی کیمیا نظر، جوالہ نور، بیتاب عشق، بندہ محبت، خوگر اخلاق، صاحب ادراک، معیار حق اور رشک بندگی شخص کی صحبت میسر آجائے۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب میسر آئے
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

بڑی مشہور حقیقت ہے کہ اللہ والوں کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے —— یاد رہے کہ یہ محض باتیں نہیں ہوتی، جو رحمتوں کی گھنگھور گھٹاؤں سے آب صدق وعمل کشید کر لیتی ہیں —— بلکہ زندہ ومتحرک سیرتوں کی گنگناتی آبشاریں ہوتی ہیں جو رحمت بن کر گرتی ہیں —— شخصیات کے قید وحدود جب لطافت کی جوئے مست میں نہا لیتی ہیں تو پھر شخصیتیں نہیں رہتیں —— وہ نور کے پیکر بن جاتے ہیں —— جن سے ہر لحظہ نور ہی کی تاباں کرنیں پھوٹتی رہتی ہیں —— خاک وخون اور قد وحد کی قید میں بند انسانوں کا اصلی عروج، ایسے ہی عظیم انسانوں کی دہلیز پر اطاعت وخدمت کی حاضری دینا ہوتا ہے۔

مفکرین کے ہاں یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ مذہب اور دین وہ سرسبز وشاداب اور تازہ وپائیدار درخت ہوتا ہے —— جس کے اصول ثابت ہوں اور فروع متحرک ہوں —— ایسی آئیڈیالوجی جس کے فروعات میں لچک اور اقدار میں استقلال نہ ہو ——زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکتی —— ان تسلیم شدہ حقائق کے مطابق

Marfat.com

استقلال اور لچکدار قوانین کے حسین مرقعے الفاظ نہیں ہو سکتے ـــــ بلکہ شخصیتیں ہو سکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآنی اقدار مستقل اور ہونے کے باوجود اپنے اثرات اور نتیجہ خیزیوں کے اعتبار سے مختلف اور متنوع ہوتی ہیں ـــــ خیال یہ کیا جاتا ہے کہ جس دور میں تمدن اور تہذیب کے ان ثابت اور زبردست اصولوں کو توانا اور حرکی شخصیتیں میسر آتی ہیں تو ان کے اثرات بھی انقلابی دکھائی دیتے ہیں ـــــ شاید یہی وجہ ہے کہ بزرگ کہتے ہیں کردار سازی اور تغیر پزیر معاشروں میں تعمیری ٹھہراؤ پیدا کرنے کے لئے سیرت اور سوانح کا مطالعہ وقیع اثر رکھتا ہے ـــــ ان لوگوں کے تاریخی خاکے اور مرقعے بشریت کی تقدیر بدل سکتے ہیں جن کی زندگی کے خاکوں میں سیرت رسول اکرم نے نیا رنگ بھرا ہو ـــــ اگر کوئی شخص دیانت سے اپنے آپ کو اٹھائے اور ان لوگوں کے درمیان جا کھڑا کرے جو حضور ﷺ نے تیار کئے ہیں ـــــ تو بلا شبہ وہ محسوس کرے گا کہ وہ دنیا میں نہیں، جنت میں کھڑا ہے ـــــ اور اس کے دائیں، بائیں جو لوگ متحرک نظر آتے ہیں وہ انسان نہیں، فرشتے ہیں ـــــ فرق صرف اتنا ہے کہ اعمال کے نتیجوں میں جو جنت آباد ہوگی وہ مابعد الدنیا ملے گی ـــــ اور کردار و سیرت سے جو جنت تیار ہوتی ہے اسے مدینہ اور مکہ کی محمدی تہذیب میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

انسانی معاشرت کیلئے بطور معیار ہمہ دم ایسے زندہ اور عظیم کرداروں کی ضرورت رہتی ہے جن میں عبودیت کا شعور نہایت گہرا ہو ـــــ جیسے ایک غلام کے اندر اپنے آقا کی مرضی میں ڈھل جانا رچا بسا ہوتا ہے ـــــ ایسے ہی وہ انسان معاشروں کی جان ہوتے جن کے ہاں ہر قول اور ہر عمل پر حب رسول ﷺ کی چھاپ لگی ہوتی ہے۔

یہی وہ لائق تکریم ہستیاں ہوتی ہیں جو انسانی قافلوں کے حقیقی راہنما ہونے کا استحقاق رکھتے ہیں ـــــ انہیں اگر ڈھونڈا جائے تو یہ علم کی مسندوں پر ـــــ ادب کے مرکزوں پر ـــــ ضرب وحرب کے میدانوں میں ـــــ قول وقرطاس کے جہانوں

Marfat.com

میں ـــــ ہر جگہ مل سکتے ہیں ـــــ انہی سے زندہ افکار کی روشنی پھوٹتی ہے ـــــ یہی تعمیر حیات کی خشبوئیں بکھیرتی ہیں ـــــ انہی سے جنت بداماں ماحول جنم لیتے ہیں ـــــ خود بھی مہر درخشاں کی طرح چمکتے ہیں ـــــ اور ان کی باتیں بھی ستاروں کی طرح جگمگاتی ہیں ـــــ یہ جب انسانی قافلوں کے دوش بدوش چل رہے ہوں، تو ایسے لگتا ہے جیسے انسانی دنیا پر چاند اور سورج محو گردش ہیں ـــــ اور جب یہ پردہ فرما لیتے ہیں، تو زمین آسمان بن جاتی ہے ـــــ ان کی قبریں اور آرام گاہیں بھی فیض بانٹتی ہیں ـــــ پھر لوگ انہیں یاد کرتے ہیں ـــــ یاد رکھتے ہیں ـــــ ان کے قصے اور واقعات، سیرت گری اور کردار سازی کا کام کرنے لگ جاتے ہیں ـــــ پھر تاریخ مرتب کی جاتی ہے ـــــ کالم تخلیق کیے جاتے ہیں ـــــ ان کی عظمتوں کی خوشبوء حروف و الفاظ کی کلیوں میں لپیٹ کر، ادب کے پھول اگائے جاتے ہیں ـــــ اور پھر یہی ادب ہمیشہ رہنے والے گیتوں ـــــ ہمیشہ رہنے والے نغموں، اور جیتی جاگتی کتابوں کی صورت میں انسانی خدمت پر کمر بستہ رہتا ہے۔

گذشتہ دور میں مختلف زبانوں کے اندر اس نوعیت کی خدمت ہوتی رہی ہے ـــــ ابن سعد سے لیکر واقدی تک ـــــ غزالی سے لیکر رازی تک ـــــ ابن رشد سے لیکر ابن حجر عسقلانی تک ـــــ ابن کثیر سے لیکر احمد ابن حنبل تک ـــــ عبدالرحمٰن جامی سے ـــــ محدث دہلوی تک ـــــ ہر بزرگ، ہر ادیب، ہر قلم کار اور ہر محقق زندگی کے صحراء سے ادب عالیہ کے موتی اکھٹے کرنے کے لئے زندہ انسانوں کا سراغ لگانے میں مصروف عمل رہا ـــــ سوانحی خاکے تخلیق کیے گئے ـــــ بکھرے موتی یکجا کیے گئے ـــــ اقوال زریں سے بساط ادب کو رونق بخشی گئی ـــــ جہاں حسن و ادب کی ان پر جمال کاوشوں، اور حسن افروز کاوشوں میں ایک کوشش علامہ فرفوری کی (من نفحات الخلود) بھی ہے۔

Marfat.com

"من نفحات الخلود" عربی ادب کی ایک خوبصورت اور اثر و تاثیر سے لبریز کتاب ہے ـــــ مصنف کی زبان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جاحظ اور جمال الدین محمد بن مکرم اصفہانی کے وزن کا آدمی تھا ـــــ فرق اگر ہے تو صرف اتنا کہ فرفور فقراء اور دراویش کی صحبت میں بیٹھنے والا شخص ہونے کے ناطے' اپنی تحقیق میں کوئی فضول چیز شامل نہیں ہونے دیتا ـــــ وہ اپنی زبان کو حیاء اور اسلامی تہذیب کے دائرے میں رکھتا ہے ـــــ اس کے قلم کی نوک سے صرف وہ واقعات ٹپکتے ہیں' جن کا تعلق اسلامی اور روحانی تربیت سے ہوتا ہے ـــــ وہ بلا مقصد کوئی قول نقل نہیں کرتا ـــــ بلکہ یوں کہیے کہ فرفور قلم کے پیچھے نہیں بھاگتا' بلکہ قلم اس کے پیچھے دوڑتا ہے ـــــ اور فرفور کی دوڑ ایک ہی منزل کی طرف ہوتی ہے ـــــ اور وہ ہے حبِ رسول مکرم ﷺ ـــــ اس عظیم اور تقدیر بدل منزل تک رسائی کے لئے وہ اکیلا نہیں دوڑتا' بلکہ پورے انسانی کارواں کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہے ـــــ یہیں سے فرفور کا کام تقدس کے دائروں میں داخل ہو جاتا ہے ـــــ اور اس کی کتاب کا ہر لفظ موتیوں کی طرح چمکنے لگ جاتا ہے۔

محمد صالح فرفور کی فکر ایک مصلح کی ہے، وہ جانتا ہے کہ تحریکوں کی جان نوجوان ہوتے ہیں ـــــ اس لئے اس کی مخلصانہ کوششوں، اس کی بیتاب تحریروں اور اس کے حرارت مآب انشائیوں کا مرکز نوجوان ہی رہتے ہیں ـــــ وہ انہیں اپنی آہ سحر سے بیدار کرنا چاہتا ہے ـــــ اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ان میں عقابی روح کارفرما ہو جائے ـــــ بلاشبہ "من نفحات الخلود" کا ایک ایک لفظ ان جذبوں اور آہنگ میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا ہے ـــــ عظیم مصنف کی یہ عظیم کتاب ایک سو ستاسی صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ـــــ اس کی زبان عربی اور لہجہ آفاقی ہے ـــــ ضرورت تھی کہ فرفور کا پیغام اردو پڑھنے والے حلقہ میں بھی عام ہوتا ـــــ لاہور کے ایک مرد خدامست کی اچٹتی ہوئی نظر اس پر جا پڑی ـــــ اور وہ اس خزانہ کو لے کر گوشۂ تنہائی میں جا بیٹھا ـــــ اور "من

Marfat.com

نفحات الخلود" کی زندہ خوشبو عربوں سے نکل کر اردو والوں میں بھی پھیلنے لگی۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری محض عربی دان ہی نہیں، واقعیت شناس بھی ہیں ——— صرف ترجمان ہی نہیں، حقیقت آگاہ بھی ہیں ——— ان کا کوئی کام بھی درد کی گہرائی سے خالی نہیں ہوتا ——— درسیات کی جاں کاہ مشق سے تھکا ماندہ عالم دین ——— حیرت ہوتی ہے کہ زندہ ذوق کی لذتوں سے بہرہ مند رہتا ہے ——— قاضی مبارک، سلّم، صدرا اور شمس بازغہ کی روح کش تقریروں کے جلاپے اور تڑاقے بھی اس کی آنکھوں سے محبت کے آنسو خشک نہیں کر سکتے ——— وہ روتا بھی ہے اور رولاتا بھی ہے ——— تڑپتا بھی ہے اور تڑپاتا بھی ہے ——— لکھنا اس کا دھندہ نہیں، درد ہے ——— وہ اپنے درد کے اظہار کے لیے اس کا قائل نہیں رہتا کہ اپنا ہی گیت سناتا جائے ——— جب کوئی میٹھا نغمہ کہیں سے بھی سنائی دیتا ہے ——— تو وہ اس کی سروں اور لہروں کو عام کرنے کا مشتاق بن جاتا ہے۔

"من نفحات الخلود" محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف نہیں ——— لیکن پسند ضرور ہے ——— کتاب کا انتخاب بذاتِ خود مترجم کے پاکیزہ ذوق پر شاہد و عادل ہے ——— محمد عبدالحکیم شرف قادری چونکہ خود سینے میں سمندر رکھلا، اور بادلوں سے زیادہ فیاض دل رکھتے ہیں ——— ان کی زبان میں شیرینی ——— مزاج میں انکسار ——— طبیعت میں نیاز مندی ——— پسند میں لطافت ———سوچ میں ژرف نگاہی ——— اخلاق میں وسعت ——— اور مہمان نوازی میں عربیت ہے ——— اس لئے وہ اپنے ذوق کا سفر تحقیق و تصنیف میں بھی جاری رکھتے ہیں ——— "من نفحات الخلود" دراصل شرف بھائی کا خوبصورت صفاتی آئینہ ہے ——— آئینہ، جس میں آپ محمد عبدالحکیم شرف قادری کو چلتا پھرتا دیکھ سکتے ہیں۔

البتہ! ایک بات بڑی عجیب ہے، محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تاریخی چھیڑ چھاڑ

Marfat.com

اعتقادی بحث وکرید —— نظریاتی آہنگ وتصلب ''من نفحات الخلود'' میں نظر نہیں آتا —— اگر محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اپنے رشحاتِ قلم اور نفحاتِ تحقیق کا رخ ہمہ گیر انسانی عنوانات کی طرف پھیر لیا —— تو امید کی جاسکتی ہے کہ وہ محققین کی اس صف میں بھی نمایاں مقام حاصل کرلیں گے —— جس میں غزالی اور حسن بصری قائد کی حیثیت سے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

دعا ہے اللہ جل مجدہ ''من نفحات الخلود'' کی خوشبوئیں عام فرمائے —— اور محمد عبدالحکیم شرف قادری سے دین مبین کی زیادہ سے زیادہ خدمت لے —— اور ان کی ہر سعی اور کوشش کو اپنے حبیب لبیب ﷺ کی بارگاہ میں قبول فرمائے —— آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

سید ریاض حسین شاہ
ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ
راولپنڈی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثالی شخصیات

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، بلاشبہ وہ ٹیکنالوجی اور قلم وقرطاس کا دور ہے —— ذرائع ابلاغ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ دوریاں سمٹ کے رہ گئیں ہیں —— اس دور میں تو جنگیں بھی ذرائع ابلاغ کے بل بوتے پر جیتی جارہی ہیں —— بحیثیت مسلمان قوم، ہم جب اقوام عالم میں اپنے مقام کا تعین کرنا چاہتے تو خود کو ہر میدان میں پیچھے ہی پاتے ہیں —— جبکہ ہمارا ماضی تاریخ عالم کا ایک روشن باب ہے۔

لیکن عہد حاضر میں ہم پر تاریکیوں کے سائے ہیں —— ہمارے آباؤ اجداد ے علم وحکمت کے موتی پانے والے، آج ہماری ہی آنکھیں چندھیا رہے ہیں —— کل جو ہمارے اسلاف سے عصری علوم وفنون سیکھنے گئے تھے آج ہم انہیں کے محتاج ہیں —— مکہ، مدینہ، بغداد، قرطبہ اور قاہرہ علم وحکمت اور تکنیکی فنون کے مرکز رہے ہیں —— لیکن آج مسلمان زبوں حالی کا شکار ہیں —— آج علوم وفنون میں تو غیر مسلموں کی اجارہ داری ہے ہی، لیکن عالمی ذرائع ابلاغ پر بھی غیروں کا ہی تسلط ہے —— مسلمانوں کی خبریں بھی انہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے پہنچتی ہیں —— اور پھر ان ذرائع ابلاغ میں موجود فحاشی اور عریانی نے جہاں غیر مسلم معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے —— وہیں مسلم دنیا کو بھی زبردست متاثر کیا ہے —— نوجوان نسل کے لئے اخلاقی بے راہروی کے راستے کھول دیئے ہیں —— ہمارے ملکی ذرائع ابلاغ کو بھی عالمی ذرائع ابلاغ نے اپنے سیکولر سحر میں جکڑ رکھا ہے۔

Marfat.com

ہمارے ہاں میڈیا پر غیر نظریاتی اور سیکولر اذہان کا قبضہ ہے —— جس کی وجہ سے ''متاثرین مغرب'' کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے ——اور جو لوگ مغربی دنیا سے کچھ سرمایہ کما لاتے ہیں، تعلیم اور مغربی تربیت حاصل کر کے آتے ہیں —— وطن عزیز کے لوگوں کو دیکھ کر ناک بھویں چڑھاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام پسندوں کے لیے بنیاد پرست کا لیبل بھی لے کر آتے ہیں —— آج جب مغربی دنیا اپنی معاشرتی زندگی کے تناؤ سے خود بھی بیزار ہے —— ہمارے معاشرے کے نوجوان مغربی تہذیب کے دلدادہ کیوں ہیں؟ —— فقط اس لئے کہ ہمارے قلمکاروں اور ذرائع ابلاغ کے ذمہ داروں نے نوجوانوں کو اسلاف کا شاندار ماضی یاد دلانے میں اپنا کردار ادا نہیں کیا —— اور جوں جوں مغربی دنیا کی مادی ترقی بڑھتی جارہی ہے —— ہم مغربی تہذیب وتمدن کے اسیر ہوتے جارہے ہیں —— اور اپنی عظیم اسلامی ثقافت سے دور ہوتے جارہے ہیں۔

آج نوجوان نسل کا آئیڈیل کہیں فلمسٹار ہے، تو کہیں کرکٹ سٹار ہیں —— کہیں کسی فرقے کی شخصیات آئیڈیل ہیں، تو کہیں کسی جماعت کا بانی —— اور کہیں سیاسی وابستگی مثالی شخصیت کا روپ دکھاتی ہے —— غرضیکہ عہد حاضر کے باشعور لوگوں نے بھی فلمسٹار اور کرکٹ سٹار کے علاوہ سیاسی اور مذہبی وعلاقائی شخصیات کے صنم کدے آباد کر رکھے ہیں —— ان بتان مذہب وسیاست کو آنکھیں بند کر کے آئیڈیل قرار دیا جاتا ہے —— مذہبی، سیاسی اور فلمی صنم پرستی کی اس دوڑ سے ہمارے مکار دشمن ہندو بنیئے نے بے پناہ فائدہ اٹھایا ہے —— ہماری اسلامی ثقافت پر ضرب لگانے کے لئے، نہ صرف ہمارے ملک —— بلکہ خلیج کی اسلامی کہلانے والی ریاستوں میں بھی اپنی فلموں کا جال بچھا رکھا ہے —— اس طرح بڑے نظم وضبط سے ہندوانہ تہذیب کا پرچار کرنے کے علاوہ فحاشی اور عریانی کے جراثیم پھیلائے جارہے ہیں —— جسے ہمارا مذہب اسلام

Marfat.com

دیگر تمام مذاہب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے۔

نوجوان نسل کے ہاتھوں ''گنڈاسہ'' فلموں نے موزر اور کلاشنکوف تھما دی ـــــ جبکہ کچھ دیگر ''مہربانوں'' نے جاسوسی' رومانوی ڈائجسٹوں اور ناولوں کا تحفہ نوجوان نسل کو پیش کیا ـــــ مذہبی حوالے سے ایسی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں کہ فلاں جگہ جانا شرک ہے ـــــ فلاں طریقے سے دعا مانگنا شرک ـــــ یہ شرک ـــــ وہ شرک ـــــ نوجوان نسل کے اخلاق و مذہب پر ذرائع ابلاغ کے ذریعے کیسے کیسے حملے ہو رہے ہیں؟ ـــــ ہماری نوجوان نسل ہم سب کی غفلتوں کے سبب مذہب سے دور ہوتی جارہی ہے۔

شکنجۂ یہود و ہنود ہماری شہ رگوں کی طرف بڑھ رہا ہے ـــــ ہمارے گرد سازشوں کا حلقہ تنگ ہوتا جارہا ہے ـــــ ایسا تو ہوگا اور ہوتا رہے گا جب تک ہمارے قلمکار اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہوتے ـــــ ذرائع ابلاغ نظریاتی ہاتھوں میں نہیں دیئے جاتے اور نوجوانوں کو عہد ماضی کے فخر روزگار علماء، دانشوروں، ادیبوں طبیبوں، سائنسدانوں اور حکمرانوں سے متعارف نہیں کرایا جاتا ـــــ ان سب سے بڑھ کر یہ کہ جب تک ہم معلمِ انسانیت مصطفیٰ کریم ﷺ کی انسان دوست شخصیت کی والہانہ محبت میں ڈوب نہیں جاتے ـــــ ہمارے نوجوان یونہی بھٹکتے رہیں گے ـــــ مغرب کی مادی ترقی کو دیکھ کر چندھیاتے رہیں گے ـــــ شاعر مشرق علامہ اقبال تعلیم کے سلسلے میں انگلینڈ اور جرمنی میں مقیم رہے ـــــ وطن واپس آئے تو مغرب سے مرعوبیت ساتھ نہ لائے ـــــ علامہ فرماتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

Marfat.com

علامہ کی آنکھوں میں محبوب حجازی کی چمک دمک رچ بس چکی تھی ——— اسلاف کا تابناک ماضی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ کھلی کتاب تھا ——— قوت ایمانی اپنی تمامتر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر تھی ——— اس لئے مغرب کی مادی ترقی اور چکا چوند روشنیاں ان کی آنکھوں کو خیرہ کرنے سے عاجز رہیں ——— آج ہم نے فرقہ واریت اور سیاست کی بنیاد پر شخصیت پرستی کے سومنات تعمیر کر رکھے ہیں ——— ہماری تباہ حالی اور پسماندگی کا تقاضا ہے کہ عظیم تر ملی مفاد کی خاطر، مسلکی اور سیاسی لات ومنات پاش پاش کر دیئے جائیں ——— نوجوان نسل کو اللہ کی عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کے جذبے سے سرشار کر دیا جائے ——— صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی مثالی شخصیتوں کو نمایاں کیا جائے ——— اور مسلم امہ کا تابناک ماضی نوجوان نسل کے سامنے اجاگر کیا جائے ——— علماء دانشوروں اور سائنسدانوں کا گرانقدر علمی ورثہ حقیقی وارثوں تک پہنچایا جائے ——— ذرائع ابلاغ کو مثبت انداز میں بروئے کار لایا جائے ——— اہل قلم کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے۔

ماضی کے زریں واقعات اور حقائق کے متعلق اصحاب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جناب طالب ہاشمی کی کتب قابل ذکر ہیں ——— جناب ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب کی تصنیف طب نبوی اور جدید سائنس نہایت اہم ہے ——— نبی کریم ﷺ کے چند جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کچھ مقالے ہمارے حلقوں کی معزز ترین شخصیت جناب سید ریاض حسین شاہ صاحب دام ظلہ الکریم نے تصنیف کیے تھے ——— ان کا ایک ایک لفظ عشق ومستی کی کیفیت لیے ہوئے پڑھنے والے کو سوز وگداز کی کیفیت سے آشنا کرتا جاتا ہے ——— اس کے علاوہ انہوں نے مسلم نوجوانوں میں ملی غیرت وحمیت اور مقصدیت اجاگر کرنے کے لئے فکر شباب کے عنوان سے مقالہ سپرد قلم کیا

——خواتین کے لئے ایک مقالہ فکر بنات کے عنوان سے تحریر کیا—— ''فکر شباب'' کتابچے کی صورت میں الگ بھی چھپا ہے——اور جن دوستوں نے پڑھا' بار بار پڑھا ہے——عالم اسلام کی معروف ترین شخصیت رئیس القلم علامہ ارشد القادری کی شاہکار تصنیف ''زلف وزنجیر'' جمالیاتی ادب کا شہ پارہ بھی ہے——اور مسلمانوں کے عہد ماضی کی بہترین عکاس بھی——جسے پڑھ کر اسلاف کی عظمتوں کے چراغ روشن ہو جاتے ہیں——اور مسلم اُمّہ کے تابناک ماضی کی کرنیں دل و دماغ کو منور کر جاتی ہیں۔——

ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی' سعودی عرب کی عربی تصنیف عَلِّمُوْا اَوْلَادَکُمْ مَحَبَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (اپنی اولاد کو محبت رسول کی تعلیم دیں) ایک اہم کتاب ہے——اس کا ترجمہ محترم ڈاکٹر محمد مبارز ملک صاحب نے کر دیا ہے—— اس کتاب کا تعلق ایمان کی بنیاد (محبت رسول) سے ہے——اس لیے اس کتاب کی طباعت کا بعض باخبر قارئین کو شدت سے انتظار ہے۔

''من نفحات الخلود'' (زندہ جاوید خوشبوئیں) جمعیۃ الفتح الاسلامی دمشق کے صدر شیخ طریقت' حضرت شیخ محمد صالح فرفور کی تصنیف ہے——جسے پڑھنے سے ایک دلولہ تازہ ملتا ہے—— جذبوں کو جوش وخروش میسر آتا ہے—— کیف وسرور میں ڈوبا ہوا قاری' خود کو معلم انسانیت کی مجلسِ درس میں زانوئے تلمذ تہہ کئے ہوئے پاتا ہے——خود کو خوش نصیب اصحابِ صفہ میں پاتا ہے—— عہد ماضی میں اسلام کی بالادستی' اور فروغِ علم کے سلسلے میں خدمات——اور ایسے ہی دیگر واقعات سے قاری کو آگہی ملتی ہے اور اس کتاب سے ہمیں مثالی شخصیات کا پتہ بھی ملتا ہے—— جن کے نقش قدم پہ چل کر ہم آج بھی اقوامِ عالم میں سر بلند ہو سکتے ہیں—— اس

Marfat.com

کتاب میں ہمارے لیے یہ درس بھی موجود ہے کہ مسلمان کا آئیڈیل کرکٹ سٹار، فلم سٹار، غیر مخلص مذہبی پیشوا، غیر نظریاتی سیاستدان نہیں —— بلکہ ہمارے لئے آئیڈیل اور مثالی شخصیت معلم کائنات ﷺ اور ان کے پیارے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین ہیں —— رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔

''میرے صحابہ (آسمان ہدایت کے) ستاروں کی مانند ہیں' ان میں سے تم جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔''

''زندہ جاوید خوشبوئیں'' —— یہ وہ زندہ و جاوید خوشبوئیں ہیں جو اہل دل کے مشام جاں کو مدتوں معطر رکھیں گی —— اللہ کرے کہ ہم مسلمان اپنے غیر نظریاتی سیاست دانوں اور غیر مخلص مذہبی قائدین کے لات وہبل بنا کر پوجے جانے والے بتوں کو پاش پاش کرسکیں —— اور اپنے دلوں کو صرف سرکار دو عالم ﷺ اور اپنے اسلاف کے ساتھ جوڑ کر' ان مثالی شخصیات کے نقشِ قدم پر چلیں —— اور ان کی نور نور سیرت کی روشنی میں اپنے کردار میں نکھار لاسکیں —— اور نوجوان نسل کو یہود و ہنود کے پنجے سے چھڑاسکیں —— اور ان کی ثقافتی یلغار کا مقابلہ کر کے اسلام دشمن عزائم کو ناکام بناسکیں۔

ممتاز احمد سدیدی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامۃ العصر سید محمد صالح فرفور حسنی قدس سرہ العزیز (دمشق)

۱۳۱۸ ــــــــ ۱۴۰۷ھ

۱۹۰۱ ــــــــ ۱۹۸۶ء

عالم اسلام کے نادر روزگار عالم، فقیہ جلیل، مرشد کبیر حضرت علامہ سید محمد صالح فرفور حنفی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ ابن سید عبداللہ فرفور ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء دمشق کے محلّہ عمارہ جوانیہ میں پیدا ہوئے ــــ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ نسب حضرت محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے ــــ آپ کا خاندان فرفور صدیوں تک ملک شام میں علمی وجاہت وسیادت کا حامل رہا ــــ بارہویں صدی ہجری میں اس خاندان کا علمی جاہ وجلال جاتا رہا ــــ یہاں تک کہ پندرہویں صدی ہجری میں علامہ سید محمد صالح فرفور پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دم قدم سے وہ علمی اور روحانی بہاریں لوٹا دیں ۔ــــ

قرآن کریم کی تعلیم کے لئے شام کے استاذ القراء شیخ محمد سلیم حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے گئے ــــ ذوق وشوق اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ سات سال کی عمر میں قرآن کریم یاد کرلیا اور روایت حفص کے مطابق تجوید وقراءت پڑھی ــــ پھر مدرسہ کاملیہ عثمانیہ میں داخل ہوئے اور دو دو سال کا نصاب ایک ایک سال میں پڑھ کر اعلیٰ پوزیشن حاصل کر کے کامیاب ہوئے ــــ والدین اور اساتذہ کی تعلیم وتربیت کا اثر تھا کہ ان کا سینہ دین متین، مسلم امہ اور عربی زبان کی محبت سے لبریز ہوگیا۔

Marfat.com

امتیازی حیثیت کے ساتھ بی۔اے پاس کرنے کے بعد ان کا ارادہ دمشق کے طبیہ کالج میں داخلہ لینے تھا ـــــ والد ماجد سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا ـــــ خاندانِ فرفور کے اکابر کا تذکرہ لاؤ' جو شیخ محمد جمیل شفی نے بنام ''الضیاء الموفور فی اعیان بنی فرفور'' لکھا ہے ـــــ سعادت مند بیٹے نے تذکرہ لاکر پیش کیا تو فرمایا: اسے پڑھو ـــــ فرزند سعید نے پورا تذکرہ پڑھ ڈالا ـــــ جب ختم کر چکے تو دیکھا کہ والد ماجد کی آنکھوں میں آنسوؤں کے موتی بہہ رہے ہیں ـــــ انہوں نے سوز وگداز میں ڈوبی آواز میں فرمایا:

> ''بیٹے! مجھ سے وعدہ کرو کہ تم ارباب علم وفضل آباء واجداد کے نقش قدم پر چلو گے ـــــ اور آج سے تم اپنی تمام توانائی علم دین کے حاصل کرنے کے لئے صرف کردو گے ـــــ تاکہ تم آئندہ چل کر انبیاء کے وارث بنو۔''

والد ماجد کے وصال کے بعد انہوں نے حسب وعدہ علماء کی مجالس میں حاضری شروع کردی ـــــ یہ وہ دور تھا کہ جنگ عظیم نے اہل شام کی معاشی اور اقتصادی حالت تباہ کردی تھی ـــــ اس معاشی زبوں حالی سے سید محمد صالح فرفور بھی محفوظ نہ رہے ـــــ بامر مجبوری انہوں نے بڑھئی کی دوکان کھول لی ـــــ رات کو چراغ کی روشنی میں ادب عربی کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور نظم ونثر کا ذخیرہ اپنے وسیع حافظے میں محفوظ کرتے رہے ـــــ موقع ملنے پر علماء، ادباء اور صوفیاء کی محفلوں میں حاضر ہوکر استفادہ کرتے رہے ـــــ تصوف اور روحانیت میں شیخ عبدالرحمٰن خطیب، ان کے بھائی شیخ محمد ہاشم خطیب اور خاص طور پر محدث جلیل شیخ محمد بدرالدین حسنی رحمہم اللہ تعالیٰ سے استفادہ کیا ـــــ انہوں نے اپنے شیخ بدرالدین حسنی سے پوچھا کہ آپ کی عمر اسی سال سے زائد ہے، اس کے باوجود آپ کے تمام حواس صحیح سالم ہیں اس کی کیا وجہ

Marfat.com

ہے؟ـــــ شیخ نے فرمایا: ہم نے جوانی میں اپنے جسم کی حفاظت کی ،اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ہمارے جسم کی حفاظت فرمائی ہے۔

علامہ فرفور نے سب سے زیادہ استفادہ حضرت سید محمد بدرالدین حسنی سے کیا ـــــ شیخ کامل نے اپنے شاگرد کی آنکھوں میں ذکاوت کی چمک اور پیشانی میں سعادت کے آثار دیکھے تو ان کی دلچسپی اتنی بڑھی کہ خود ان کی دوکان پر آنا جانا شروع کردیاـــــ اور ان کے شوق علم کو عشق کی حد تک بڑھادیاـــــ چنانچہ علامہ نے ان سے صرف،نحو ،بلاغت،عروض،فلسفہ،علم اسطرلاب ،میقات اور ریاضی پڑھی ـــــ علم میراث ،علوم حدیث وتفسیر ،اصول حدیث وتفسیر معلم توحید وغیرہ علوم پڑھے، یہاں تک کہ استاذ گرامی کا وصال ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں وصال ہوگیا۔

ان کے علاوہ محدث شام، شیخ صالح اسعد حمصی (م۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) سے فقہ حنفی ،اصول فقہ،تصوف،علم کلام وغیرہ علوم پڑھے ـــــ پھر جامع معقول ومنقول علامہ عبدالباقی ہندی متوفی ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء (مقیم مدینہ منورہ) سے علمی استفادہ کیاـــــ انہوں نے اپنی تمام مرویات کی سند بھی عنایت کی ۔ان کے علاوہ شیخ محمد علی مالکی مغربی ،مکہ معظمہ(م۱۳۶۷ھ)ـــــ علامہ عبدالقادر شلبی طرابلسی ،مدینہ منورہ (م۱۳۶۹ھ) ـــــ علامہ عمر ہمدانی محرسی (م۱۳۶۸ھ)علامہ علی اعظم ـــــ علامہ عبدالقادر قصاب (م۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) سے بھی فیض یاب ہوئے ـــــ علم فلکیات اور علم میقات علامہ شیخ محمد ساعاتی فلکی سے پڑھاـــــ ان کے علاوہ بہت سے فضلاء وقت کی خدمت میں حاضر ہوکر مستفید ہوئےـــــ غرض یہ کہ تنگ دستی کے عالم میں علوم کے حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ،بہت بڑا کتب خانہ بھی قائم کرلیاـــــ اور عبادت وریاضت ، شب بیداری کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

اساتذہ کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد مختلف مساجد میں درس وتدریس کا

Marfat.com

سلسلہ جاری کیا ــــــ دمشق کی جامع مسجد بنی امیہ میں مستقل طور پر عوام وخوص کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا مغرب اور عشاء کے درمیان عموماً تفسیر اور حدیث کا درس دیتے ــــــ محلّہ قیمریہ کی جامعہ مدرسہ فتحی میں مختلف علوم پڑھاتے ــــــ ہفتے میں دو دن تصوف کا درس دیتے ــــــ پیر کے دن عشاء کے بعد رسالہ قشیریہ اور جمعہ کے دن فجر کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ''احیاء العلوم'' کا درس دیتے ــــــ شیخ کی پرکشش اور محبت سے لبریز شخصیت نے ذہین طلبہ کی خاصی بڑی جماعت اپنے گرد جمع کرلی ــــــ ان کے دلوں میں علم کا شوق کوٹ کوٹ کر بھر دیا ــــــ اور انہیں وہ سب کچھ پڑھا دیا جو ذاتی مطالعہ اور اساتذہ کی عنایات سے حاصل کیا تھا ــــــ ان کی خصوصیت یہ تھی کہ طلبہ کو صرف مروج علوم ہی نہیں پڑھاتے تھے، بلکہ ان میں اسلامی اور روحانی روح بھی پھونک دیتے تھے ــــــ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اصحاب ثروت کے تعاون سے ۱۹۵۶ء میں دمشق میں ''جمعیۃ الفتح الاسلامی'' قائم کی ــــــ اور اس کے زیر انتظام ۱۹۵۹ء میں ''معہد جمعیۃ الفتح الاسلامی'' طلباء کے لئے اور اس کے بعد طالبات کے لئے ''معہد الفتح الاسلامی'' کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔

دمشق میں تدریس کا آغاز کرنے سے پہلے مفتی لبنان، شیخ توفیق خالد کی دعوت پر بیروت کے کلیہ شرعیہ میں بھی پڑھاتے رہے ــــــ ہفتے میں تین چار دن بیروت میں رہتے، پھر دمشق آجاتے ــــــ اس دور میں بیروت کے بہت سے ادباء، خطباء اور مدرّسین نے آپ سے سندِ فراغت حاصل کی ــــــ بیروت، ترکی اور دمشق کے گوشے گوشے میں حضرت شیخ کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حضرت شیخ ادب عربی، علم بلاغت، اصول نحو پر کامل دسترس رکھتے تھے ــــــ انہیں دورِ جاہلی، ابتداءِ اسلام، اموی اور آغاز دور عباسی کے شعراء کے ہزاروں اشعار یاد

Marfat.com

تھے ـــــ فلسفہ، علوم عقلیہ، اصولِ فقہ، تفسیر، اسرار قرآن وغیرہ علوم پر وسیع نظر رکھتے تھے ـــــ تدریس، خطابت اور رشد و ہدایت میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔

حضرت شیخ ائمہ اربعہ کی فقہ، اصولِ فقہ، حدیث، تفسیر، علوم القرآن، عقائد، تصوف، منطق، فلسفہ، صرف، نحو، عروض، ادب، بلاغت، غرض یہ کہ اس وقت کے رائج تمام علوم وفنون پڑھاتے تھے۔

حضرت شیخ نے اپنے لخت جگر شیخ محمد عبداللطیف کو تقریباً تیس سال کی تعلیم اور تربیت کے بعد سند اجازت وخلافت عطا فرمائی ـــــ اس میں تحریر کیا کہ میں انہیں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ اور اذکار و اوراد کی اجازت دیتا ہوں جو مجھے اپنے اساتذہ سے حاصل ہوئے ہیں ـــــ اور علماء کے نزدیک طے شدہ شرائط کے مطابق سلسلہ شاذلیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور خلوتیہ کی اجازت دیتا ہوں ـــــ اسی سند میں اپنے فرزند ارجمند کو خصوصی نصیحت کرتے ہوئے چند ہدایات سے نوازتے ہیں:

- اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور قول وفعل میں اخلاص سے کام لینا۔
- کسی فضیلت کا دعویٰ نہ کرنا اور مخلوقِ الٰہی کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آنا۔
- مقدور بھر اپنے علم پر عمل کرنا۔
- علم کے پھیلانے اور لوگوں کو سکھانے میں اپنی توانائی صرف کر دینا۔
- ہمیشہ تدریس، رشد و ہدایت اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے میں مصروف رہنا۔
- ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا کیونکہ ذکر دلوں کو چمکا دیتا ہے۔
- اپنے دل کو ماسوی اللہ سے خالی کر لینا، ارشادِ ربانی ہے: جس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ بیٹے، ہاں! جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوا۔
- اقوال وافعال میں شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔

- اپنی نیتوں کو ہر آلودگی سے اس طرح پاک کر لینا کہ علام الغیوب راضی ہو جائے۔
- مخلوقِ خدا کے لیے خیر و برکت کا منبع ہونا' اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تمہاری اقتداء کر لے' اس کے لیے بہترین راہنما بننا۔
- ہمیشہ علم کے سیکھنے اور سکھانے میں مصروف کوشش رہنا۔
- اپنی خلوت و جلوت میں مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا۔

حضرت شیخ نے ابتدائی زندگی میں تصنیف و تالیف کی طرف توجہ نہیں کی —— جب عمر شریف پچاس سال سے متجاوز ہوئی تو مصروفیات کی زیادتی کے باوجود متعدد وقیع اور قیمتی کتابیں لکھیں۔

درج ذیل تصانیف ان کی یادگار ہیں۔

۱۔ الدر المنثور: علامہ محمد جمیل شطی کی تصنیف الضیاء الموفور فی اعیان بنی فرفور کی شرح' فرفور خاندان کے آباء واجداد کا تذکرہ

۲۔ سلسلة الخلود: یہ ادبی تصنیف ہے' تین اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۱) النفحات پیش نظر کتاب سلسلۃ الخلود کی یہی جزء ہے۔

(۲) النسمات (۳) الرشحات

۳۔ النسمات : ان احادیث کا مجموعہ جن کی مسلمان عورتوں کو ضرورت ہوتی ہے۔

۴۔ من مشکوٰة النبوة : اربعین' امام نووی کی مبسوط شرح

۵۔ المحدث الاکبر الشیخ محمد بدر الدین الحسنی کما عرفته: استاذ اور مرشد گرامی کا تذکرہ

۶۔ الرسالة النافعة و الحجة القاطعة :

عقائد میں یہ چھ تصانیف ۱۹۸۷ء تک چھپ چکی تھیں —— ان کے علاوہ چند

Marfat.com

تصانیف یہ ہیں۔

۷۔ شرح نور الایضاح : مدارس میں رائج فقہ حنفی کی مشہور کتاب کی مبسوط شرح

۸۔ الدر المنثور : دوسرا ایڈیشن جو اضافوں اور تحقیق وتہذیب پر مشتمل ہے۔

۹۔ ترجمه للشیخ عبد الحکیم الافغان : تذکرہ

۱۰۔ آلام وآمال: شعری مجموعہ (دیوان)

۱۱۔ تراجم لمن عاصرهم من العلماء و اجتمع بهم : ہم عصر علماء کا تذکرہ

۱۲۔ شرح رسالة الغتیمی : فقہ حنفی

۱۳۔ رسالة احکام المسجد فی الاسلام : مسجد کے اسلامی احکام

۱۴۔ شرح الرسالة النافعة : توحید کے موضوع پر

اس کے علاوہ تقریباً تیس سال تک ان کے مقالات مختلف جرائد مثلاً التمدن الاسلامی، الهدایه اور الرابطة الاسلامیه میں شائع ہوتے رہے۔

حضرت شیخ صفاتِ کثیرہ کے جامع تھے، انہوں نے خوش خطی سیّد موسیٰ شلبی سے ــــ کشتی اور پہلوانی کی مختلف قسمیں استاذ صائب بک المؤید العظم حاصل کیں ــــ شمشیر زنی اور ڈھال سے بچاؤ کرنا سید ابو یاسین قصمانی سے سیکھا ــــ بیک وقت دو تلواروں کے ساتھ پریکٹس کیا کرتے تھے ــــ اسی طرح تیر اندازی، تیراکی، گھڑ سواری، گتکا بازی وغیرہ فنون میں نہ صرف ماہر تھے، بلکہ اپنی اولاد اور شاگردوں کو بھی سکھاتے تھے ــــ ان کے نزدیک پسندیدہ ترین ورزش، طویل پیدل چلنا تھا ــــ مایوسی اور تنگ دلی ان کے قریب نہیں آتی تھی ــــ اور کوئی رکاوٹ ان کے مشن کی راہ میں حائل نہیں ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی جرأت اور ہیبت عطا فرمائی تھی ــــ ایک دفعہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، اسی دوران اس وقت کا سربراہ مملکت مسجد میں آ گیا ــــ آپ

نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے بندۂ خدا! اللہ تعالیٰ سے ڈر —— پھر موقع کے مناسب قرآن پاک کی آیات پیش کرتے ہوئے پورا خطبہ اسے نصیحت کرنے میں صرف کر دیا —— نماز کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ وہ بری طرح رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے ہمارے استاذ ہم کیا کریں؟

غنائے نفس کا یہ عالم تھا کہ سلاطین' امراء اور وزراء کے عطیات سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی —— ان کی طرف سے آنے والے تحفے تحائف مستحق طلباء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے —— اور فرمایا کرتے تھے: ہم دینے والوں میں سے ہیں' لینے والوں میں سے نہیں ہیں۔

دمشق کی جمعیۃ العلماء کے بنیادی رکن تھے —— اور جمعیۃ رابطۃ العلماء کے ممتاز ممبر تھے —— اپنی توانائیاں امت مسلمہ کی بھلائی اور راہنمائی کے لیے صرف کرتے تھے —— بڑے متواضع اور حلیم تھے —— لیکن کیا مجال کہ کوئی شخص ان کے سامنے کسی کی غیبت کرتا' یا مخالف شریعت بات کہتا —— کبھی کوئی شخص بیان کرتا کہ آپ کے فلاں حاسد نے آپ کے بارے میں یوں کہا ہے' تو اسے فرماتے: بیٹے ! ایسی باتیں نہیں کیا کرتے' وہ ہمیں ہمارے عیبوں سے آگاہ کرتے ہیں —— اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے —— باقاعدہ تہجد ادا کرتے' کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور خشیتِ الٰہیہ کی بناء پر ان کی آنکھیں اشکبار رہتیں۔

فرانس کے خلاف تحریک اٹھی تو اس کے قائدین علماء کے ساتھ مل کر باقاعدہ جنگ میں حصہ لیا —— اور شوقِ شہادت میں خطرناک معرکوں میں کود گئے —— ایک دفعہ خود بیان کیا کہ سترہ سے زیادہ مرتبہ موت کے منہ میں جاتے جاتے بچا ہوں —— شام کی آزادی کے بعد تازیست امتِ مسلمہ کی اصلاح اور اتحاد کے لیے قلمی اور لسانی جہاد کرتے رہے۔

حضرت شیخ نے دو نکاح کیے —— اللہ تعالیٰ نے انہیں آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں عطا کیں —— جن میں سے سات بیٹے اور تین صاحبزادیاں ۱۹۸۷ء میں حیات تھیں —— اور اللہ تعالیٰ کا ان پر عظیم احسان ہے کہ تمام اولاد علومِ دینیہ اور اخلاق فاضلہ سے موصوف ہے —— سب سے بڑے صاحبزادے سید ابو الخیر محمد عبداللطیف ہیں —— انہوں نے اپنے عظیم والد پر کئی کتابیں لکھی ہیں —— اس وقت ان کی تصنیف لطیف الزاهر فی الحدیث العاطر عن الوالد الفاخر العلامة العارف باللہ الشیخ محمد صالح فرفور الحسینی رحمہ اللہ کا پہلا ایڈیشن (طبع ۱۹۸۷ء) راقم کے پیش نظر ہے —— یہ تمام حالات اسی کتاب سے لیے گئے ہیں —— ان ہی کا بیان ہے کہ میں نے تین مرتبہ والد ماجد کے ساتھ حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت شیخ اپنے دور کے اولیاءِ کاملین اور علماءِ راسخین میں سے تھے —— انہوں نے اپنی عمر عزیز کا بڑا حصہ تعلیم و تدریس، وعظ و ارشاد اور علمی مراکز کے قیام میں صرف کیا —— انہوں نے اصحابِ علم و فضل اور ارباب دعوت و ارشاد مردوں اور عورتوں کی ایک بڑی جماعت تیار کی جو آج بھی تبلیغ اسلام میں مصروف ہے —— لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کے علوم و معارف سے فیض حاصل کرتے —— کئی قسم کے امراض اور عوارض لاحق ہونے اور عمر شریف کے اسی سال سے متجاوز ہونے کے باوجود ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے —— اور وصال سے چند دن پہلے تک تدریس اور افادہ کا سلسلہ جاری رکھا —— ان کے ہاں عوام و خواص کی کوئی تخصیص نہ تھی —— وہ پڑھنے پڑھانے کو ہی اپنے لیے علاج اور شفاء تصور کرتے تھے۔

حیاتِ مبارکہ کے آخری سالوں میں تدریس اور ذکر و فکر میں مشغول رہے

Marfat.com

—— روحانیت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ خواب تو کیا بیداری میں اپنے مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوتے —— وصال سے پہلے بتا دیا تھا کہ میری زندگی تقریباً ایک سال باقی رہ گئی۔

۵ محرم، ۱۹ اکتوبر ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء بروز منگل وہ وقت آ گیا کہ مجاہد عظیم، مرشد کبیر، علامۃ الشام، شیخ محمد صالح فرفور رحمۃ اللہ پچاسی سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے —— ان کے وصال سے پورا دمشق غمگین ہو گیا —— ہزاروں افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی —— اور عارف باللہ شیخ ارسلان رحمۃ اللہ کے مزار شریف کے پاس ان کی آخری آرامگاہ بنائی گئی۔

۹ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

۲ فروری ۱۹۹۳ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے ایڈیشن کا مقدمہ

از حضرت مصنف علامہ رحمۃ اللہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لیے ——— اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے، افضل ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اقراء باسم ربک ——— اپنے رب کے نام سے پڑھو ——— نیز آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر۔ میں نے ہر پڑھے لکھے آدمی کے مطالعہ کے لئے ایک ادبی اور تاریخی کتاب، کی ضرورت محسوس کی ——— جو عربوں کی تاریخ اور ان کے انوکھے واقعات پر مشتمل ہو ——— اور ان دلوں میں ایثار و قربانی کی روح کی بجلیاں پیدا ہوں ——— اور وہ بنیادی عقائد اور بہترین اخلاق سے عشق کی حد تک پیار کرنے لگیں۔

میں نے اپنے پیکران مجد و شرف آباء واجداد کے کچھ ورثے کے رخ زیبا سے نقاب ہٹایا ہے ——— اور تاریخ و ادب کے خزانوں اور زندہ خوشبوؤں کا کچھ حصہ نذر قارئین کیا ہے جس پر تاریخ کے صفحات گواہ ہیں ——— تاکہ اگر ہمارے قدم برے اخلاق میں ملوث ہو کر بہک گئے ہوں تو یہ بزرگ ہمارے لیے بہترین راہنما ثابت ہوں ——— ہم ان کے پسندیدہ اخلاق اور ان کے دکھائے ہوئے صراط مستقیم کی طرف لوٹ آئیں ——— اور ان کے مفید ورثے کو اپنی اخلاقی بیماریوں کے لیے موثر دوا کے طور پر

Marfat.com

اختیار کریں —— کیونکہ اس امت کے آخری حصے کی اصلاح اسی طریقے سے ہوگی جس سے صدر اول کی اصلاح ہوئی ہے۔

میں نے اس کتاب میں کسی ایک زمانے یا کسی خطے کی بات نہیں کی —— اس میں وہ کچھ بیان کیا ہے جو عصرِ حاضر اور دورِ جدید کی ضرورت کو پورا کرتا ہے —— اس میں عربوں کے دلچسپ اور عجیب واقعات قصداً بیان کئے ہیں —— تاکہ قارئین بوریت محسوس نہ کریں اور ان کی دلچسپی برقرار رہے —— میں نے حاشیے میں عبارت کے مشکل الفاظ کی مختصر شرح بھی کردی ہے —— تاکہ پڑھنے والوں کے لئے سمجھنا آسان، اور فائدہ مند بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ خطاؤں کو درست فرمائے —— ہمیں دولت اخلاص سے مالا مال فرمائے —— ہمارے علم کو فائدہ بخش —— اور ہمارے عمل کو خالص اپنی رضا کے لیے بنائے —— ہماری اس کوشش کو تمام مسلمانوں کے لیے عموما —— اور عربوں کے لیے خصوصاً سود مند بنائے —— بے شک وہی کار خیر کا القاء کرنے والا —— اور توفیق مرحمت فرمانے والا ہے۔

Marfat.com

تیسرے ایڈیشن کا مقدمہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ——— اور صلوٰۃ و سلام ہو صاحب خلق عظیم، صراط مستقیم کی ہدایت دینے والے ——— اور انسانیت کو کفر و گمراہی سے نجات دلا کر علم اور ہدایت کے نور کی طرف لانے والے محمد مصطفیٰ ﷺ پر ——— اور آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر ——— جنہوں نے آپ کے نقش قدم کی پیروی کی ——— اور آپ کے راستے پر چلے ——— نتیجہ یہ ہوا کہ کائنات کے سربراہ اور اقوام عالم کے قائد بنے۔

یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ قوموں کو لافانی عظمت اس کے عظیم رجال ہی کے ذریعے میسر آتی ہے ——— اور اقوام کی شوکت کا اندازہ ان کے نامور افراد کے جلیل القدر مقامات ہی سے لگایا جاسکتا ہے ——— کوئی بھی قوم اپنی تاریخ اور اپنے اکابر کے حالات زندگی سے بے خبر رہ کر کامیابی و کامرانی کے زینے طے نہیں کر سکتی ——— یہی وجہ ہے کہ اکابر کے تذکروں کے مطالعہ کی اہمیت، بنیادی نظریات اور افکار کے مطالعہ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

اس حقیقت کے علاوہ اس کتاب کی تالیف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ میں نے مسلمان نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد کو دیکھا ہے کہ وہ تاریخ اسلام کی نابغہ روزگار شخصیات کے مطالعہ سے عاری ہیں ——— انہیں پتا ہی نہیں کہ ہمارے یکتائے زمانہ عظیم المرتبت آباؤ اجداد کے کارنامے کیا ہیں؟ ——— وہ اس لیے فتنے میں واقع ہو گئے کہ انہوں نے دوسری قوموں کی تاریخیں پڑھیں ——— انہوں نے اغیار کے نامور افراد کو پڑھا ——— جن کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق، اور کوئی رابطہ ہی نہیں ——— نتیجہ یہ نکلا کہ

Marfat.com

نوجوانوں کو دوسری قومیں عظیم دکھائی دینے لگی ـــــ اور عظمتوں کی معراج پر فائز مسلمان قوم حقیر دکھائی دینے لگی ـــــ صرف یہی نہیں، بلکہ انہوں نے جہالت اور سرکشی کی بنا پر امت مسلمہ کے نقائص اور کوتاہیاں گنوانا شروع کر دیا ـــــ اور الزام عائد کر دیا کہ یہ قوم تہذیب وتمدن میں بہت پیچھے رہ گئی ہے ـــــ مشہور مقولہ ہے کہ آدمی اس چیز کا دشمن ہوتا ہے، جسے نہیں جانتا۔

واقعہ یہ ہے کہ اس امت کو مجد وشرف، رفعت وسربلندی اور صحیح تہذیب کی وہ خصوصیات دی گئی ہیں جنہوں نے اسے تاریخ انسانیت کے طویل عرصے تک اقوام عالم کا رہبر ورہنما بنا دیا ـــــ ایسا کیوں ہوا؟ ـــــ وجہ یہ تھی کہ مختلف زمانوں اور ادوار میں ملت اسلامیہ کے عظیم الشان سپوتوں نے وہ درخشندہ اور لازوال کارنامے انجام دیئے، جن کے تذکروں سے تاریخ کے صفحات جگمگا رہے ہیں ـــــ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے؛

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ (القرآن، ال عمران، ۳/۱۱۰)

''تم لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی امت سے بہتر ہو۔''

میں نے ملت اسلامیہ کی قیمتی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے، غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے افراد کے ان تابندہ کارناموں کا انتخاب کیا ہے ـــــ جو ہمارے لیے زندگی کی راہیں روشن کرتے ہیں ـــــ اور ہمیں خیر، ترقی اور کامیابی کا راستہ بتاتے ہیں ـــــ میں نے انہیں یکجا کر دیا ـــــ حواشی میں مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت کر دی ہے ـــــ ان واقعات کے چھپے ہوئے اسرار اور ان سے حاصل ہونے والی عبرتوں اور نصیحتوں کی طشت از بام کر دیا ہے ـــــ اس طرح یہ کتاب تیار ہوگئی ـــــ اور اس کا نام تجویز کیا من نفحات الخلود (زندہ جاوید خوشبوئیں)

کوشش یہ کی کہ الفاظ آسان اور تراکیب سلیس اور شستہ ہوں ـــــ تاکہ

Marfat.com

پڑھنے والوں کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

قارئین کرام! ان درخشاں اور قابل صد فخر کارناموں کے مطالعہ کے دوران واضح طور پر محسوس کریں گے کہ یہ واقعی زندہ خوشبوئیں ہیں —— کیونکہ ان میں روحانی بلندی، مقاصد کی برتری اور فکر کی عبقریت سب کچھ موجود ہے۔ اگر چہ ہم ان عظمت مآب شخصیتوں سے جسمانی اور روحانی طور پر ملاقات نہیں کر سکے —— لیکن اس کتاب میں ان کی سیرت اور زندۂ و جاوید کارناموں کا مطالعہ تو کر ہی سکتے ہیں —— وہ لوگ اپنی عبقریت کی بنا پر لافانی ہیں اور ان کی عظمتوں کے نقوش جریدۂ عالم پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو چکے ہیں۔

یہ کتاب اس سے پہلے دو دفعہ چھپ چکی ہے —— اور الحمدللہ! قبولیت اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے —— تیسرا ایڈیشن قارئین کرام کی خدمت میں حاضر ہے اس ایڈیشن میں مزید اصلاح اور تصحیح، نیز ضبط اور بہتری کی کوشش کی گئی ہے —— علاوہ ازیں آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کے حوالے بھی دے دیئے ہیں —— تا کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو اور دقت نظری میں معاون ہو۔

عظیم ترین ہستی، اللہ کریم جل شانہ سے دعا ہے —— اور اس کے نبی مکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے درخواست ہے —— کہ میری اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے —— اہل ایمان کو اس سے نفع عطا فرمائے —— اور اس عمل کو خالص اپنی رضا کے لیے بنائے —— تا کہ میں اس کی بارگاہ میں پیکر اخلاص جماعت میں شامل کیا جاؤں۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنٌ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔

"جس دن نہ مال کام آئے، نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا، سلامتی والا دل لے کر۔" (القرآن، الشعراء، ۸۹۔۸۸)

۲۵ر رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

مؤلف (دمشق)

Marfat.com

فیضانِ رسالت

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

ایک مجاہد کی داستان جرأت و استقامت جو مدرسۃ الرسول ﷺ کے فیض سے مستنیر تھا۔

مسلم مجاہدین کا طریقہ تھا کہ یہ دشمنوں کے علاقوں کو رزمگاہ بناتے تھے —— ان کی جنگی سپرٹ کا یہ عالم تھا کہ میدان جنگ میں پسپا ہونا جانتے ہی نہ تھے —— بلکہ دشمن پر اتنا دباؤ ڈالتے کہ وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو جاتے —— اور اپنے خزانوں اور عورتوں کو بطور مال غنیمت چھوڑ جاتے —— حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روم کی جانب روانہ کیا —— ان میں ایک صحابی تھے جن کا نام حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی[۱] رضی اللہ عنہ تھا —— جنگ میں عموماً یہی ہوتا ہے کہ کبھی ایک ایک فریق کا پلڑا بھاری، کبھی دوسرے فریق کا —— اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ صحابی دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے —— اور انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا۔

جب جنگ ختم ہو گئی، اور اس کی تپش سرد پڑ گئی تو انہیں زنجیروں میں جکڑے ہوئے، شاہ روم ہرقل کے سامنے پیش کیا گیا —— بادشاہ نے اپنے سامنے اعتماد بھرپور،

۱۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی قریشی رضی اللہ عنہ اوّلین سابقین صحابہ میں سے ہیں —— کہا جاتا ہے کہ آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے —— حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مصر میں آپ کا وصال ہوا —— اور اسی جگہ مقبرہ میں محوِ استراحت ابدی ہوئے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

بلند حوصلہ نوجوان کو دیکھا ـــــ جس کے چہرے پر کوئی ایسی جھلک نہ تھی، جو بادشاہ کے سامنے پیش ہونے والے قیدیوں کے چہروں پر ہوا کرتی ہے ـــــ وہاں عاجزی، بزدلی اور احساس کمتری کا نام ونشان تک نہ تھا ـــــ بادشاہ، سرکار دو عالم ﷺ کے صحابہ کی روحانی قوت وعظمت ـــــ دنیا سے بے نیازی اور ایمانی استقامت کے چرچے سن چکا تھا ـــــ جن کی بنا پر اسے صحابہ کرام کے دیکھنے کا شوق تھا ـــــ ایک نظر دیکھنے میں اس نے فیصلہ کر لیا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی دین سے محبت ـــــ ایمانی استقامت اور ساتھیوں کے لیے ایثار وقربانی کے معیار کو پرکھا جائے۔

بادشاہ نے پیش کش کی، عبد اللہ! تم عیسائیت قبول کر لو ـــــ میں تمہیں اپنی حکومت میں شریک بناؤں گا، اور تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا ـــــ اس کا خیال تھا کہ میں بھاری قیمت ادا کر کے حضور ﷺ کے ایک شاگرد کا ضمیر خرید لوں گا ـــــ لیکن اس کا تیر نشانے پر نہ بیٹھ سکا ـــــ اور اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آدھی بادشاہی، بلکہ دنیا بھر کی دولت کے عوض اپنے وایمان کا سودا کرنے سے انکار کر دیا ـــــ اور واقعی ایمان جس کی رگ وپے میں سرایت کر چکا ہو ـــــ اور جو شخص تمام دنیا کو پس پشت ڈال چکا ـــــ وہ ہرگز اپنا دین وایمان بیچنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔

انہوں نے سر کے اشارے سے نفی میں جواب دیا ـــــ یہ نفی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی نفی کا نتیجہ تھی ـــــ جس میں ہر معبود کی نفی کر کے ایک خدا کی تصدیق ہے ـــــ جو ہر شے پر قادر ہے ہر شے کی چابی، اسی کے دست قدرت میں ہے ـــــ وہی عزت وذلت دینے والا ہے ـــــ تمام بندوں کے دل اور چوٹیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں ـــــ وہ جدھر چاہتا اور پسند فرماتا ہے ـــــ پھیر دیتا ہے۔

بادشاہ نے جب ان کی عظمت نفس اور پاکیزہ وبلند روح کی ایک جھلک دیکھی،

Marfat.com

تو وہ پیش کش کی بجائے دھمکی پر اتر آیا —— اور حکم دیا کہ انہیں ایک بلند دیوار پر کھڑا کر کے سولی پر چڑھایا جائے —— اور ان پر اس قدر تیر برسائے جائیں، کہ ان کی روح قفس عنصری کی طرف پرواز کر جائے —— حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بالکل خوف زدہ نہیں ہوئے —— نہ زبان سے پریشانی کا کوئی جملہ نکلا، اور نہ دل کی دھڑکن میں اضافہ ہوا —— ان کے ہونٹوں پر ایک دل نواز مسکراہٹ کھیل رہی تھی —— ان کے چہرے پر دائمی زندگی کی چمک جلوہ گر تھی —— یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اپنے محبوب کو بڑی محویت سے دیکھ رہے ہوں —— حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اطمینان و سکون اور ثابت قدمی کو دیکھ کر بادشاہ کا خون کھول اٹھا —— اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ میں انہیں ایسا عذاب دوں گا جو آج تک کسی کو نہیں دیا گیا۔

بادشاہ کے حکم پر بہت بڑے کڑھاؤ میں پانی ڈال کر اس کے نیچے آلاؤ روشن کر دیا گیا —— جب پانی خوب اچھی طرح کھول اٹھا تو ایک مسلمان قیدی کو لایا گیا —— اور اسے وہی پیش کش کی گئی، جو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو کی گئی تھی —— انہوں نے صاف انکار کر دیا' اور فرمایا —— اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں زندہ رہنے کی بجائے' راہِ خدا میں موت کو ترجیح دیتا ہوں —— اور آخرت میں جہنم کے بدلے دنیا کا جہنم قبول کرتا ہوں —— بادشاہ کا اشارہ ملتے ہی انہیں اٹھا کر کڑھاؤ میں ڈال دیا گیا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب انہیں کڑھاؤ میں ڈالا گیا تو میں آنکھ کے کنارے سے انہیں دیکھ رہا تھا —— بخدا! چند لمحے گزرے ہوں گے کہ کڑھاؤ کے اوپر ان کی ہڈیاں تیرتی ہوئی دکھائی دینے لگیں —— باقی جسم پانی میں اس طرح حل ہو گیا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔

بادشاہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا —— اس کا خیال تھا کہ یہ منظر دیکھ کر ان کا دل پارہ پارہ ہو چکا ہوگا —— اور دوسرے لوگوں کی طرح موت

کا خوف وہراس انہیں اپنی لپیٹ میں لے چکا ہوگا۔

بادشاہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ——یا تو عیسائیت اختیار کرلو یا کڑھاؤ میں اپنے بھائی کے پاس پہنچنے کے لیے تیار ہو جاؤ —— لیکن ان کے عزم اور حوصلہ میں ذرہ برابر فرق نہ آیا ——نہ ہی تردد دامن گیر ہوا ——وہ پہاڑ کی چٹان کی طرح کھڑے تھے ——خوف اور دہشت کی پرچھائیں تک' ان کے چہرے پر نہ تھی ——بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کے ساتھی کی طرح انہیں بھی اٹھا کر کڑھاؤ میں ڈال دیا جائے۔

جب انہیں کڑھاؤ کے قریب پہنچایا گیا تو ساون بھادوں کی گھٹا کی طرح آپ کے اشکوں کی جھڑی لگ گئی ——یہ دیکھ کر بادشاہ کا دل باغ باغ ہوگیا، وہ سمجھا کہ میرا مقصد پورا ہوگیا ——اس نے کہا، انہیں میرے پاس لاؤ ——استہزاء اور تمسخر کے انداز میں گویا ہوا۔

عبد اللہ! تم کیوں رو دیئے؟ ——کیا بیوی کی محبت نے تمہیں اشکبار کردیا؟ یا بیٹوں اور بیٹیوں کے فراق پر پژمردہ ہو گئے ہو؟ ——یا عنقریب دنیا کے چھوڑ جانے پر تمہارا دل بھر آیا ہے؟

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے آنسوؤں کو پونچھا اور ایسا جواب دیا' جسے تاریخ نے ہمیشہ کے لئے اپنے صفحات میں محفوظ کردیا ——اور وہ جواب بعد میں آنے والے جیالوں کے لئے مشعل راہ بن گیا۔

انہوں نے فرمایا:

اے شاہ روم! خدائے برتر کی قسم! میں بیوی بچوں اور دنیا یا وطن کی یاد میں نہیں رویا ——مجھے تو اس پر رونا آرہا ہے کہ میری ایک ہی جان ہے ——جو اس کھولتے ہوئے پانی کی بھینٹ چڑھ جائے

Marfat.com

گی —— کاش! میری ایک لاکھ جانیں ہوتیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسی طرح قربان ہو جاتیں —— میری آنکھوں کے اشک فشاں ہونے کا یہی ایک سبب ہے۔

بادشاہ نے جب ایک مومن کامل کے دل کی یہ آواز سنی —— وہ دل جو ایمان' پاکدامنی اور استقامت سے لبریز تھا —— تو اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں بجلی کی رو دوڑ گئی ہے' اور اس کے حواس پر چھا گئی ہے —— اس کے دل سے سطوتِ شاہی کا غرور حرف غلط کی طرح مٹ گیا —— اس نے نوجوان کو انتہائی بلندیوں پر فائز پایا —— اور اس کے دل نے گواہی دی کہ میں ذرہ ناچیز سے بھی کم تر اور حقیر ہوں۔

اس نے نگاہ اٹھا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قید و بند میں جکڑے ہوئے دیکھا —— اور جب نگاہیں چار ہوئیں' تو اسے اپنے سامنے' آسمانی فرشتہ کھڑا دکھائی دیا' جس کی نگاہوں میں شاہانہ رعب اور جلال تھا —— جو حکم دینا جانتا ہے' اور اسے حکم نہیں دیا جا سکتا —— وہ تعمیل کرنا نہیں جانتا —— وہ اس لائق ہے کہ اس کی تعمیل کی جائے —— اس کے خائب و خاسر اور برائی کا حکم دینے والے نفس میں اچانک ہی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ وہ اس پاکیزہ اور پیکر اطمینان ذات کا قرب حاصل کرے —— اور اس کے ساتھ روحانی تعلقات قائم کرے —— ممکن ہے' اس کے قرب اور تعلق سے کوئی فائدہ حاصل ہو جائے۔

بادشاہ نے کہا' عبداللہ! کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تم میرے سر کو بوسہ دے دو؟ اس شرط پر کہ میں تمہیں رہا کر دونگا —— اور تم جہاں جانا چاہو گے' آزادانہ جا سکو گے —— اس کی سوچ یہ تھی کہ میری یہ معمولی سی خواہش ضرور پوری کر دی جائے گی —— اور کون نہیں چاہے گا کہ ایک غضب ناک' اور بااختیار بادشاہ کی پیشانی

Marfat.com

پر بوسہ دے کر طے شدہ خوف ناک موت سے رہائی پالے —— لیکن چشمۂ اسلام کے آبِ زلال سے سیراب' اور سچی قربانی کے شوق سے سرشار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے عظیم اور بلند، دل و دماغ نے اس خیال ہی کو جھٹک دیا —— کہ وہ تنہا رہا ہو کر عیش و راحت کی زندگی بسر کریں —— اور ان کے دینی بھائی قید و بند میں جکڑے ہوئے شدید مشقت جھیلتے رہیں۔

بادشاہ جواب کا منتظر تھا اور یہ شوق اس کے دل میں کروٹیں لے رہا تھا —— کہ کب میری پیشانی پر بوسے کی مہر ثبت کی جاتی ہے؟ اور اس بہانے ایک تو میرے حکم کی تعمیل ہو جائے گی —— دوسرا اس عظیم انسان کا قرب حاصل ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کمال مہارت و بے نیازی سے فرمایا —— کیا اس طرح تم مجھے اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دو گے؟

بادشاہ کے دل میں ان کی عظمت پہلے سے کہیں زیادہ نقش ہو گئی اور ان کا جواب سن کر سکتے میں آ گیا —— دل ہی دل میں کہنے لگا' کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے —— یہ تو کوئی آسمانی فرشتہ ہے۔

اور حقیقت یہ تھی کہ ایمان کی قوت نے ایک قیدی کو شاہی مقام پر کھڑا کر دیا تھا —— جہاں وہ حکم دے رہا تھا —— اور مد مقابل طاغوتی قوت کے مالک' بادشاہ کو ایک معمولی غلام کی جگہ لا کھڑا کیا تھا۔

بادشاہ نے کہا' ہاں! تم بھی آزاد ہو گے اور تمام مسلمان قیدی بھی رہا کر دیئے جائیں گے —— اور اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ اگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس سے بادشاہی کا مطالبہ بھی کرتے تو وہ بخوشی اس حکم کی تعمیل کر گزرتا —— گویا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایثار و قربانی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کامل اعتماد کی بدولت —— بادشاہ سے لباسِ شاہی چھین کر اسے غلامی کا لبادہ پہنا دیا تھا —— تب' حضرت عبداللہ

رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کی پیشانی پر بوسہ ثبت کر دیا ـــــ بادشاہ کی دلی مراد بھر آئی ـــــ اسے یوں محسوس ہوا کہ دنیا بھر کی مسرتیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں میں سمٹ آئی ہیں ـــــ اور انہوں نے وہ مسرتیں' سراپا اشتیاق بادشاہ کے ماتھے کا جھومر بنا دی ہیں۔

بادشاہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا ـــــ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مسرت سے سرشار' اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگلوں اور بیابانوں کو برق رفتاری سے طے کرتے ہوئے ـــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ـــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انتہائی مسرت کے ساتھ اٹھ کر ان کا استقبال کیا ـــــ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا:

"مسلمانوں کا حق ہے کہ عبداللہ کے سر کو بوسہ دیں۔"

یہ وہ طالب علم ہیں جو مدینہ طیبہ کے دار العلوم "صفہ" سے فیض یاب ہوئے' اور ایمان کے چشمۂ صافی سے سیراب ہوئے ـــــ تاریخ نے اپنے نورانی صفحات میں ان کا سنہری تذکرہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ـــــ وہ آنے والی نسلوں کے لیے منارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ انہوں نے سچی قربانی کے شیدائیوں کے لیے راستہ ہموار کر دیا' اور جوانوں کے دلوں میں ایمان صادق کے بیج بو دیئے ـــــ وہ ایمان جو منفعت اور ریاکاری کی آلائشوں سے پاک ہے۔ ـــــ یہ برکت ہے ان کے سچے ایمان اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل اعتماد کی ـــــ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بنتِ صدیق اکبر

ہمت و جرأت کی پیکر صحابیہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء[1] رضی اللہ عنہا دیندار، دانش و فصاحت کی مالک اور خوددار صحابیہ تھیں ـــــ انہوں نے اپنے لخت جگر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اس طرح پرورش کی کہ انہیں قوت، ذکاوت اور شجاعت کا پیکر بنادیا ـــــ اوران کی شہادت کے وقت حیرت انگیز استقامت کا مظاہرہ کیا۔

حجاج بن یوسف[2] نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کے لیے ایک لشکر

۱۔ حضرت اسماء تیمیہ رضی اللہ عنہا پہلے پہل ایمان لانے والوں میں سے تھیں ـــــ سترہ حضرات کے بعد مکہ معظمہ میں ایمان لائیں ـــــ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا ـــــ ہجرت کے وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے شکم اطہر میں تھے ـــــ آپ کا لقب ''ذات النطاقین'' ہے ـــــ یہ لقب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے ـــــ کیونکہ جب آپ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ـــــ اسے باندھنے کے لیے کسی کپڑے کی ضرورت تھی، انہوں نے اپنا پٹکا دو حصوں میں تقسیم کرکے، ایک حصے سے دستر خوان باندھ دیا اور دوسرے کو پٹکا بنالیا ـــــ آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی ـــــ ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں ـــــ اوراپنے صاحبزادے کی شہادت تک زندہ رہیں ـــــ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد وفات پاگئیں ـــــ ان کی عمر شریف سو سال تھی ـــــ اس کے باوجود نہ کوئی دانت گرا، اور نہ ہی ان کی عقل میں کچھ فرق آیا ـــــ ۱۲۔ ''اصابہ'' بتصرف

۲۔ ابو محمد حجاج بن یوسف بن الحکم ثقفی، عبدالملک بن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا گورنر تھا ـــــ اسی طرح بعد میں ولید بن عبدالملک کا گورنر رہا ـــــ یہاں تک کہ مرگیا ـــــ خونریزی میں شہرہ آفاق تھا ـــــ اس نے بہت سے علماء کو شہید کیا ـــــ جن میں حضرت سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ عنہ بھی تھے ـــــ اس کے پیٹ میں ایک ایسی بیماری پیدا ہوئی، جس نے اسے بالکل کھوکھلا کر کے رکھ دیا ـــــ ۱۲ رمضان المبارک ۹۹ ھ میں فوت ہوا۔

بھیجا، جس نے مکۂ معظمہ کا محاصرہ کرلیا، اور جبل ابوقیس پر منجنیقیں نصب کردیں، جن سے اہل مکہ پر سنگ باری کی جاتی تھی ــــ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مردانہ وار، حجاج کے لشکر کے ساتھ نبرد آزما ہوئے ــــ یہاں تک کہ آپ کے ساتھی ایک ایک کر کے شہید یا روپوش ہوگئے اور آپ تنہا رہ گئے ــــ آپ بیت اللہ شریف میں داخل ہوکر مصروف نماز ہوگئے ــــ حجاج کے لشکریوں نے بیت اللہ شریف پر پتھر برسانے شروع کردیئے ــــ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھی تو تن تنہا تلوار لے کر باہر نکل آئے اور لشکر پر ٹوٹ پڑے ــــ سخت جنگ کے بعد سب لشکری بھاگ گئے ــــ آپ والدۂ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ــــ اس وقت وہ بڑھاپے کی منزلیں طے کر رہی تھیں اور اُن کی بینائی زائل ہوچکی تھی ــــ عبداللہ نے عرض کیا:

> ''والدہ محترمہ! آپ کا کیا حکم ہے؟ ــــ میرے تمام ساتھی مجھے چھوڑ کر جاچکے ہیں، اور میں تنہا رہ گیا ہوں ــــ دشمن نے مجھے امان دینے کی پیش کش کی ہے''۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

> ''میری رائے یہ ہے کہ تو شہادت کی عزت حاصل کر، اور ایک کمینے فاسق کی پیروی اختیار نہ کر ــــ تیرے دن کا آخری حصہ، پہلے حصے سے زیادہ باعزت ہونا چاہیے''۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

> ''مجھے خوف ہے کہ وہ میری موت کے بعد، میری ناک اور کان کاٹ دیں گے ــــ اور میری لاش کی بے حرمتی کریں گے''۔

حوصلہ مند ماں نے کہا:

Marfat.com

"دنبہ جب ذبح ہو جائے تو اسے کھال اتارنے کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے والدہ کے سر کو بوسہ دیا، اور ماں نے اپنے لخت جگر کو آخری بار سینے سے لگا کر رخصت کر دیا—— حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے—— اور منبر پر کھڑے ہو کر، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اپنے ساتھیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"موت کے بادل تمہارے سروں پر منڈلا رہے ہیں—— اور موت تمہارے ہاں قیام کرنے کے لیے ارد گرد چکر لگا رہی ہے—— تم اپنی تلواروں کا ہدف مقرر کرلو، اور صبر کو اپنا دست و بازو بنالو"۔

یہ کہتے ہی تن تنہا دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، اور انہیں دھکیلتے ہوئے حرم شریف سے باہر نکال دیا—— پھر مقابلہ کرتے ہوئے ان کے درمیان پہنچ گئے—— جب وہ مل کر حملہ آور ہوتے، تو اس قدر شدید جوابی کاروائی کرتے کہ وہ منتشر ہو جاتے—— یہاں تک کہ آپ کا جسم زخموں سے چور ہو گیا—— منجنیق کا ایک پتھر آپ کی پیشانی پر لگا، اور آپ زمین پر آ رہے—— دشمن آگے بڑھے—— اور آپ کو شہید کر کے بیت اللہ کی دیوار پر سولی چڑھا دیا۔

حجاج نے کہا:

"انہیں اس طرح سولی پر لٹکا ہوا رہنے دو—— میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ان کی والدہ یہ منظر دیکھ کر کیا کہتی ہیں؟"——

اس کا خیال تھا کہ وہ دوسری ماؤں کی طرح روئیں گی، بین کریں گی——

Marfat.com

شدت غم سے بیتاب ہو کر، اپنے منہ پر طمانچے ماریں گی ـــــ اور اپنا گریبان پھاڑیں گی ـــــ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی عورت کمال صبر کا مظاہرہ کر سکتی ہے ـــــ اور اس کے جسم میں شیر مردوں جیسی روح بھی ہو سکتی ہے۔

جب حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کعبہ معظمہ کی طرف سے گزریں اور مردوں کے سروں کے اوپر سے اپنے بیٹے کو سولی پر چڑھے ہوئے دیکھا ـــــ تو انہوں نے شیروں کی ایک جماعت کو جنم دینے والی ماں کی طرح گفتگو کی ـــــ بیٹے کی شہادت کا ان کے حواس پر کوئی اثر نہ تھا ـــــ انہیں یقین تھا کہ میرے بیٹے نے حق کی حمایت میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ہے ـــــ اور وہ حق پر ثابت قدم رہ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہے۔

انہوں نے فرمایا:

اَمَا آنَ لِهٰذَا الْفَارِسِ اَنْ يَّتَرَجَّلَ۔

''کیا اس شہسوار کے پیدل چلنے کا وقت نہیں آیا؟''

حجاج کو یہ اطلاع ملی تو وہ ششدر رہ گیا اور حکم دیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسد عنصری کو دفن کر دیا جائے ـــــ یہ روح فرسا واقعہ ۷۴ھ میں پیش آیا ـــــ رضی اللہ عنہ۔

یہ بارگاہ رسالت کی فیض یافتہ طالبہ ہیں، جنہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جیسے شیروں کو جنم دیا ـــــ اپنے ایمان کی صداقت سے آنے والی ماؤں کے لیے عزت و خودداری کی راہیں کھول دیں ـــــ اور دنیا والوں کو استقامت اور عظمتِ انسانی کا درس دیا۔

انہوں نے تاریخ کے صفحات میں ایماندار عورت کا وقار بلند کیا ـــــ اور اپنے آپ کو بہت سے مردوں سے بلند ثابت کر دکھایا ـــــ آج کی تہذیب و ثقافت کی دلدادہ عورت اور حضرت اسماء و خنساء کا تقابل کیا جائے ـــــ تو ان میں زمین و آسمان کا

Marfat.com

فرق دکھائی دے گا، سچ ہے کہ:

اِذَا کَانَ النِّسَاءُ کَمَنْ فَقَدْنَا

لَفُضِّلَتِ النِّسَآءُ عَلَی الرِّجَالِ

''اگر تمام عورتیں ایسی ہی ہوں جیسی ہم کھو چکے ہیں تو عورتیں بہت سے مردوں پر سبقت لے جائیں گی''۔

--------✿--------

Marfat.com

تاریخ کے جھروکوں سے

انوکھا شہسوار

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ماں کا سر چوما اور دشمن پر حملہ کی اجازت طلب کی۔ ماں نے بیٹے کو گلے لگایا تو زرہ پر ہاتھ لگا—— ماں نے زرہ اتارنے اور معمولی کپڑے پہن کر لڑائی پر جانے کے لیے کہا—— بیٹے نے زرہ وہیں پھینک دی اور آستین چڑھا کر ہاتھ میں تلوار لے کر دشمن کی صفوں پر حملہ کر دیا۔ شامی فوج کے کئی افراد مارے گئے مگر کسی کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مقابلے کی جرات نہ ہوئی، حجاج بذات خود لڑائی کے لیے آگے آیا، اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علم بردار کو گھیرے میں لے لیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کو پیچھے دھکیل دیا اور علم بردار کو آزاد کرالیا پھر خانہ کعبہ کے روبرو مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ شامی فوج نے خانہ کعبہ کے تمام دروازوں اور صفا مروہ پر قبضہ کرلیا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کرنے کے بعد صفا کی جانب سے حملہ کیا، اور کئی افراد کو قتل کیا۔ ان کے تمام ساتھی ختم ہو چکے تھے۔ وہ خود بھی زخمی تھے ان کے جسم پر بے شمار زخم تھے۔ آخر ماہ جمادی ثانیہ ۷۳ھ آنحضرت کا نوعمر صحابی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نواسہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجا، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا بیٹا اس زمانے کا عظیم بہادر شہید کر دیا گیا۔ شامیوں نے ان کا سر کاٹ لیا جو خلیفہ عبدالملک بن مروان کو بھیج دیا گیا۔ لاش کو مقام حجون میں

سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق ان کے سر کو خانہ کعبہ کی دیوار سے لٹکا دیا گیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی لاش دفن کرنے کی اجازت مانگی مگر حجاج بن یوسف نے انکار کر دیا۔ ایک دن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا گزر مقام حجون میں سے ہوا، تو فرمانے لگیں: ''ابھی یہ شہسوار سواری سے نہیں اترا'' پھر خلیفہ عبدالملک بن مروان نے لاش دفن کرنے کی اجازت دے دی۔ جس کے چند دن بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی فوت ہو گئیں۔

(نوائے وقت شمارہ یکم مارچ ۱۹۸۶ء)

اسلامی عدل کی درخشندہ مثال

آل جفنہ کے بادشاہ، جبلہ ابن ایہم غسانی نے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر، باریابی کی اجازت طلب کی ۔۔۔۔ آپ نے اجازت عطا فرمائی تو وہ اپنے پانچ سو اعزہ واقرباء کے ہمراہ عازم مدینہ منورہ ہوا ۔۔۔۔ جب دو منزل کا فاصلہ رہ گیا، تو اس نے اپنی آمد کی تحریری اطلاع بھجوائی ۔۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور چند حضرات کو اس کے استقبال کے لیے بھجوایا ۔۔۔۔ اور اس کے شایانِ شان مہمانی کے انتظامات کا حکم صادر فرمایا ۔۔۔۔ جبلہ کے حکم پر اس کے ایک سو ساتھیوں نے ہتھیار اور ریشمی لباس زیب تن کیے ۔۔۔۔ ایسے گھوڑوں پر سوار ہوئے جن کی دمیں آرائشی انداز میں باندھی گئی تھیں ۔۔۔۔ اور ان کے کانوں میں سونے اور چاندی کے زیور پہنائے گئے تھے ۔۔۔۔ خود جبلہ نے ایک تاج پہنا جس میں قیمتی موتی اور چھلے جڑے ہوئے تھے ۔۔۔۔ جب وہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، تو نوعمر بچیاں اور عمر رسیدہ عورتیں اس کی سج دھج دیکھنے کے لیے نکل آئیں ۔۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے خوش آمدید کہا، لُطف و کرم سے نوازا، اور اپنے پاس بٹھا کر عزت افزائی فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے، تو جبلہ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ۔۔۔۔ مکہ معظمہ میں خاصا رش تھا ۔۔۔۔ طواف کے دوران بنوفزارہ کے ایک شخص کا پاؤں اس کے تہ بند پر آ گیا ۔۔۔۔ جس سے اس کا تہ بند ڈھیلا ہو گیا ۔۔۔۔ جبلہ نے

Marfat.com

پلٹ کر اسے اس زور کا تھپڑ رسید کیا کہ اس کے ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ــــــ اس شخص نے بارگاہ فاروقی میں مقدمہ دائر کر دیا ــــــ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جبلہ کو بلایا، اور فرمایا: ''یہ کیا کیا؟''

جبلہ: ''امیر المومنین! اس شخص نے دانستہ میرے تہ بند پر پاؤں رکھا تھا ــــــ اگر کعبہ شریف کی عزت وحرمت کا پاس نہ ہوتا، تو میں تلوار سے اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیتا۔

حضرت عمر: اب جب کہ تم اقرار کر چکے ہو، تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس سے معافی مانگو ــــــ بصورت دیگر تم سے قصاص لیا جائے گا۔

جبلہ: وہ کیسے؟

حضرت عمر: میں اسے حکم دوں گا کہ تمہاری ناک توڑ دے ــــــ جس طرح تم نے اس کی ناک توڑی ہے۔

جبلہ: امیر المؤمنین! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ــــــ جب کہ میں بادشاہ ہوں اور وہ عام آدمی ہے۔

حضرت عمر: اسلام نے تمہیں اور اسے یک جا کر دیا ہے ــــــ تمہیں اس پر صرف تقویٰ و پرہیزگاری، اور بھلائی میں ہی فضیلت ہوسکتی ہے ــــــ اس کے علاوہ کوئی فضیلت نہیں ہے۔

جبلہ: امیر المؤمنین! میرا خیال تو یہ تھا کہ جاہلیت کے مقابلے میں اسلام میں مجھے زیادہ عزت ملے گی۔

حضرت عمر: اس بات کو چھوڑو ــــــ اس وقت دو ہی راستے ہیں، یا

تو اس سے معافی مانگ کر اسے راضی کرلو ـــــ ورنہ مجھے تم سے قصاص لینا پڑے گا۔

جبلہ: پھر تو میں عیسائیت کو ترجیح دوں گا۔

حضرت عمر: اب اگر تم عیسائیت اختیار کرو گے تو تمہاری گردن اڑا دی جائے گی ـــــ کیونکہ تم مسلمان ہو چکے ہو، اور اسلام لانے کے بعد مرتد ہونے کی سزا قتل ہے۔

جبلہ، حضرت عمر کے اٹل فیصلے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا کہ:

''مجھے غور و فکر کے لیے ایک رات کی مہلت دیجئے''۔

جبلہ اور اس اعرابی کے قبیلے کے بہت سے لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جمع تھے ـــــ قریب تھا کہ آپس میں تصادم ہو جاتا ـــــ اتنے میں شام ہوگئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم پر ہجوم منتشر ہو گیا ـــــ جب لوگ آرام سے سو رہے تھے ـــــ جبلہ اپنے ساتھیوں سمیت شام کی طرف بھاگ گیا ـــــ صبح ہوئی تو مکہ معظمہ میں ان کا ایک فرد بھی موجود نہ تھا ـــــ شام پہنچ کر جبلہ اپنے پانچ سو ساتھیوں کو لے کر استنبول پہنچا ـــــ اور ماہ روم ہرقل کے پاس جا کر عیسائیت کا اعلان کر دیا ـــــ ہرقل اس بات سے بہت خوش ہوا، اور اُس نے اس واقعہ کو اپنی فتح قرار دیا ـــــ جبلہ کو منہ مانگا انعام دیا، اس کی پسند کے مطابق خطۂ زمین بھی اس کے نام کر دیا اور اسے اپنا خصوصی ہم نشین بنا لیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر رحمتیں نازل فرمائے ـــــ اس طیب و طاہر اور مقدس روح پر رحمت و رضوان کی برکھا برسائے ـــــ جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

Marfat.com

کسی ملامت کی پرواہ نہیں ہوتی تھی ـــــ انہوں نے ایک نادار، فقیر اور عامی بدوی کے لیے جاہ وحشمت کے مالک، بادشاہ سے قصاص لینے کا فیصلہ فرما دیا ـــــ جبلہ اور اس کے ساتھیوں کی مرضی معلوم نہیں کی ـــــ وہ دنیا پر یہ واضح کر دینا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام انسان یکساں ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ سب کا مالک اور سب اس کے بندے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہی سے کسی ایک کو دوسرے پر برتری حاصل ہو سکتی ہے ـــــ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی صرف تقویٰ و پرہیز گاری کی بدولت ہی میسر ہو سکتی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے حکمرانوں کو سختی سے عدل و انصاف کا حکم دے رکھا تھا ـــــ اور انسانوں کے درمیان پائے جانے والے مادی امتیازات کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا تھا ـــــ آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر صحیح طور پر کاربند تھے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔

(القرآن، الحجرات ۱۳)

”اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد و زن سے پیدا کیا، اور تمہیں شناخت کے لیے گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ـــــ بے شک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے“۔

Marfat.com

سلطان العلماء

مصر میں اعلان ہوتا ہے:

"لوگو! تمہارے حکمران تمہارے غلام اور مملوک ہیں، وہ حکمرانی کے قابل نہیں ہیں —— ان کی نہ تو خرید و فروخت صحیح ہے اور نہ ہی ان کا کوئی تصرف اور نکاح درست ہے —— جب تک انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع نہیں کرا دی جاتی —— اور اس کے بعد انہیں آزاد نہیں کر دیا جاتا"۔

دمشق کے عالم اور قاضی، جامع بنو اُمیّہ کے خطیب، بلکہ اس دور میں عالم اسلام کے عظیم ترین عالم دین —— سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام[1] نے یہ فتویٰ صادر کیا —— جنہیں اللہ تعالیٰ نے فصیح و بلیغ زبان کے ساتھ ساتھ دانش و حکمت سے معمور دل اور نورانی روح بھی عطا فرمائی تھی —— نیز انہیں حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے حوصلے سے سرشار فرمایا تھا۔

جوں ہی اس فتوے کا چرچا ہوا، نظامِ مملکت اور قوانینِ سلطنت درہم برہم ہو گئے اور حکام کے فیصلے اپنا اثر و نفوذ کھو بیٹھے —— عوام الناس حیران تھے کہ کیا کریں؟

۱۔ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام مصر کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے انہوں نے دیکھا کہ ترکی غلام اتنا اثر رسوخ حاصل کر گئے ہیں کہ اراکین سلطنت بن گئے ہیں، یہاں تک کہ نائب سلطان بھی غلام ہے اس لئے انہوں نے فتویٰ جاری کیا کہ جب تک انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروا کر انہیں شرعی طریقے سے آزاد نہ کیا جائے ان کا کوئی تصرف جائز نہیں، اس فتوے نے ایک تہلکہ مچا دیا، اراکینِ سلطنت، نائب سلطان یہاں تک کہ خود بادشاہ نجم الدین ایوب نے دباؤ ڈالا کہ اپنا فتویٰ واپس لیں، لیکن انہوں نے فتوے پر عمل درآمد کروا کر ہی دم لیا۔ ۱۲ صور من ابتلاء العلماء از وحید عبدالسلام بالی (طبع دارالایمان، اسکندریہ، مصر صفحہ ۶۲-۶۱)

Marfat.com

ـــــ اور حکمرانوں کی یہ حالت تھی کہ کوئی ان کے حکم کی تعمیل ہی نہیں کرتا تھا ـــــ یہ اطلاع نائبِ سلطنت کو پہنچی تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا ـــــ سوچ بچار کے بعد امراءِ سلطنت کی میٹنگ طلب کی اور باہمی صلاح مشورے کے بعد طے کیا کہ شیخ کو بلا کر جواب طلبی کی جائے ـــــ شیخ تشریف لا کر بھرے مجمع میں بیٹھ گئے تو ان سے پوچھا گیا کہ: ''آپ نے ہمارے بارے میں کیا فتویٰ دیا ہے؟''

شیخ ان کے اجتماع سے قطعاً مرعوب نہیں ہوئے ـــــ بلکہ ان کی پرواہ تک نہیں کی ـــــ وہ ایک ایسے پہاڑ کی طرح دکھائی دے رہے تھے، جسے بڑے سے بڑا طوفان جنبش بھی نہیں دے سکتا ـــــ انہوں نے پرسکون اور بااعتماد انداز میں فرمایا:

''میرے نزدیک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تم سب غلام ہو، اور اسلامی بیت المال کی ملکیت ہو ـــــ شرعی طور پر تمہارے تصرفات صحیح نہیں ہیں ـــــ کیونکہ غلام اپنے مولا کی اجازت کے بغیر کوئی تصرّف نہیں کر سکتا ـــــ اور اس کا کوئی حکم اس کے آقا پر نہیں چل سکتا ـــــ اس لیے میں نے فتویٰ جاری کیا ہے کہ تمہیں فروخت کیا جائے اور تمہاری قیمت بیت المال میں جمع کرائی جائے ـــــ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر اور تمام علماء پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے''۔

اراکین سلطنت نے پوچھا:

''آپ کے فتوے سے خلاصی کی کیا صورت ہے''؟

شیخ نے فرمایا:

''تمہارے لیے ایک بورڈ مقرر کیا جائے گا جو تمہیں فروخت کرنے کا اعلان کرے گا ـــــ تمہیں بیچ کر قیمت بیت المال میں داخل کرائی جائے گی ـــــ پھر تمہیں شرعی طریقے سے آزادی حاصل

Marfat.com

ہوگی، تب تمہارے تصرّفات صحیح ہوں گے ـــــ اور شریعتِ مطہرہ
کے صحیح طریقے کے مطابق تمہارے احکام قابل عمل ہوں گے"۔

شیخ کی گفتگو کیا تھی؟ ـــــ ایک آسمانی بجلی تھی جس نے ان کے کانوں کے پردے پھاڑ دئے اور ان کے جسموں پر لرزہ طاری کردیا ـــــ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف استفہامی انداز میں دیکھا کہ "اب کیا کیا جائے؟" ـــــ شیخ خاموشی سے سر جھکائے ان کی سرگوشیاں سُن رہے تھے ـــــ انہوں نے عمائدینِ حکومت سے پوچھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی کہ "تمہارا کیا خیال ہے؟" ـــــ شیخ کی ہیبت اور روحانی قوت ان کے دل و دماغ پر چھا گئی اور انہیں کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوسکی ـــــ البتہ! انہوں نے یہ معاملہ بادشاہِ وقت کے سامنے پیش کردیا ـــــ اور فریاد کی کہ: "شیخ نے ہم پر بڑی زیادتی کی ہے اور یہ فتویٰ سراسر ظالمانہ ہے"۔

بادشاہ نے بڑی شدت سے محسوس کیا کہ حکومت کے ذمہ دار افراد پر بڑی زیادتی کی گئی ہے ـــــ اس نے شیخ کو طلب کیا اور تقاضا کیا کہ اپنا فتویٰ واپس لیں ـــــ شیخ نے فتویٰ واپس لینے سے واشگاف الفاظ میں انکار کردیا ـــــ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء پر ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ شاہانِ وقت اور اُمراءِ دولت کے سامنے کُھل کر حق کا اظہار کریں ـــــ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کی ملامت سے متاثر نہ ہوں۔

بادشاہ نے زیادہ زور دیا اور دھمکی آمیز گفتگو پر اُتر آیا تو شیخ بھی اپنے موقف پر ڈٹ گئے اور بادشاہ کے عتاب کو کوئی وقعت نہ دی ـــــ بلکہ جلال میں آکر فیصلہ کیا کہ:

"میں اس شہر میں نہیں رہ سکتا، جہاں کا بادشاہ ظالم ہو ـــــ اور اس کے بُرے امراء و وزراء باطل سے کنارہ کش ہونے کے لیے تیار نہ ہوں"۔

شیخ نے اپنا ضروری ساز و سامان ایک گدھے پر لادا ـــــ اور اپنے اہل و

Marfat.com

عیال کو کرائے کی سواریوں پر سوار کیا، اور خود ان کے پیچھے پیدل چل پڑے ـــــ ارادہ یہ تھا کہ قاہرہ کو چھوڑ کر اپنے پیدائشی وطن شام چلے جائیں گے ـــــ انہوں نے ذِلّت و رسوائی کے ساتھ قیام پذیر ہونے کی بجائے مشقت اور مصیبت سے پُر ہجرت کی شرافت اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے دین کے لیے دُنیا ـــــ اور دار بقا کے لیے دار فنا کو قربان کردینے کا عزم کرلیا تھا۔

لیکن وہ زندہ قوم جس کے دل کی گہرائیوں میں مخلص علماء کی محبت جاگزیں تھی ـــــ جو ان کے احکام کو دل و جان سے قبول کرتی تھی ـــــ اور جو ان کے مقام کو اپنی قابل فخر تاریخ میں محفوظ کرنا جانتی تھی ـــــ اس قوم کے جیالوں نے گوارہ نہ کیا کہ علم و فضل، پاک دامنی اور شجاعت، اخلاص اور خودداری اپنے وطن سے یوں رخصت ہو جائے ـــــ اور ہم بے جان جسم کی طرح اکیلے ہی پڑے رہیں ـــــ اس قوم کے علماء، تاجر، عورتیں، بچے اور مرد، سب کے سب شیخ کے پیچھے پیچھے چل پڑے ـــــ اور یہ تہیہ کرلیا کہ جہاں شیخ جائیں گے، وہیں ہم بھی جائیں گے اور جہاں شیخ قیام کریں گے، ہم بھی وہیں رہیں گے ـــــ سارے کا سارا شہر خالی ہو گیا ـــــ صرف چند عورتیں اور بچے باقی رہ گئے جو اپنا ساز و سامان سمیٹ کر اپنے رشتہ داروں کے پاس پہنچنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ، لوگوں کے جسموں پر حکومت کرتے ہیں ـــــ دلوں پر تو وہ لوگ حکومت کرتے ہیں جو صحیح معنوں میں عالم ہوتے ہیں ـــــ جسموں اور دلوں پر حکومت کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

بادشاہ کو بھی اطلاع مل گئی کہ شیخ ترک وطن کر کے جا رہے ہیں ـــــ اور تمام آبادی ان کے پیچھے روانہ ہو چکی ہے ـــــ بادشاہ کو بتایا گیا کہ:

Marfat.com

''شہر میں ایک فرد بھی باقی نہیں رہا—— سب لوگ شیخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہجرت کر گئے ہیں—— اب آپ کس پر حکم چلائیں گے؟—— جو فیصلہ کرنا ہے فوری طور پر کیجئے''۔

بادشاہ لرز گیا، اسے اپنی ذات بڑی حقیر معلوم ہوئی—— اسے اپنا خوفناک انجام سامنے دکھائی دینے لگا—— اس کے اکثر و بیشتر نوکر چاکر شیخ کے ہمراہ جا چکے تھے—— بادشاہ بلا تاخیر سوار ہوا اور بچے کھچے خدام کو ساتھ لے کر شیخ کی خدمت میں جا پہنچا—— اور بہت دیر تک منت سماجت کرتا رہا، اور شیخ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا—— مگر شیخ کی طرف سے ایک ہی مطالبہ تھا—— آخر بادشاہ نے ہتھیار ڈال دئے، اور شیخ کے فتویٰ کو تسلیم کرلیا کہ اراکین دولت کو سر بازار فروخت کیا جائے گا—— اور ان کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرائی جائے گی۔

شیخ کی واپسی کے دوسرے دن نائب سلطنت کو شیخ اور بادشاہ کے درمیان ہونے والی گفتگو اور اس فیصلے کی خبر ملی کہ ''امراء و وزراء کو سر عام فروخت کیا جائے گا''—— تو اس نے اپنا ایک نمائندہ بھیجا جو اپنی حکمت عملی، شیریں بیانی اور انعام کی پیش کش کے ذریعے شیخ کو اپنا فتویٰ واپس لینے پر آمادہ کرے—— لیکن شیخ کا فیصلہ اٹل تھا—— وہ کسی صورت بھی اپنی رائے بدلنے پر تیار نہ ہوئے، تو نائب سلطنت کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ اس نے کہا:

> ''افسوس! یہ شیخ بازاروں میں ہمارے بارے میں اعلان کریں گے اور ہمیں معمولی مال و متاع کی طرح فروخت کریں گے—— حالانکہ ہم قوم کے قائد ہیں—— زمین کے بادشاہ ہیں، ہم رعایا کے امراء اور سردار ہیں—— خدا کی قسم! میں اپنی تلوار سے شیخ کا سر قلم کردوں گا اور ان کا بے جان جسم میرے قدموں میں پڑا ہوا

دکھائی دے گا"۔

یہ کہا، اور اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ساتھ شیخ کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا ـــــ مارے غصے کے اس کا برا حال تھا ـــــ ننگی تلوار اس کے ہاتھوں میں دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

جاتے ہی پوری قوت سے دروازہ دھڑ دھڑایا ـــــ شیخ کے صاحبزادے یہ معلوم کرنے کے لیے باہر آئے کہ دروازے پر کون ہے؟ ـــــ کیا دیکھتے ہیں کہ باہر نائب سلطنت کھڑا ہے، اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے اور وہ اتنا غضبناک ہے کہ وہ صاحبزادے ہی کا کام تمام کرنے کے لیے تیار ہے ـــــ وہ پلٹ کر والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے ـــــ گھبراہٹ سے صاحبزادے کا رؤاں رؤاں کانپ رہا تھا ـــــ خوف کسی برچھی کی طرح ان کے دل کے آر پار ہو رہا تھا ـــــ اور آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا ـــــ اسی حالت میں انہوں نے صورت حال والد گرامی کے گوش گزار کی اور ان الفاظ میں درخواست کی:

"ابا جان! دروازے پر موت کھڑی ہے ـــــ خدا کے لیے آپ اپنی جان اور ہم پر رحم کھائیں ـــــ اور کسی صورت میں باہر نہ جائیں"۔

شیخ نے اپنے بیٹے کی گفتگو کی کوئی پرواہ نہ کی ـــــ مکمل حوصلے اور سچے عزم کے ساتھ مسکراتے ہوئے اپنے لخت جگر کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"بیٹے تیرے باپ کی قسمت میں کہاں کہ وہ خدا کی راہ میں شہید ہو جائے؟"

بیٹے کے ہاتھ سے دامن چھڑاتے ہوئے اس طرح دروازے کی طرف لپکے جیسے تیر قضا ہو یا آسمان سے گرنے والی بجلی۔

جیسے ہی شیخ کی نگاہ نائب سلطنت پر پڑی، اسے یوں محسوس ہوا کہ شیخ کی

Marfat.com

روحانی قوت اس پر حاوی ہوگئی ہے، اور وہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا—— طاقت کا سارا غرور اور غیظ و غضب جھاگ کی طرح بیٹھ گیا—— بے ساختہ عجز و انکسار کے ساتھ جھکا ہوا سر اٹھایا اور شیخ سے درخواست کی کہ: ''میرے لیے دعا فرمایئے—— اللہ تعالیٰ میرے اس جرم کی توبہ قبول فرمائے''۔

پھر پوچھنے لگا:

''جناب عالی! اب آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟——
ہم آپ کی خدمت میں حاضر اور آپ کے اشارے کے منتظر ہیں''۔

شیخ نے فرمایا:

''تمہیں فروخت کروں گا—— اور تمہاری قیمت مسلمانوں کی ضروریات میں صرف کروں گا''۔

نائب نے کہا:

''قیمت کون وصول کرے گا؟''

شیخ نے فرمایا:

''میں بیت المال کے وکیل کے فرائض سرانجام دوں گا—— اگر بیت المال کا کوئی ذمہ دار منتظم نہ ہو تو قاضی اس کا ذمہ دار ہوتا ہے''۔

نائب کچھ دیر خاموش رہا اور ندامت کے آنسو بہاتا رہا—— شوکتِ اقتدار اور غرورِ شاہی کی جگہ اس پر عجز و انکساری طاری ہوگیا—— اور اس کے دل نے کہا کہ ''شیخ کا حکم مانے بغیر چارہ نہیں''—— بے خودی کے عالم میں کہنے لگا:

''ہم نے معاملہ آپ کے سپرد کردیا—— آپ جو چاہیں کریں—— ان شاءاللہ! آپ ہمیں صابر پائیں گے اور ہم آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے''۔

Marfat.com

شیخ نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ بازار میں جا کر ایک ایک امیر کو فروخت کر دے ـــــ اس شخص نے سر بازار اعلان کیا ـــــ اور بھاری قیمت پر تمام امراء کو فروخت کر دیا ـــــ شیخ نے وصول ہونے والی تمام رقوم، کارہائے خیر اور عام مسلمانوں کی ضروریات پر صرف کر دیں۔

پھر شیخ نے اعلان کیا کہ: ''عوام الناس جنہیں چاہیں اپنے حکام اور وزراء منتخب کر لیں'' ـــــ سب نے بالاتفاق ان ہی وزراء کو منتخب کر لیا ـــــ انہی کے حکّامِ سلطنت ہونے کی توثیق کر دی اور انہیں دوبارہ ان کے مناصب پر بحال کر دیا۔

تب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے اور فرمایا:

> ''اب امراء کے تصرّفات درست ہیں ـــــ پہلے یہ غلام اور مملوک تھے ـــــ اب آزاد ہو گئے ہیں ـــــ اب انہیں امتِ مُسلمہ کے تمام معاملات میں کاروائی کا حق پہنچتا ہے ـــــ اب یہ صحیح معنوں میں رعایا کے حاکم اور محافظ بنے ہیں''۔

خدادا صلاحیتوں والے یہ وہ قُدسی نفوس ہیں جن کا قول، اُمت کے مستقبل کی عملی اصلاح کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے ـــــ اپنے ایمان کی صداقت، انسانی عظمت، اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد اور دین پر غیر متزلزل یقین کی بدولت تاریخ کا دھارا موڑ دیا کرتے ہیں ـــــ حکومتوں کے نقائص دور کر دیا کرتے ہیں ـــــ اور عوام الناس کو کامیابی و کامرانی کی راہ میں ڈال دیا کرتے ہیں ـــــ رحمھم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

Marfat.com

پانچویں خلیفۂ راشد

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پاک دامنی، عدالت وتقویٰ اور میں مشہور ـــــــ دُنیا اور اس کی زیب و زینت سے بے نیازی میں شہرۂ آفاق، امام عادل اور پانچویں خلیفۂ راشد ہیں۔

حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اہلیۂ محترمہ فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس پیغام بھیجا کہ: ''ہمیں اپنے شوہر کے بارے میں کچھ بتائیے''۔

انہوں نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن عبدالعزیز پر رحمتیں نازل فرمائے ـــــــ انہوں نے اپنی ذات اور اپنے دماغ کو مسلمانوں اور ان کے معاملات کے لیے وقف کر رکھا تھا ـــــــ رات ہو جاتی اور دن کا کام ختم نہ ہوتا ـــــــ وہ رات گئے تک کام کرتے رہتے ـــــــ جب فرصت ملتی تو اپنے ذاتی مال سے خریدا ہوا چراغ منگواتے، اور اس کی روشنی میں دو رکعت نماز ادا کرتے ـــــــ پھر گھٹنے کھڑے کر کے زمین پر بیٹھ جاتے ـــــــ اور حالت یہ ہوتی کہ سر دونوں ہتھیلیوں پر رکھا ہوا ہے ـــ آنسو رخساروں پر بہہ رہے ہیں ـــــــ اور اس شدت سے روتے کہ یہ خدشہ محسوس ہوتا کہ

Marfat.com

شدت گریہ کے سبب ان کا دل پارہ پارہ ہو جائے گا ـــــ اور جسم و جان کا رشتہ منقطع ہو جائے گا ـــــ ساری رات اسی کیفیت میں گزر جاتی اور دن کو روزہ رکھتے''۔

ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ایک وقت تھا کہ آپ شاہانہ کرّ وفر کی زندگی بسر کرتے تھے، اب کیا حال بنالیا ہے؟ ـــــ انہوں نے فرمایا: ''ٹھیک ہے لیکن اب تم اپنا کام کرو ـــــ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو'' ـــــ میں نے عرض کیا کہ: ''میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے کوئی نصیحت کریں''۔

فرمایا: تو سنو!

''میں نے جب دیکھا کہ اس امت کے ہر سرخ اور سفید کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے ـــــ اور اس کے ساتھ ہی مجھے دور دراز شہروں اور زمین کے اطراف و اکناف میں رہنے والے بھوک کے مارے ہوئے فقیروں، بے سہارا مسافروں، ستم رسیدہ قیدیوں، غریبوں اور ایسے ہی دیگر افراد کا خیال آیا تو میرے دل نے کہا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے ان کے بارے میں پوچھے گا ـــــ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ان کے حق میں، میرے خلاف بیان دیں گے ـــــ پھر کیا تھا؟ ـــــ میرے دل پر یہ خوف مسلط ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں میرا کوئی عذر قبول نہیں فرمائے گا ـــــ اور میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کر سکوں گا۔

اے فاطمہ! یہ سوچ کر مجھے اپنے اوپر ترس آیا—— میری آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوگیا اور مجھے دلی صدمہ پہنچا—— اب میں اس حقیقت پر جتنا غور کرتا ہوں، اتنا ہی میرے خوف میں اضافہ ہوتا جارہا ہے—— اب تیری مرضی ہے کہ نصیحت حاصل کریا نہ"۔

ایسے عظیم دل و دماغ کے مالک جو اس خیال ہی سے کانپ اٹھتے تھے کہ ہم سے رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی—— اور ان پر یہ خوف سوار رہتا تھا کہ قیامت کے دن ہم سے رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا—— اس لائق ہیں کہ تمام لوگ کھلے دل سے ان کی قیادت قبول کریں—— اور زمامِ سلطنت ان کے ہاتھوں میں دے دیں۔

ایسے ہی عدل و انصاف اور ایثار و قربانی کی بدولت انہوں نے دشمنوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی—— ممالک پر حکمرانی کی—— عوام النّاس نے ان کی اطاعت کو سعادت جانا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول مکرم ﷺ کی عزت کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان داروں کے لیے جس عزت و کرامت کا وعدہ فرمایا تھا، وہ ایسے ہی سراپا عدل و انصاف حضرات کا حصہ ہے—— یقیناً! انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کر کے دکھا دیا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔

(بخاری شریف، کتاب الجمعہ)

"تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے، اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

اللہ تعالیٰ کی تلوار

دشمنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی برہنہ شمشیر ـــــ ابوسلیمان خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ قریش کے رؤساء میں سے تھے ـــــ دورِ جاہلیت میں جنگی گھوڑوں کی لگامیں ان کے ہاتھ میں تھیں ـــــ عمرۂ حدیبیہ تک تمام جنگوں میں مشرکینِ قریش کے ساتھ رہے ـــــ غزوۂ خیبر کے بعد ۷ھ میں دل و جان سے اسلام لے آئے ـــــ غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ شریک جہاد رہے ـــــ جب یکے بعد دیگرے تین کمانڈر شہید ہوگئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا سنبھال لیا ـــــ انہوں نے دیکھا کہ صحابہ کرام بڑی تعداد میں شہید ہوگئے ہیں اور باقی بھی خطرے کی زد میں ہیں ـــــ تو وہ حکمت عملی سے کام لے کر پیچھے ہٹ گئے اور مجاہدین کو رومیوں کے نرغے سے نکال لائے۔

حضرت خالد جب اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو بعض حضرات نے کہا کہ: ''وہ جنگ کی تاب نہ لا کر بھاگ آئے ہیں'' ـــــ اور انہیں کہا کہ: ''تم بھگوڑے ہو'' ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اس معرکے کی تفصیلات سنیں تو ان کی کاروائی کی تائید فرمائی ـــــ اور پیچھے ہٹ جانے کو ان کی جنگی حکمتِ عملی قرار دیا ـــــ کیونکہ وہ اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کو بچا لائے تھے، اور اگر انہیں اسی حالت میں رہنے دیتے تو بہت زیادہ صحابۂ کرام شہید ہو جاتے۔

ارشاد فرمایا:

Marfat.com

لَا! بَلْ اَنْتُمُ الْكُرَّارُ، خَالِدٌ سَيْفٌ
مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ سَلَّهٗ عَلٰی اَعْدَائِهٖ

''تم راہ فرار اختیار کرنے والے نہیں ــــ بلکہ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو ــــ خالد اللہ تعالیٰ کی برہنہ شمشیر ہے جسے اس نے دشمنوں کے سر پر مسلط کر رکھا ہے''۔

فتح مکہ کے موقع پر حضرت خالد بن ولید، نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے، اور انہوں نے خوب خوب دادِ شجاعت دی ــــ آپ ہی نے مشہور زمانہ بت، لات کو اس کے پجاریوں کے سامنے پاش پاش کیا ــــ حُنین اور طائف کے میدان میں شریک ہوئے ــــ ۹ھ میں سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر[1] کی طرف بھیجا جسے آپ نے گرفتار کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا ــــ بعد میں اکیدر نے جزیہ دینے کی شرط پر مصالحت کر لی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدین کے خلاف جہاد کرنے والوں کا سپہ سالار مقرر کیا اور انہیں جھنڈا عطا کرتے ہوئے فرمایا:

''خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا بہترین بندہ اور اپنے خاندان کا نہایت عمدہ فرد ہے ــــ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی تلوار ہے جسے اس نے اپنے دشمنوں کے سر پر بے نیام کر رکھا ہے''۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان عظیم انسانوں میں سے ایک تھے جنہوں نے

۱۔ اکیدر: یہ اکیدر بن عبدالملک، دومۃ الجندل کا بادشاہ تھا ــــ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے گرفتار کیا اور لاکر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا ــــ آپ نے اسے پناہ عطا فرمائی اور اس کے ساتھ صلح کر کے اس کے علاقے کی طرف واپس کر دیا ــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس نے عہد توڑ دیا، آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا ــــ چنانچہ وہ جنگ میں شکست کھا کر بھاگ گیا انہوں نے اس کے پیچھے چند افراد کو روانہ کیا جنہوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

اسلام کے نور سے دنیا کا گوشہ گوشہ منور کرنے میں بے مثال خدمات انجام دیں ـــــــ انہوں نے پہلے طلیحہ اسدی[۱] کی طرف رخ کیا اور اس کی جمعیت پارہ پارہ کردی ـــــــ پھر یمامہ پہنچ کر اسے فتح کیا اور مسیلمۂ کذاب[۲] کو واصل جہنم کیا، اور یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں، اسلام کو سربلندی عطا فرمائی۔

یمامہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق پہنچنے کا حکم دیا ـــــــ چنانچہ وہاں جاکر ''حیرہ'' کو صلح سے اور بہت سے دوسرے شہروں کو جنگ کے بعد فتح کیا۔

پھر دربار خلافت سے انہیں شام میں موجود امرائے افواج کی امداد کے لیے پہنچنے کا حکم ملا ـــــــ چنانچہ وہاں پہنچ کر جنگ یرموک میں شامل ہوئے اور دمشق فتح کیا ـــــــ جنگ یرموک میں ایک دن ان کی ٹوپی گم ہوگئی ـــــــ حکم دیا کہ ''اسے تلاش کیا جائے''، لیکن وہ نہ ملی، حضرت خالد اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک وہ مل نہ گئی ـــــــ کسی نے پوچھا: ''اتنی سختی سے ٹوپی کے تلاش کرنے کی کیا وجہ تھی؟'' فرمایا:

۱۔ طلیحہ بن خُویلِد اسدی، اسلام لائے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پہلے مرتد ہوگئے ـــــــ وہ کہتے تھے کہ: ''جبریل امین میرے پاس آتے ہیں''، قبیلہ اسد اور غطفان کے بہت سے لوگ ان کے پیروکار بن گئے ـــــــ وہ انہیں کہتے تھے کہ ''نماز میں سجدہ نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو خاک آلود کرنے اور سرینوں کو بری طرح اوپر اٹھانے کو کیا کرے گا؟ تم کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو'' ـــــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف روانہ کیا، وہ اور ان کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے اور شام چلے گئے ـــــــ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واپس آکر اسلام لائے ـــــــ کافروں کے ساتھ جنگوں میں بڑے معرکے انجام دیئے ـــــــ عراق کے فاتحین میں شامل تھے، اور مشہور زمانہ بہادروں میں سے ایک تھے ـــــــ نہاوند میں شہید ہوئے ـــــــ رضی اللہ عنہ۔ ۱۲ فرفور

۲۔ مسیلمۂ کذاب ہارون بن حبیب کی کنیت ابوثمامہ اور وہ بنو حنیفہ میں سے تھا ـــــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا ـــــــ پھر اپنی قوم کے پاس جاکر مرتد ہوگیا، اور نبوت کا دعویٰ کردیا ـــــــ وہ قرآن پاک کے مقابلے میں انتہائی گھٹیا اور کمزور کلام، مسجع، مقفیٰ انداز میں پیش کرتا تھا ـــــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر دے کر بھیجا ـــــــ چنانچہ انہوں نے جنگ میں مسیلمہ کو شکست فاش دی ـــــــ یہ واقعہ ۱۱ھ کا ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

''نبی اکرم ﷺ نے عمرہ کرنے کے بعد بال منڈوائے تو صحابۂ کرام آپ کے مقدس بالوں کو حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے ـــــ وہ بابرکت بال میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیے تھے ـــــ پھر میں جس جنگ میں بھی یہ ٹوپی پہن کر گیا، وہیں میں نے جیتی جاگتی آنکھوں سے فتح مبین دیکھی''۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جنگ موتہ میں نو تلواریں میرے ہاتھ میں ٹوٹ گئیں ـــــ صرف چوڑے پھل والی یمنی تلوار تھی جو کام دیتی رہی'' ـــــ

حضرت خالد جب حیرہ تشریف لے گئے تو وہاں کے سرداروں نے چیلنج کیا کہ:

''اگر آپ حق پر ہیں تو یہ زہر پی جائیں، اور یہ بات آپ کے ذہن میں رہے کہ اسے پیتے ہی آدمی اگلے جہان روانہ ہو جاتا ہے'' ـــــ

آپ نے فرمایا: ''تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟'' ـــــ انہوں نے کہا: ''ہاں!'' آپ نے وہ زہر لے لی اور کہا:

''اس ذات اقدس کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں دیتی''۔

یہ کہا، اور ان کے سامنے سارا زہر پی گئے ـــــ زہر نے انہیں کوئی گزند نہیں پہنچایا، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین و ایمان تھا ـــــ وہ پیکرِ اخلاص تھے ـــــ اور صدقِ دل سے ایمان کی دعوت دیتے تھے۔

وہ اسلام کی نصرت اور فتوحات کا پرجوش ولولہ رکھتے تھے ـــــ اگر آپ اندازہ کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا کے اس عظیم جرنیل کو تلواروں کے سائے میں شہادت کا کتنا شوق

تھا؟ تو سنئے! ـــــ وہ کس حسرت اور کرب کے ساتھ فرمار ہے ہیں:

''آہ! آہ! میں اسلام کی راہ میں بہت سی جنگوں میں شریک ہوا ـــــ ہر جنگ میں مجھے تلوار کا چرکا لگا، اور کسی میں مجھے نیزے کا نشانہ بنایا گیا ـــــ میں نے بنوحُنَیفہ (مسیلمہ کے ساتھیوں) سے بڑھ کر تلوار کا شدید وار کرنے اور موت پر صبر کرنے والی کوئی قوم نہیں دیکھی''۔

پھر پھولتے ہوئے سانسوں میں روتے ہوئے فرمایا:

''اور اب میں جانور[۱] کی طرح اپنے بستر پر دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں ـــــ خدا کرے کہ بزدلوں کو چین کی نیند نصیب نہ ہو''۔

وصال سے پہلے فرمایا:

''میں نے موت کو اُن اُن جگہوں میں تلاش کیا جہاں اس کے ملنے کی توقع تھی ـــــ مگر میری قسمت میں یہی تھا کہ میری موت بستر پر آئے ـــــ کلمۂ طیبہ کے بعد میرے لیے سب سے زیادہ باعث امید وہ رات ہے جب اوپر سے بارش ہو رہی تھی اور میں ساری رات صبح تک ڈھال سنبھالے رہا ـــــ پھر جنگ میں مصروف ہو گیا''۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تمام عمر جہاد کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کی خواہش تھی کہ ان کے وصال کے بعد بھی ان کے ہتھیار، جہاد میں استعمال ہوتے رہیں ـــــ اس لیے فرمایا:

''میری وفات کے بعد میرے ہتھیار اور میرا گھوڑا فی سبیل اللہ، اسلام کے لیے وقف کر دینا''۔

پھر اپنی اولاد کی دیکھ بھال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور وصال فرما

۱۔ یہ ان کی عاجزی کی انتہا ہے ـــــ ورنہ وہ عظیم انسان اور بے مثال کمانڈر تھے ـــــ رضی اللہ عنہ ۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

گئے —— اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں ان پر نازل ہوں، مدینہ منورہ میں بنومخزوم کی عورتیں بے ساختہ رو پڑیں —— کچھ صحابہ نے انہیں منع کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"انہیں ابوسلیمان پر آنسو بہانے دو —— اب خالد جیسا اسلام کا شیر، عورتوں کی کوکھ سے جنم نہیں لے گا"۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے روحانی قیادت اور صحیح قربانی کا راستہ کھول دیا —— ان کی روح اس مادی جہان میں نہیں، بلکہ آسمانِ مقاصد پر زندگی بسر کرتی تھی —— بظاہر وہ زمین پر چلتے تھے مگر ان کی جان، جنت کے شوق میں سرشار رہتی تھی —— شراب کے عادی کو شراب کا اتنا شوق نہیں ہوگا، جس قدر انہیں جنت کا شوق تھا۔

دنیا کی نعمت وراحت سے معمور زندگی سے کہیں زیادہ انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کا شوق تھا —— اپنی قوم کا مخلص قائد، ایسا ہی ہونا چاہیے —— روحانی قیادت، اخلاص، قربانی اور ایثار کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں عرض کیا ہے:

- "دنیا کی تمام تر چمک دمک کے باوجود، مال دنیا آپ کو راہ راست سے نہیں ہٹا سکا —— اور نہ ہی کوئی چھوٹا یا بڑا امر تبہ آپ کے لیے آزمائش بن سکا ہے۔
- بلکہ آپ کی عظیم روح، بلند پرواز کے ساتھ غالب رہی اور سب لوگ آپ کی بارگاہ میں جسمانی اور روحانی طور پر جھک گئے۔
- قیادت، صرف قائد کی اس روح کی ہوتی ہے جو دوسرے لوگوں سے ایمان اور ایثار میں بلند و بالا ہوتی ہے"۔

Marfat.com

(اقوامِ عالم کے قائدین)

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے

قائد ایران، رُستم پورے شاہی طمطراق کے ساتھ دربار لگائے بیٹھا ہے ـــــ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ [1] کو اپنا نمائندہ بنا کر اس کے پاس بھیجا ـــــ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے جگمگاتے تاج اپنے سروں پر سجا رکھے ہیں ـــــ اور سونے چاندی کے تاروں سے بُنے ہوئے سُندُس کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہیں، جن میں قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہیں ـــــ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ایک شانِ بے نیازی سے جوتوں سمیت قالینوں پر چل رہے تھے ـــــ اور اپنے نیزے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے تکیوں اور قالینوں کو چھیدتے جا رہے تھے ـــــ اسی طرح چلتے چلتے رُستم کے پاس پہنچ گئے ـــــ وہ سنہری تخت پر بُت کی طرح براجمان تھا، اور درباری اس کے اردگرد پجاریوں کی طرح باادب بیٹھے تھے ـــــ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ جاکر اس کے پہلو میں بیٹھ گئے ـــــ انہیں نہ تو دربانوں کی طاقت روک سکی اور نہ ہی شاہی ہیبت ان کے راستے میں رکاوٹ بنی۔

دربانوں نے جب انہیں رستم کے پہلو میں بیٹھا ہوا دیکھا تو آگ بگولہ ہو گئے ـــــ دوڑ کر اُن کے پاس پہنچے اور جھنجھوڑتے ہوئے کہنے لگے:ـــــ ''تخت سے نیچے اترو'' ـــــ حضرت مغیرہ نے قالین کا کنارہ الٹ دیا اور بے تکلفی کے ساتھ

۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ـــــ فتح ایران میں شامل ہوئے ـــــ وہ اپنے دور کے چار نابغۂ روزگار دانشوروں میں سے ایک تھے۔ ۱۲ فرفوز

زمین پر بیٹھ گئے ـــــ وہ نہ تو ایرانیوں سے مرعوب تھے اور نہ ہی خوف زدہ، بلکہ انہیں نگاہِ حقارت سے دیکھ رہے تھے ـــــ ان کی نگاہیں کیا تھیں؟ کمانوں سے نکلے ہوئے تیز تیر تھے ـــــ انہوں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم تو سُنا کرتے تھے کہ تم لوگ بڑے دانش ور ہو، لیکن میں نے تم سے زیادہ احمق کوئی قوم نہیں دیکھی ـــــ ہم غریبوں میں سچی مساوات ہے، ہم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتا ـــــ میرا گمان تھا کہ ہماری طرح تم بھی اپنی قوم سے ہمدردی رکھتے ہوگے ـــــ تمہاری موجودہ روش سے تو بہتر تھا کہ تم مجھے پہلے بتا دیتے کہ تم اس شخص کی پوجا کرتے ہو، اور تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کے رب ہیں ـــــ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا یہ طریقہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا، اور دُنیا میں کسی نے بھی یہ طریقہ نہیں اپنایا ـــــ میں تمہارے پاس خود نہیں آیا، بلکہ تمہارے بُلانے پر آیا ہوں۔

''آج مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہارا اقتدار ڈگمگا رہا ہے، اور تم بہت جلد شکست کھاؤ گے ـــــ یاد رکھو کہ اس روش اور ان عقلوں کی بنیاد پر کوئی بھی حکومت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی''۔

اُن کی گفتگو کے ختم ہونے سے پہلے حاضرین مجلس کے ذہنوں میں برپا ہونے والے انقلاب کے اثرات، ان کے چہروں پر دکھائی دینے لگے ـــــ اور ایک دوسرے سے سرگوشیوں میں کہنے لگے:

''خدا کی قسم! اس عربی نے جو کچھ کہا ہے ـــــ سچ کہا ہے، اس کی

Marfat.com

ایک ایک بات سچی ہے"——

ایک دربان نے ان کی گفتگو پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"ہمارے غلام اس گفتگو کا عرصہ دراز تک پسندیدگی اور محبت سے چرچا کرتے رہیں گے—— اللہ تعالیٰ ہمارے بڑوں کا ستیا ناس کرے، وہ کتنے بے وقوف ہیں؟ جو اس قوم کو ذلیل کر رہے ہیں"۔

پھر تو سرگوشیوں کا سلسلہ چل نکلا:——

"یہ عربی ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے—— واقعی عربوں کے قائدین اور عوام کے حقوق یکساں ہیں—— ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

ہمارے لیڈروں کو دیکھو، کھانے پینے اور بیٹھنے میں ہم سے الگ رہتے ہیں—— برتری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور تکبر کے پیکر ہیں—— ہم ان کی خدمت و طاعت اور ان کی خواہشات پوری کرنے میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں—— پھر بھی ان کی نظر میں ہماری کوئی وقعت نہیں ہوتی"۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو کیا تھی؟—— وہ ایسا تیر تھا جو سیدھا اپنے نشانے پر جا کر لگا تھا—— رستم نے محسوس کیا کہ ان کی گفتگو کو زبردست پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور اس کی رعایا کے دلوں کے کنول کھل اٹھے ہیں—— اس کے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی—— اور اسے اس کلام کے نتائج سے خوف آنے لگا—— چنانچہ اس نے اپنی قوم کی عزت و عظمت اور عظیم حکومت کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ عربوں کے فقر و فاقہ، باہمی اختلاف اور کمزوری کا ذکر کر کے ان کی بے مائیگی کا اظہار ضروری سمجھا—— رستم نے کہا:

Marfat.com

''ہماری قوم مختلف ممالک پر حکمران رہی ہے۔۔۔۔ دشمنوں پر غالب اور اقوام عالم میں سربلند رہی ہے۔۔۔۔ عزت و سلطنت میں کوئی قوم ہمارے مدِ مقابل نہیں ہے۔۔۔۔ ہم دوسروں پر غالب ہوتے ہیں کوئی دوسری قوم ہمارے گناہوں کی بنا پر صرف ایک دو دن یا ایک مہینہ ہم پر غلبہ پا لیتی ہے۔۔۔۔ اور جب اللہ تعالیٰ ہمیں سزا دے دیتا ہے اور ہم سے راضی ہو جاتا ہے تو دوبارہ ہمیں فتح و نصرت عطا فرما دیتا ہے۔۔۔۔ اور ہم پھر غالب ہو جاتے ہیں''۔

پھر عربوں کی تذلیل کرتے ہوئے ان کے عیوب گنوانے لگا۔۔۔۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور عربوں کے رعب اور دبدبے کو ختم کرنے کے لیے ان کے فقر، نادانی، کمزوری اور ذلت کا حوالہ دیتے ہوئے کہنے لگا:

''ہمارے نزدیک کوئی قوم تم سے زیادہ حقیر نہ تھی۔۔۔۔ تم تنگ حال اور نادار تھے۔۔۔۔ تمہاری معاشی حالت تباہ تھی۔۔۔۔ ہم تمہیں کسی گنتی میں شمار میں نہ لاتے تھے۔۔۔۔ قحط سالی کے مواقع پر تم ہمارے پاس آتے تھے تو ہم تمہیں کچھ کھجوریں اور جَو دے کر واپس کر دیتے تھے۔۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تمہاری لشکر کشی کا باعث صرف یہ ہے کہ تم اپنے ملک میں افلاس کا شکار ہو۔۔۔۔ تم واپس لوٹ جاؤ۔۔۔۔ میں تمہارے امیر کے لیے بہترین پوشاک، خچر اور ایک ہزار درہم کا حکم دیتا ہوں۔۔۔۔ اور تمہارے ہر فرد کو کھجوروں کی بھاری مقدار دیتا ہوں۔۔۔۔ میں نہ تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں اور

Marfat.com

نہ ہی قیدی بنانا چاہتا ہوں''۔

رستم چند لمحے بڑے تکبر اور غرور کے ساتھ خاموش رہا—— اس نے خیال کیا کہ میں نے اپنے مدِ مقابل کا زور توڑ دیا ہے—— اسے شکست دے دی ہے، اور اس سے اپنا مقصد حاصل کرلیا ہے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی لن ترانیوں کو ذرہ برابر وقعت نہ دی—— اور جب گویا ہوئے تو ان کے ہونٹوں پر استہزائی تبسم کھیل رہا تھا، انہوں نے فرمایا:

''ہاں! ماضی میں ہمارا وہی حال تھا جو تم نے بیان کیا—— پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے ہم میں سے ایک عظیم رسول بھیجا—— جس نے ہمارے تمام اختلافات مٹا کر ہمیں متحد اور یک جان کردیا—— اور ہمیں بتایا کہ تمہارے ممالک، ہمارے لیے فتح ہوجائیں گے—— اور تمہارے اموال ہماری ملکیت میں آجائیں گے—— ہم تو وہ سب کچھ وصول کرنے آئے ہیں جس کا وعدہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے''۔

ہم تمہارے سامنے تین صورتیں رکھتے ہیں، ان میں سے جو چاہو قبول کرلو۔

(1)۔ اسلام قبول کرلو، تمہارے حقوق اور فرائض وہی ہوں گے جو ہمارے ہیں—— ہم تمہیں تمہاری حالت پر چھوڑ دیں گے، پھر حکومت بھی تم خود ہی کرو گے۔

(2)۔ جزیہ ادا کرو، جتنی مقدار پر ہم متفق ہوجائیں گے اسے ہم قبول کرلیں گے اور تم سے ہاتھ روک لیں گے—— اور اگر تمہیں

Marfat.com

امداد کی ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری امداد کریں گے۔

(3)۔ جنگ ...... اور پہل ہم نہیں کریں گے، تم کرو گے ——

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ہاں! یہ بھی سن لو! کہ ہمارے اہل و عیال نے تمہارے شہروں کے کھانے چکھ لیے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم انہیں چھوڑ نہیں سکتے"۔

رستم نے تعجب کیا اور کہنے لگا:

"تب تو تم ان شہروں تک پہنچنے سے پہلے ملک عدم کو کوچ کر جاؤ گے"۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ہمارا مقتول جنت میں اور تمہارا مقتول دوزخ میں جائے گا —— پھر ہمارے باقی ماندہ افراد تمہارے بچ جانے والوں پر غلبہ پائیں گے —— اور اس کے بعد ہم وہ کچھ حاصل کرلیں گے جس کا وعدہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے"۔

اور خاموش ہو گئے۔

رستم کا غیظ و غضب اپنی انتہا کو پہنچ گیا —— قریب تھا کہ شدتِ غضب کی بنا پر پھٹ جائے —— آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں، منہ سے جھاگ اُڑنے لگی —— اور چنگھاڑتے ہوئے سورج اور اس کی دھوپ کی قسم کھا کر کہنے لگا:

"کل سورج کے بُلند ہونے سے پہلے ہم تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے"۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ مسکرائے اور مرعوب یا خوفزدہ ہوئے بغیر پلٹ گئے ——

Marfat.com

ان کی حقیقت پسندانہ گفتگو نے رستم کی آنکھیں کھول دی تھیں ـــــ وہ انہیں جاتے ہوئے ایک ٹک دیکھتا رہا' یہاں تک کہ وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

پھر رستم اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوتا ہوا کہنے لگا:

''اُف! عمر نے اپنے لشکروں کے ذریعے میرا جگر جلا دیا ہے ـــــ

اے اہل فارس! ان لوگوں کا تمہارے ساتھ کیا مقابلہ؟ ـــــ خدا کی قسم! اگر عرب اتنے دانشمند ہیں کہ وہ اپنے رازوں کی حفاظت کر سکتے ہیں اور اپنے اختلافات مٹا کر یک جان ہو سکتے ہیں ـــــ تو کوئی قوم ان سے بڑھ کر اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔

اے اہل فارس! میری بات مانو ـــــ میری رائے یہ ہے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب آنے والا ہے جسے تم ٹال نہیں سکتے''۔

لیکن اس کی قوم نے پورے اصرار کے ساتھ کہا کہ اب جنگ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے ـــــ چنانچہ جنگ ہوئی اور زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ رستم مارا گیا، اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا ـــــ اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی امداد اور نبی اکرم ﷺ کی پیروی کی برکت سے فتح و نصرت اور عزت و سیادت حاصل ہوئی، جس کا وعدہ نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا ـــــ اُن کے تخت و تاج مسلمانوں کا ورثہ بنے، اور ان کے اموال اور خواتین، غنیمت کا حصہ بنے ـــــ شاہ ایران کی بیٹی، جس نے بڑے جاہ و جلال کی زندگی بسر کی تھی، وہ بھی مال غنیمت میں شامل ہوئی۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مدرسہ سے فارغ ہونے والا عساکرِ اسلام کا یہ وہ

Marfat.com

فوجی ہے —— جس کا دل اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور ایمان سے پُر ہے —— وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اس کے علاوہ کسی سے ڈرنا ہی نہ جانتے تھے —— انہوں نے بڑے بڑے سلاطین اور لیڈروں کو انصاف اور حریّت کا درس دیا اور انہیں رعایا کے ان حقوق سے آگاہ کیا جو ان کے ذمہ تھے —— اسلام کا صراطِ مستقیم واشگاف لفظوں میں ان کے سامنے پیش کیا اور اس کی طرف راہنمائی کی —— چنانچہ انہوں نے اپنے بعد سخت پتھر دلوں اور جامد عقلوں کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نرم ہو چکے تھے، اور ان کے مشتاق تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کیا:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (۶۵/۲)

''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا، اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اسے گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے''۔ (کنز الایمان)

Marfat.com

نظامِ مُصطفٰےؐ کی بالا دستی

جرأت مند قاضی —— حق پرست حکمران

کوفہ کے قاضی شریک بن عبداللہ[۱] کی عدالت لگی ہوئی تھی —— ایک عورت حاضر ہوکر بلند آواز سے کہتی ہے کہ: ''میں پہلے اللہ تعالیٰ کی، پھر قاضی کی پناہ لیتی ہوں'' —— قاضی نے پوچھا: ''تم پر کس نے ظلم کیا''، کہنے لگی: ——

''امیر المؤمنین کے چچا، موسیٰ بن عیسیٰ نے —— دریائے فرات کے کنارے میرا کھجوروں کا ایک باغ تھا، جو مجھے والد کے ورثے میں ملا تھا —— میں نے اپنا حصہ اپنے بھائیوں سے الگ کرکے درمیان میں دیوار تعمیر کردی —— اور کھجوروں کی دیکھ بھال کے لیے ایک ایرانی شخص کو مقرر کردیا —— امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے میرے بھائیوں کے تمام حصص خرید لیے —— اُس نے مجھ سے بھی بات چیت کی اور بھاری معاوضے کا لالچ دیا —— لیکن میں نے اپنا حصہ بیچنے سے انکار کردیا —— گزشتہ رات اس نے پانچ

۱۔ شریک بن عبداللہ بن ابی شریک کی کنیت ابوعبداللہ ہے —— خطۂ خراسان کے شہر بخارا میں پیدا ہوئے —— ان کے دادا قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے تھے —— ابوجعفر منصور نے شریک کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا، وہ اس عہدے پر فائز رہے یہاں تک کہ مہدی نے انہیں معزول کردیا —— ۱۷۷ھ ماہ ذوالقعدہ کے آغاز میں بروز ہفتہ، کوفہ میں راہیٔ دارِ آخرت ہوئے —— حضرت شریک ثقہ، قابلِ اعتماد اور کثیر احادیث کے راوی تھے۔ ۱۲ فرفور

سو غلام بھیج کر دیوار مسمار کرادی —— اب میری اور میرے بھائیوں کی کھجوروں میں کوئی امتیاز نہیں رہا''۔

قاضی نے غلام سے مٹی طلب کی اور اس پر اپنی مہر لگا کر اسے حکم دیا کہ: ''امیر کے گھر لے جاؤ اور اسے اپنے ساتھ لا کر عدالت میں حاضر کرو'' —— دربان عدلیہ کی مہر والا حکم نامہ لے کر موسیٰ کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ: ''قاضی نے آپ کے خلاف سمن جاری کیا ہے اور یہ ہے ان کی مہر''۔

موسیٰ نے پولیس کے سربراہ کو بلا کر کہا:

''شریک کے پاس جاؤ —— اور اس سے کہو، یہ کتنی عجیب بات ہے؟ —— میں نے تمہارے معاملے سے زیادہ عجیب کوئی معاملہ نہیں دیکھا —— ایک عورت نے بے بنیاد دعویٰ کیا ہے —— اور تم عدالت میں طلب کر رہے ہو اور میرے خلاف اس بڑھیا کی امداد کر رہے ہو''۔

پولیس کا سربراہ، اُمتِ مسلمہ میں قاضی کے مقام اور اس کی ہیبت کو جانتا تھا —— اس لیے وہ خوفزدہ ہوگیا، اور کہنے لگا: ''مجھے تو آپ معاف ہی رکھیں'' —— امیر نے اسے ڈانٹ کر کہا: ''جاؤ'' —— وہ بے چارہ بادل نخواستہ روانہ ہوگیا —— اور اپنے غلاموں کو کہہ گیا کہ: ''میرا بستر اور ضرورت کی چیزیں قاضی کی جیل میں پہنچا دو'' —— پھر قاضی شریک کے پاس چلا گیا —— جب قاضی کے سامنے حاضر ہوا، تو اسے موسیٰ کا پیغام دے دیا —— قاضی نے اپنے کارندے کو حکم دیا کہ اسے گرفتار کر کے جیل بھیج دو —— پولیس کے سربراہ نے کہا:

''بخدا! مجھے معلوم تھا کہ آپ مجھے قید کردیں گے —— اس لیے

Marfat.com

میں نے پہلے ہی ضرورت کی چیزیں جیل میں بھجوادی ہیں ——
آپ مجھے جہاں چاہیں بھیج دیں، میں اس کے لیے تیار ہوں"۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے دربان کو قاضی کے پاس بھیجا اور کہا: —— "ہمارے نمائندے نے صرف ہمارا پیغام پہنچایا تھا، اس کا کیا گناہ ہے؟" —— شریک نے کہا: "اسے بھی اُس کے ساتھی کے پاس جیل بھیج دو" —— چنانچہ اسے بھی قید کردیا گیا۔

امیر نے نماز عصر پڑھنے کے بعد قاضی شریک کے دوستوں اور کوفہ کے سرکردہ لوگوں اسحاق بن صباح اشعثی وغیرہ کو طلب کیا —— اور انہیں کہا کہ:

"شریک کو ہمارا سلام دینا اور اسے کہنا کہ اس نے ہماری بے عزتی کی ہے —— ہم کوئی عام آدمی نہیں ہیں" (بلکہ امیر المؤمنین کے چچا ہیں)

وہ لوگ پہنچے، تو قاضی شریک عصر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے —— جب انہوں نے پیغام دیا تو قاضی صاحب کہنے لگے: —— "اچھا تو کیا تم وفد کی صورت میں آکر اس بارے میں مجھ سے گفتگو کررہے ہو؟" —— اور آواز دی کہ: "اس وقت قبیلے کے جوانوں میں سے کون کون حاضر ہے؟" —— چند جوان حاضر ہوگئے —— قاضی نے انہیں حکم دیا کہ "ان میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑو اور سیدھے جیل لے جاؤ" —— پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: "تم فتنہ ہو، تمہاری سزا یہ ہے کہ تمہیں قید کردیا جائے" —— انہوں نے پوچھا: "جناب! کیا آپ سنجیدہ ہیں؟" —— قاضی نے کہا: "ہاں! تاکہ تم دوبارہ ایک ظالم اور سرکش کا پیغام نہ پہنچاؤ —— اور دوسرے لوگوں کو غلط کام کی جرأت نہ ہو" —— چنانچہ انہیں بھی قید کردیا گیا۔

Marfat.com

رات ہوئی تو موسیٰ بن عیسیٰ خود پہنچ گئے اور جیل کا دروازہ کھول کر سب کو رہا کر دیا—— دوسرے دن جب قاضی شریک مسندِ قضا پر جلوہ گر ہوئے تو جیلر نے آ کر رات کا تمام واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا—— قاضی نے اپنا حکم نامہ منگوا کر سیل کیا اور اپنے گھر بھیج دیا—— اپنے غلام کو حکم دیا کہ:

> ''ہمارا ساز و سامان بغداد لے چلو—— ہم کوفہ میں نہیں رہیں گے—— بخدا! ہم نے ان سے منصب قضا کی درخواست نہیں کی تھی—— بلکہ امیر المؤمنین نے ہمیں اس منصب کے قبول کرنے پر مجبور کیا تھا—— اور عہدۂ قضا قبول کرنے پر ہمیں پورے تحفظ کی یقین دہانی کرائی تھی''——

چنانچہ قاضی صاحب، بغداد جانے کے لیے کوفے کے پل کی طرف روانہ ہو گئے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو اطلاع ملی تو ایک جماعت کو ساتھ لے کر ان کے پیچھے لپکا، اور کہنے لگا:

> ''ابوعبداللہ! خدا کے لیے رک جایئے—— آپ سوچیں تو سہی کہ آپ نے میرے بھائیوں کو قید میں ڈال دیا تھا''——

قاضی نے کہا:

> ''اس لیے کہ انہوں نے ایسے مسئلے میں دخل دیا تھا جس میں انہیں دخل دینے کا کوئی حق نہیں تھا—— میں اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا جب تک ان سب کو جیل نہیں بھیج دیا جاتا—— ورنہ میں امیر المؤمنین مہدی کے پاس جا کر منصب قضا سے استعفیٰ پیش

کردوں گا"۔

موسیٰ نے بادل نخواستہ حکم دیا کہ: "ان سب لوگوں کو واپس جیل بھیج دیا جائے"—— اور خود اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک کہ جیلر نے واپس آکر سب کے جیل چلے جانے کی رپورٹ نہیں دے دی—— امیر نے اپنے ایک حواری کو حکم دیا کہ: "قاضی کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلو اور انہیں عدالت میں لے جاؤ"—— سب لوگ چل پڑے یہاں، تک کہ قاضی صاحب مسجد میں پہنچ کر مسندِ قضا پر جلوہ افروز ہوئے—— ستم رسیدہ عورت کو حاضر کیا گیا، قاضی نے کہا: "یہ تمہارا فریق مخالف حاضر ہے"—— موسیٰ عورت کے ساتھ قاضی کے سامنے کھڑا تھا، اس نے کہا: "سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں حاضر ہوگیا ہوں لہٰذا، قیدیوں کو رہا کردیا جائے"—— قاضی شریک نے کہا: "ہاں! اب انہیں رہا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے"۔

قاضی نے کہا:

"آپ اس عورت کے دعوے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"——

موسیٰ نے کہا: "وہ سچ کہتی ہے"—— قاضی نے کہا:

"تو کیا تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے، وہ واپس کرو گے؟—— اور فوراً اس کی دیوار حسب سابق تعمیر کردو گے؟"——

موسیٰ نے اقرار میں سر ہلایا، تو قاضی نے عورت سے پوچھا:

تیرا اس پر کوئی اور دعویٰ باقی ہے؟"——

اس نے کہا: "نہیں! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت اور جزائے خیر عطا فرمائے"—— قاضی نے کہا: "تب پھر جاؤ"—— وہ عورت قاضی اور اس کی قضا کو دعائیں دیتی ہوئی

Marfat.com

اٹھ کر چلی گئی۔

قاضی شریک اس معاملہ سے فارغ ہوئے تو موسیٰ بن عیسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھایا اور کہنے لگے:

''السلام علیکم! جناب امیر —— میرے لائق کوئی حکم؟

موسیٰ ہنستے ہوئے کہنے لگے: —— ''اب میں آپ کو کیا حکم دوں؟''

قاضی شریک نے کہا: ''جناب امیر! وہ شرعی فیصلے کا معاملہ تھا اور یہ گفتگو ادب کا تقاضا ہے''۔ امیر اٹھے اور خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔

دور اسلام کے آغاز میں عدلیہ کا یہ مخلصانہ، باوقار اور جانب داری سے پاک رویہ تھا، اور ججوں کی نظر میں ہر چھوٹا بڑا، امیر اور فقیر برابر تھا۔

اسی لیے اسلام ایک ایسی قوت بن کر ابھرا جو ممالک کے فتح کرنے سے پہلے، اپنے عدل و انصاف کی بدولت دلوں کو فتح کرتی تھی —— اور دلوں کی بستیاں، اسے خوش آمدید کہنے کے لیے بے تابی سے انتظار کرتی تھیں۔

اسلام نے بتادیا کہ کسی شخص کو کسی بھی دوسرے شخص پر اگر فضیلت حاصل ہے تو صرف اطاعتِ الٰہی اور تقویٰ کی بنا پر ہے —— نظامِ مصطفیٰ نے حق کے سامنے، انسانوں کے خودساختہ تمام طبقاتی امتیازات کا خاتمہ کردیا۔

Marfat.com

سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

(اسلامی غیرت اور حریّتِ فکر کا پیکر جمیل)

ان کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیر غران سطوت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر اور قریش کے دلاور جوان ابو عمارہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو سال پہلے پیدا ہوئے ـــــ بعثت کے تیسرے سال اسلام لائے ـــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور دل و جان سے خدمت کی ـــــ پھر ہجرت کا شرف بھی حاصل کیا۔

ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفا کے پاس تشریف فرما تھے ـــــ ابو جہل وہاں سے گزرا تو اس نے آپ کے دین پر طعن و تشنیع کی ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا ـــــ عبداللہ بن جدعان تیمی کی آزاد کردہ کنیز اپنے گھر میں تھی، اس نے یہ گفتگو سن لی ـــــ ابو جہل ہرزہ سرائی کر کے چلا گیا اور بیت اللہ شریف کے پاس جا کر قریش کی جمی ہوئی محفل میں بیٹھ گیا ـــــ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کر کے واپس آ گئے، کمان انہوں نے گلے میں ڈالی ہوئی تھی ـــــ ان کا معمول تھا کہ شکار سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے بیت اللہ شریف

Marfat.com

کا طواف کرتے ـــــ پھر قریش کی محفل میں جاتے، ان سے علیک سلیک کرتے اور گفتگو کرتے ـــــ وہ قریش کے معزز ترین اور نہایت جری جوان تھے ـــــ جب مذکورہ کنیز کے پاس سے گزرے، تو رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانۂ مبارکہ میں تشریف لے جا چکے تھے ـــــ کنیز نے کہا:

"ابو عمارہ! ابھی ابھی آپ کے بھتیجے محمد ﷺ سے ابو جہل نے ایسی ناشائستہ گفتگو کی ہے کہ اگر آپ سن لیتے تو یقیناً آپ کو بڑا صدمہ ہوتا ـــــ وہ یہاں تشریف فرما تھے، ابو جہل نے ان سے غیر مہذب گفتگو کی، اور ان کی دل آزاری کی ہے ـــــ لیکن قربان جائیں حلم اور شرافت کے کوہ گراں پر، انہوں نے جواباً ایک لفظ بھی نہیں کہا"۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کا اعزاز اور حُسنِ خاتمہ منظور تھا، اس لیے امیر حمزہ جلال میں آگئے ـــــ ابو جہل سے دو دو ہاتھ کرنے کے ارادے سے راستے میں کسی کے پاس ٹھہرے بغیر، تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے، روانہ ہو گئے ـــــ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ابو جہل دوسرے لوگوں میں بیٹھا ہوا ہے ـــــ سیدھے اس کے پاس پہنچے اور پوری قوت کے ساتھ کمان اس کے سر پر دے ماری ـــــ اس کا سر بری طرح پھٹ گیا ـــــ پھر اسے چیلنج کرتے ہوئے کہنے لگے:

"تم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو گالیاں بکتے ہو؟ ـــــ کان کھول کر سُن لو! میں ان کے دین پر ہوں ـــــ میں وہی کہتا ہوں، جو وہ فرماتے ہیں ـــــ اگر ہمت ہے تو میری بات کا رد کر کے دکھاؤ" ـــــ

Marfat.com

ابوجہل کی امداد کرنے کے لیے بنومخزوم کے کچھ لوگ اٹھ کر امیر حمزہ کی طرف بڑھے ــــــ ابوجہل نے کہا:

"ابو عمارہ کو چھوڑ دو، واللہ! میں نے ان کے بھتیجے کو بہت ہی ناروا باتیں کہی ہیں" ــــــ

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، نہ صرف اسلام کے جاں نثار سپاہی بنے، بلکہ تمام زندگی نصرت اسلام میں بسر کر دی۔

ان کے اسلام لانے پر قریش نے واضح طور پر محسوس کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و شوکت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے ــــــ اور اس طرح ان کی ایذا رسانیوں میں کسی حد تک کمی آ گئی۔

جنگ بدر میں شریک ہوئے اور شجاعت و بسالت کے نئے باب رقم کیے ــــــ انہوں نے نشانی کے طور پر شتر مرغ کا پر اپنے جسم پر سجایا ہوا تھا ــــــ اس دن انہوں نے شیبہ بن ربیعہ، اور طعمہ بن عدی کو واصل جہنم کیا ــــــ ربیعہ کے قتل میں شریک ہوئے ــــــ غزوۂ بدر میں مارے جانے والے مشرکین کا ایک تہائی حصہ حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچا۔

ان کا جھنڈا تاریخِ اسلام کا پہلا جھنڈا تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ــــــ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسد اللہ (شیر خدا) کا لقب دیا ــــــ جنگِ اُحد میں انہوں نے مشرکین کو شدید نقصان پہنچایا ــــــ اس دن آپ کے ہاتھوں میں چھ تلواریں ٹوٹ گئیں ــــــ ۳ھ میں اسی جنگ میں شہید ہوئے ــــــ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان رسالت سے انہیں "سیّد الشہداء" کا لقب عطا فرمایا ــــــ

Marfat.com

جُبیر بن مطعم[۱] کے غلام وحشی[۲] نے انہیں دھوکے سے شہید کیا۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

''میں حبشی تھا اور حبشیوں کے انداز میں خنجر پھینکتا، میرا نشانہ بہت کم خطا جاتا تھا —— جب لوگ گتھم گتھا ہو گئے تو میں امیر حمزہ کے انتظار میں بیٹھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا —— وہ مجھے لوگوں کے درمیان سیاہی مائل سفید اونٹ کی طرح دکھائی دیے۔ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے، کوئی ان کے سامنے ٹھہرتا ہی نہیں تھا —— اللہ تعالیٰ کی قسم! میں درخت یا پتھر کی آڑ لے کر ان کے لیے تیار کھڑا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ وہ میری زد میں آئیں کہ اچانک مجھ سے پہلے سباع بن عبدالعزی اُن کے سامنے آ گیا —— امیر حمزہ نے دیکھا تو اسے للکارا اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا —— اب میرے اور ان کے درمیان کوئی حائل نہ تھا —— میں نے خنجر اپنے ہاتھوں میں لے کر تولا، اور جب مجھے اطمینان ہو گیا تو میں نے نشانہ لے کر خنجر پھینک دیا —— جو سیدھا ان کی ناف کے نیچے جا کر لگا —— انہوں نے میری طرف

۱۔ جبیر بن مطعم بن عدی قرشی، قریش کے اکابر میں سے تھے —— وہ تمام عربوں اور خاص طور پر قریش کے انساب کے مانے ہوئے ماہر تھے —— ایک وفد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے —— ان کا بیان ہے کہ یہ پہلا موقع تھا جب ایمان میرے دل میں داخل ہوا —— فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے، ۵۷، ۵۸، یا ۵۹ ھ میں حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں وصال ہوا۔ ۱۲ فرفور۔

۲۔ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ، نوفل کے آزاد کردہ غلام تھے —— غزوۂ احد میں حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا —— طائف کے وفد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ ''ہمارے سامنے نہ آیا کرو'' —— مُسیلمہ کذّاب کے قتل میں شریک ہوئے —— جنگ یرموک میں شامل ہوئے —— حمص میں قیام پذیر ہوئے اور وہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ان کی رحلت ہوئی۔

Marfat.com

بڑھنے کی کوشش کی، لیکن ہمت جواب دے گئی ——— میں نے انہیں اسی حالت میں رہنے دیا، یہاں تک کہ وہ شہادت کے مرتبۂ عظمیٰ پر فائز ہوگئے ——— میں نے اپنا خنجر نکالا اور مکہ مکرمہ واپس لوٹ گیا ——— میرے آقا نے حسب وعدہ مجھے آزاد کردیا"۔

نبی اکرم ﷺ نے ان پر ستر[1] مرتبہ نماز جنازہ پڑھی ——— رحمت عالم ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ کی آنکھیں اس قدر اشک بار ہوئیں کہ آپ کی مبارک داڑھی تر ہوگئی ——— آپ ﷺ بکثرت ان کا ذکر کیا کرتے تھے اور ان کے لیے رحمت و رضوان کی دعا کرتے تھے۔

یہ تھے شیر خدا، سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ——— جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا: تو ایک لمحے میں شرّ کا راستہ چھوڑ کر خیر کی طرف آگئے ——— لہٰذا انسان کو معصیت کیش اور غفلت شعار لوگوں کے تذکرے سے مایوس نہیں ہونا چاہئے ——— نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم لوگوں کو کانیں پاؤ گے ——— جو ان میں سے جاہلیت میں بہترین تھے وہ اسلام میں بھی بہترین ہیں بشرطیکہ وہ دین کا فہم حاصل کرلیں"۔[2]

--------✿--------

۱۔ یعنی شہداء کو باری باری لاکر ان کی نماز جنازہ پڑھی جاتی رہی ——— لیکن حضرت امیر حمزہ کی میت بدستور سرکار دوعالم ﷺ کے سامنے رہی۔ ۱۲ اشرف قادری

۲۔ یہ حدیث امام بخاری نے کتاب "بدء الخلق" باب مناقب قریش میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

Marfat.com

صُبحِ صادق کا اُجالا
اور
وَجد آفریں تلاوت

میری عمر دس سال تھی ——— میں پورا قرآن کریم حفظ کر چکا تھا، قرأت و تجوید مکمل کر لی تھی ——— اور اصول قرأت خوب اچھی طرح پڑھ چکا تھا ——— اس وقت ہم بُحَیرَہ کے دارالخلافہ دمنھور نامی شہر میں تھے ——— میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اس خطے میں شرعی عدالت کے چیف جسٹس تھے ——— ان کی عادت یہ تھی کہ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کسی نہ کسی مسجد میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔

ایک دفعہ میں اپنے والد ماجد کے پاس مسجد میں گیا اور رات بھر ان کی خدمت میں رہا ——— رات کے آخری حصے میں انہوں نے مجھے سحری کے لیے جگا دیا ——— پھر میں نے ان کے حکم پر نماز فجر کے لیے وضو کیا ——— والد ماجد تلاوت میں مصروف ہو گئے ——— سحری کے آخری لمحات میں انہوں نے بلند آواز سے دعائے ماثور پڑھی۔

"اے اللہ! ہر تعریف تیرے لیے ہی ہے، تُو آسمانوں اور زمین کا منور کرنے والا ہے ——— تیرے لیے ہی ہر ستائش ہے، تُو آسمانوں اور زمین کو رونق دینے والا ہے ——— سب خوبیاں تیرے لیے ہی ہیں، تُو آسمانوں اور زمین کو مزیّن کرنے والا ہے ——— ہر ثنا

تیرے لیے ہی ہے، تُو آسمان اور زمین اور ان میں، اور ان اوپر رہنے والی مخلوقات کو قائم رکھنے والا ہے —— تُو برحق ہے اور تجھی سے حق ہے"۔ (آخر تک)

اتنے میں لوگ مسجد میں آنے لگے —— اور ہم بالا خانے (دکہ) سے اتر کر نماز کے انتظار میں بیٹھ گئے —— اس وقت مسجدوں میں زیتون کے تیل کی قندیلیں روشن کی جاتی تھیں، ہر قندیل میں فتیلہ ہوتا تھا —— ان قندیلوں میں لرزتی ہوئی دھیمی دھیمی، روشنی جگمگا رہی تھی —— یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ روشنی نہیں بلکہ اس کی جھلملاہٹ ہے —— ان قندیلوں کے گرد تاریکیاں بل کھاتی ہوئی دکھائی دیتیں، دیکھنے میں یوں محسوس ہوتا جیسے فضا میں روشن کرنیں بکھری ہوئی ہوں —— اس سے رات کے اندھیرے تو نہیں چھَٹ رہے تھے، البتہ رات کے حسین اسرار آہستہ آہستہ بے نقاب ہو رہے تھے —— رات کی تاریکی میں یوں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ قندیلیں کسی گہرے مطلب کو واضح کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہوں —— جیسے اس کی طرف اشارہ تو کر رہی ہوں، لیکن اسے پوری طرح ظاہر کرنے سے قاصر ہوں —— آدمی یہ محسوس کیے بغیر نہ رہتا کہ وہ جس چیز کو دیکھنا چاہتا ہے اس کی بجائے نظر کسی دوسری چیز پر جا پڑتی ہے —— وہ قندیلیں خود راز تھیں جو کسی دوسرے راز سے پردہ اٹھا رہی تھیں۔

صبح صادق کے اس ماحول میں جب رخصت ہونے والی تاریکی جانبِ مشرق سے پھوٹنے والی روشنی سے گلے مل رہی تھی —— مسجد میں بیٹھنے والا اپنے جاگتے ہوئے شعور کے ساتھ صبح صادق کا یوں نظارہ کرتا جیسے فرشتے اس کے دل کو چھونے والے لطیف بادل لے کر زمین پر اتر آئے ہوں —— اور اسے اپنے ہاتھوں رحمت و دل کشی سے شروع ہونے والے دن کا تحفہ دینے آئے ہوں۔

Marfat.com

میں اس مسرت بھرے لمحے کو نہیں بھول سکتا —— ہم مسجد کی مسحور کن فضا میں بیٹھے تھے —— اور قندیلیں یوں معلّق تھیں جیسے ستارے اپنے مدار کے مختلف مقامات پر جگمگا رہے ہوں —— اور یہ چراغ ان قندیلوں میں خیالاتِ محبت کی طرح ہلکورے لے رہے ہوں —— لوگ پُرسکون انداز میں بیٹھے ہوئے تھے، جیسے ان پر روحانی وقار کی چادر تنی ہوئی ہو —— ہر انسان کے گرد قلبی اطمینان کا ہالہ بنا ہوا تھا —— اشیاء واضح طور پر دکھائی نہیں دیتی تھیں تاکہ انسانی ذہن انہیں روحانی احساس کا لبادہ پہنا دے —— اور جیسے ہر چیز کے دو چہرے ہوں ایک اس کا اپنا اور ایک دوسرا —— اور اس طرح اس میں شاعرانہ حُسن و جمال پیدا ہو جائے۔

میں زندگی بھر اس جمالیاتی ماحول کا کیف و سُرور نہیں بھول سکتا —— جب اچانک مسجد کی خاموش فضائیں رات کے پردوں کو چیرتی —— اور سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی دھیمی آواز سے گونج اٹھیں —— آواز کیا تھی؟ —— دور آسمان کے اُفق کے نیچے گھنٹی بج رہی تھی —— وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں سورۂ نحل کی آخری آیات پڑھ رہا تھا، جن کا ترجمہ یہ ہے:

> ''اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ، پختہ تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے بہترین طریقے پر بحث کرو —— بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے، اسے جو اس کی راہ سے بہکا —— اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو —— اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی —— اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے صبر بہتر ہے —— اور اے محبوب! تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے —— اور ان کے

فریبوں سے دل تنگ نہ ہو ـــــ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں"۔ (القرآن، ۱۶/ ۱۲۸،۱۲۵)

جتنا اس قاری کو اپنی آواز پر کنٹرول تھا کسی طرب انگیز آواز والے کو کیا ہوگا؟ ـــــ وہ قُمری کی طرح اپنی آواز کے زیر و بم پر دسترس رکھتے ہوئے فضا میں نغمے بکھیر رہا تھا ـــــ وہ وجد آفرینی کی اس انتہا کو پہنچا ہوا تھا جو انسانی طاقت کے دائرہ امکان میں ہے ـــــ اس کی آواز نے جو عجیب لذت و نشاط بخشی وہ کسی بھی موسیقی سے حاصل نہیں ہوسکتی ـــــ اس کی مثال اس بلبل کی سی تھی جس پر چاندنی رات میں وجد کی کیفیت طاری ہو اور وہ اسی حالت میں نغمہ سرا ہو۔

اس کے نغموں میں عجیب ترتیب تھی، قوت بھی تھی اور نرمی بھی ـــــ اس کی آواز میں ایک روحانی اضطراب تھا، جیسے کسی غم کے مارے ہوئے کو اچانک مسرت و شادمانی مل جائے ـــــ اس کی آواز کی گونج دلوں میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی اور فضاؤں میں گردش کر رہی تھی ـــــ اس کے لحن داؤدی کی بدولت یوں محسوس ہوتا جیسے واقعی کلامِ الٰہی نے روح کو چھو کر رحمت کے پانی سے نہلا دیا ہو ـــــ اور وہ اس پھول کی طرح جھوم رہی ہو جس کا حسین چہرہ بادِ صبا نے شبنم سے ابھی ابھی دُھلایا ہو۔

ہم نے ترو تازہ قرآن پاک سنا جیسے حضرت روح الامین ابھی ابھی لے کر نازل ہوئے ہوں ـــــ وہ دل کش آواز دل و دماغ میں اس طرح رچ بس رہی تھی جیسے روح عالم، نظام کائنات میں جاری و ساری ہو ـــــ اور دل ان آیات سے اس طرح فیض یاب ہوا جیسے درخت کی جڑ پانی حاصل کر کے اس کے ایک ایک حصے کو سیراب کر دیتی ہے۔

زمان و مکان جھوم رہے تھے ـــــ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے خود متکلم جلّ شانہٗ

Marfat.com

اپنے کلام میں جلوہ فرما ہے ــــ اتنے میں صبح صادق نمودار ہوئی ــــ وہ اس طرح ٹھہری ہوئی تھی جیسے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگ رہی ہو کہ اس نور سے فیض یاب ہو کر تمام جہان کو منوّر کر دے ــــ ہم صبح صادق کے اُجالے میں وجد آفریں تلاوت سن رہے تھے ــــ اور ہمارا وجدان کہہ رہا تھا کہ مسجد سے باہر دنیا کا نام ونشان اور ہر باطل مٹ چکا ہے ــــ اور روئے زمین پر طیب وطاہر انسانیت باقی ہے یا مسجد ــــ جب انسان اپنی خاکی فطرت سے بلند ہو کر روحانی لذت کے بُلند مقام پر فائز ہوتا ہے تو اس وقت اس قسم کے روحانی معجزے دکھائی دیتے ہیں۔

اس وقت کے کم سن لڑکے کو اس روحانی ماحول نے یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ مسجد میں آنے والے ہر شخص کو یہ پیغام پہنچائے ــــ چنانچہ میں ہر حال میں اس آواز کے حکم کا پابند ہوں جو کہتی ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ۔

''آپ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ''۔

اور میں ہر مصیبت میں اس آواز کی تعمیل کرتا ہوں جس نے کہا ہے:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

''اوتم صبر کرو، اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے''۔

(وحی القلم ــــ للرافعی تبصرف)

Marfat.com

معاف کرنے کی شاندار مثال

(ابراہیم ابن مہدی ——— اور مامون)

ابراہیم بن مہدی نے رے میں خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا ——— وہ ایک سال گیارہ مہینے اور بارہ دن بلا شرکت غیرے اس علاقے کے مالک رہے ——— اس دوران انہیں بہت سے واقعات پیش آئے ——— ایک واقعہ خود انہی کی زبانی سنئے:

''مامون مجھے گرفتار کرنے کے لیے رَے پہنچا ——— اس نے آتے ہی اعلان کر دیا کہ ''جو مجھے گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کرے گا اسے ایک لاکھ درہم بطور انعام دیئے جائیں گے'' ——— مجھے اپنی جان کی فکر لاحق ہوگئی اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں؟ وہ ایک گرم دن تھا جب میں ظہر کے وقت گھر سے نکلا ——— مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟ ——— چلتے چلتے میں ایک ایسی گلی میں جا نکلا جو آگے سے بند تھی ——— میں نے کف افسوس ملتے ہوئے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ——— اگر میں واپس لوٹتا تو میرے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے۔

میں نے گلی کے کنارے ایک دروازے کے سامنے سیاہ فام غلام کو کھڑے ہوئے دیکھا ——— میں اس کے پاس چلا گیا اور اس سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کچھ جگہ ہے جہاں میں ایک گھڑی آرام کر سکوں'' ——— اس نے کہا: ''ہاں!'' اور دروازہ کھول دیا ——— وہ اُجلا اُجلا گھر تھا جس میں بستر بچھے ہوئے تھے، تکیے قرینے سے لگے

Marfat.com

ہوئے تھے اور کچھ صاف ستھری کھالیں پڑی ہوئی تھیں ـــــ وہ مجھے بٹھا کر اور دروازہ بند کر کے چلا گیا ـــــ میں نے سوچا کہ شاید اسے انعام کی خبر مل چکی ہے اور اب وہ مخبری کرنے گیا ہے ـــــ اس وقت میری کیفیت یہ تھی کہ میں انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔

اسی حالت میں نہ جانے کتنا وقت گزر گیا ـــــ پھر وہ اچانک آ گیا، اس کے ساتھ ایک مزدور تھا، جس نے روٹی، گوشت، نئی ہنڈیا، نیا گھڑا، نئے لوٹے اور ضرورت کی ہر چیز اٹھا رکھی تھی ـــــ اس نے سب چیزیں مزدور کے سر سے اتاریں اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

"اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے! ـــــ میں حجام ہوں[1] اور میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ذریعۂ معاش کی بنا پر مجھ سے گھن محسوس کریں گے ـــــ آپ یہ چیزیں لے لیجئے انہیں کسی نے استعمال نہیں کیا"۔

اور واقعی مجھے کھانے کی حاجت تھی ـــــ میں نے خود سالن تیار کیا، مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی اتنا لذیذ کھانا کھایا ہو ـــــ اس نے کہا:

"کیا آپ مشروب نوش فرمائیں گے؟ اس سے غم دور ہو جاتا ہے" ـــــ میں نے اس کا دل رکھنے کے لیے کہا کہ "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ـــــ اس نے بالکل نیا جام اور مشروب لا کر پیش کیا اور کہنے لگا: "اپنے لیے مشروب تیار کیجئے" ـــــ میں نے اپنے لیے مشروب تیار کیا، وہ بہترین مشروب تھا ـــــ اس کے علاوہ اس نے مٹی کی نئی پلیٹوں میں سجا کر مختلف پھل اور سبزیاں پیش کیں۔

پھر اس نے کہا:

"اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک

۱۔ پچھنے لگانے والا اور خون نکالنے والا۔ ۱۲ ق

Marfat.com

گوشے میں بیٹھ کر کیف وسُرور حاصل کرلوں"——

میں نے کہا: "اجازت ہے"—— کچھ دیر بعد کہنے لگا:

"جناب! میری یہ حیثیت تو نہیں ہے کہ میں آپ سے گانے کی فرمائش کرسکوں—— لیکن آپ کے اخلاق کریمانہ پر میری عزت وحرمت لازم ہوچکی ہے—— اگر آپ اپنے غلام کو یہ شرف بخشنا چاہیں تو بخش دیں"——

میں نے کہا: "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے گانا آتا ہے؟"——

کہنے لگا: "سبحان اللہ! میرے آقا تو بہت مشہور شخصیت ہیں——

آپ ابراہیم بن مہدی ہیں جو کل تک ہمارے خلیفہ تھے——

آپ کی اطلاع دینے والے کے لیے مامون نے ایک لاکھ درہم کا اعلان کر رکھا ہے"۔

اس کی یہ بات سن کر میری نگاہوں میں اس کی قدر ومنزلت مزید بڑھ گئی اور مجھے ماننا پڑا کہ یہ شخص بڑے بلند کردار کا مالک ہے—— پھر جلد ہی مجھے نیند نے آلیا اور میں مغرب کے بعد جاکر کہیں بیدار ہوا—— میں سوچنے لگا کہ یہ حجام کتنے نفیس مزاج کا مالک ہے؟ اور کتنے حسین اخلاق اور آداب کا حامل ہے؟ میں نے اٹھ کر ہاتھ اور منہ دھویا اور اسے بھی جگادیا—— میرے پاس تھیلی میں قیمتی دینار تھے—— میں نے وہ تھیلی اس کی طرف پھینک دی—— اور اسے کہا:

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، کیونکہ میں تمہارے پاس سے رخصت ہو رہا ہوں—— میری تم سے درخواست یہ ہے کہ اس تھیلی میں جو کچھ ہے اسے اپنی ضروریات پر خرچ کر لینا—— اور

Marfat.com

اگر میں خطرے کی زد سے نکل گیا تو تمہیں مزید انعام دوں گا“۔۔۔

اس نے وہ تھیلی ناگواری کے ساتھ مجھے واپس کردی ۔۔۔۔ اور کہنے لگا:

”میرے آقا! آپ جیسے بڑے لوگوں کے ہاں ہم جیسے ناداروں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی ۔۔۔۔ زمانے نے مجھے آپ کا قرب عطا کیا ہے اور آپ کی تشریف آوری کا مجھے شرف بخشا ہے ۔۔۔۔ کیا میں اس کا معاوضہ قبول کرلوں؟ ۔۔۔۔ خدا کی قسم! اگر آپ نے دوبارہ یہ پیش کش کی تو میں خودکشی کرلوں گا“ ۔۔۔۔

چنانچہ میں نے تھیلی اپنے پاس رکھ لی، لیکن مجھے وہ بوجھل محسوس ہو رہی تھی۔

جب میں چلنے لگا تو وہ کہنے لگا:

”آقا! یہ مکان آپ کے لیے دوسری جگہوں سے زیادہ محفوظ ہے ۔۔۔۔ اور آپ کے اخراجات کا مجھ پر کوئی بوجھ بھی نہیں ہے ۔۔۔۔ آپ میرے ہاں قیام کیجئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمادے“ ۔۔۔۔

چنانچہ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اسے کہا کہ: ”اس تھیلی میں جو کچھ ہے اسے خرچ کرو“، لیکن اس نے انکار کردیا ۔۔۔۔ میں نے چند دن بہترین خوشحالی میں اس کے پاس گزارے ۔۔۔۔ پھر میں اس کے پاس قیام کرنے سے اکتا گیا اور مجھے اس پر بوجھ بننا اچھا نہیں لگا۔

وہ اشیاء ضروریہ لینے گیا تو میں وہاں سے چل دیا ۔۔۔۔ میں نے زنانہ لباس پہنا اور نکل کھڑا ہوا ۔۔۔۔ جب میں شارع عام پر آیا تو مجھ پر خوف طاری ہوگیا ۔۔۔۔ میں نے ایک پل سے گزرنے کا ارادہ کیا ۔۔۔۔ میں جہاں سے گزر رہا تھا وہاں پانی کا

چھڑکاؤ کیا گیا تھا ــــــ اچانک ایک فوجی نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا: ''مامون کو اسی تلاش ہے'' ــــــ یہ وہی فوجی تھا، جو کسی وقت میری خدمت کیا کرتا تھا۔

اس فوجی نے مجھے دبوچ لیا، میں نے اسے اس کے گھوڑے سمیت دھکا دے کر پھسلن میں پھینک دیا ــــــ وہ تماشہ بن گیا، بہت جلد لوگوں کا ہجوم اس کے گرد جمع ہوگیا، جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں تیزی سے پل کے پار پہنچ گیا ــــــ چلتے چلتے ایک گلی میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہے ــــــ میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''اے عورتوں کی سردار! مجھے پناہ دو، کیونکہ میری جان کو خطرہ لاحق ہے'' ــــــ

اس نے کہا: ''میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں'' ــــــ اس نے مجھے ایک بالا خانے میں پہنچا دیا جس میں فرش بچھا ہوا تھا ــــــ اس نے کھانا لاکر پیش کیا ور کہنے لگی: ''اطمینان رکھیے! کسی کو آپ کے بارے میں علم نہیں ہے'' ــــــ اچانک دروازہ پوری قوت سے کھٹکھٹایا گیا ــــــ اس عورت نے جاکر دروازہ کھولا تو باہر وہی شخص تھا جسے میں نے پل پر دھکا دیا تھا ــــــ اس کا سر پھٹا ہوا تھا، کپڑے خون آلود تھے اور گھوڑا غائب تھا ــــــ عورت نے اس سے پوچھا کہ: ''تمہیں کیا حادثہ پیش آگیا؟'' ــــــ اس نے کہا: ''وہ میرے ہاتھ آگیا تھا، لیکن بچ نکلا'' ــــــ اس نے وہ تمام واقعہ بیان کردیا جو میرے ساتھ پیش آیا تھا ــــــ عورت نے کچھ دھجیاں نکال کر اس کی مرہم پٹی کی، اس کے لیے بستر بچھایا، تکلیف کے باوجود وہ سوگیا ــــــ عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ــــــ ''میرا خیال ہے کہ یہ واقعہ آپ کے ساتھ ہی پیش آیا ہے'' ــــــ میں نے کہا: ''ہاں!'' اس نے کہا: ''آپ فکر نہ کریں'' ــــــ اور میری عزت وتکریم میں اضافہ

Marfat.com

کر دیا ـــــ میں تین دن اس کے پاس رہا ـــــ پھر اس نے کہا:

''مجھے اس شخص سے تمہارے بارے میں تشویش ہے، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ آپ کی مخبری نہ کر دے ـــــ اس لیے اپنی جان بچانے کی فکر کیجئے''۔

میں نے اس سے رات تک کی مہلت لی ـــــ رات ہوئی تو میں زنانہ لباس پہن کر اس کے گھر سے روانہ ہو گیا ـــــ ہماری ایک کنیز ہوا کرتی تھی، میں اس کے گھر چلا گیا ـــــ اس نے مجھے دیکھا، تو رو پڑی اور بڑے دکھ کا اظہار کیا، میری سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائی ـــــ اور یہ تاثر دے کر باہر چلی گئی کہ وہ ضیافت کا اہتمام کرنے کے لیے بازار جا رہی ہے، میں نے اس کے بارے میں اچھا گمان کیا ـــــ اچانک مجھے محسوس ہوا کہ مامون کے سوار اور پیادہ کارندوں نے مجھے گھیرے میں لے لیا ہے ـــــ کنیز نے مجھے ان کے حوالے کر دیا ـــــ مجھے آنکھوں کے سامنے موت ناچتی ہوئی دکھائی دی ـــــ مجھے اسی زنانہ لباس میں مامون کے پاس لے جایا گیا ـــــ مامون نے دربارِ عام لگایا اور مجھے اس کے سامنے پیش کر دیا گیا ـــــ جب میں مامون کے سامنے پہنچا تو میں نے کہا: ''السلام علیکم! اے خلیفۃ المسلمین!'' ـــــ اس نے کہا: ''اللہ تجھے سلامتی، زندگی اور رعایت عطا نہ فرمائے ـــــ میں نے کہا:

''امیر المؤمنین! ذرا ٹھہریئے ـــــ بے شک انتقام کے مالک کو بدلہ لینے کا اختیار دیا گیا ہے، لیکن معاف کر دینا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر معافی سے بلند مقام عطا فرمایا ہے، جیسے کہ میرا گناہ ہر گناہ سے برتر ہے ـــــ اگر آپ انتقام لیں تو یہ آپ کا حق ہے ـــــ اور اگر آپ معاف کر دیں تو

آپ کا احسان ہے''——

پھر میں نے یہ اشعار پڑھے:

ذَنْبِیْ اِلَیْکَ عَظِیْمٌ　　وَاَنْتَ اَعْظَمُ مِنْہُ

فَخُذْ بِحَقِّکَ اَوْلَا　　فَاصْفَحْ بِحِلْمِکَ عَنْہُ

اِنْ لَّمْ اَکُنْ فِیْ فِعَالِیْ　　مِنَ الْکِرَامِ فَکُنْہُ

o ''میرا گناہ آپ کی نظر میں بڑا ہے، لیکن آپ تو اس سے بھی بڑے ہیں۔

o آپ اپنا حق لیں یا نہ لیں، اسے اپنے حلم سے معاف کر دیں۔

o اگر میں اپنے افعال و کردار میں شریف لوگوں میں سے نہیں ہوں، آپ تو اصحاب کرم کا رویہ اختیار کریں''۔

مامون نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا، تو میں نے فوراً کہا:

اَتَیْتُ ذَنْباً عَظِیْمًا　　وَّ اَنْتَ لِلْعَفْوِ اَھْلُ

فَاِنْ عَفَوْتَ فَمَنٌّ　　وَاِنْ جَزَیْتَ فَعَدْلُ

o ''میں نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا، اور آپ معاف کرنے کے لائق ہیں۔

o اگر آپ معاف کر دیں تو احسان ہے، اور اگر سزا دیں تو عین انصاف ہے''۔

مامون پر رقت طاری ہو گئی—— مجھے اس کے انداز و اطوار سے رحم و کرم کی خوشبو محسوس ہوئی—— پھر مامون نے اپنے بیٹے عباس اپنے بھائی ابو اسحاق اور تمام حاضرین خواص کی طرف متوجہ ہو کر کہا:——

''تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟''——

سب نے میرے قتل کرنے کا مشورہ دیا، البتہ اس میں اختلاف تھا کہ کس طرح قتل کیا جائے—— پھر مامون نے احمد بن ابی خالد سے پوچھا کہ: ''تم کیا کہتے ہو؟''—— اس نے کہا:

Marfat.com

''امیر المؤمنین! اگر آپ اسے قتل کر دیں تو ہمیں ایسی مثال مل جائے گی کہ آپ جیسی شخصیت نے اس جیسے باغی کو قتل کیا ہو ـــــ اور اگر آپ اسے معاف کر دیں تو ہمیں اس کی نظیر نہیں ملے گی کہ آپ جیسے بااختیار بادشاہ نے ایسے مجرم کو معاف کیا ہو'' ـــــ

مامون نے چھڑی کے ساتھ زمین کو کریدتے ہوئے متفکرانہ لہجے میں یہ شعر پڑھا:

قَوْمِیْ هُمْ قَتَلُوْا اُمَیْمَ اَخِیْ
فَاِذَا رَمَیْتُ یُصِیْبُنِیْ سَهْمِیْ

o ''اُمیمہ! (بیوی کا نام) یہ میری قوم کے لوگ ہیں ـــــ جنہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے ـــــ اگر میں اسے نشانہ بناؤں تو مجھے ہی تیر لگے گا''۔

میں نے اپنے سر سے دوپٹا اتار دیا اور بلند آواز سے نعرۂ تکبیر لگایا ـــــ اور کہا: ''بخدا! امیر المؤمنین نے مجھے معاف کر دیا ہے'' ـــــ مامون نے کہا: ''چچا جان! آپ کیلئے کوئی خطرہ نہیں ہے'' ـــــ میں نے کہا:

''امیر المؤمنین! میرا جرم اتنا بڑا ہے کہ میں معذرت بھی زبان پر نہیں لاسکتا ـــــ اور آپ کا فرمان اتنا عظیم ہے کہ میں اس کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ آپ کے معاف کرنے کے سامنے میرے شکریے کی کوئی حیثیت نہیں ہے ـــــ تاہم میں اتنا ضرور کہوں گا:

اِنَّ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَکَارِمَ حَازَهَا ... فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ لِلْاِمَامِ السَّابِعِ
مُلِئَتْ قُلُوْبُ النَّاسِ مِنْهُ مَهَابَةً ... وَتَظَلُّ تَکْلَؤُهُمْ بِقَلْبٍ خَاشِعِ
مَا اِنْ عَصَیْتُكَ وَالْغُوَاةُ تُمِدُّنِیْ ... اَسْبَابُهَا اِلَّا بِنِیَّةِ طَائِعِ
فَعَفَوْتَ عَمَّنْ لَمْ یَکُنْ عَنْ مِّثْلِهٖ ... عَفْوٌ وَّلَمْ یَشْفَعْ اِلَیْكَ بِشَافِعِ

Marfat.com

وَ رَحِمْتَ اَطْفَالًا كَاَفْرَاخِ الْقَطَا
وَ حَنِيْنَ وَالِدَةٍ بِلُبٍّ جَازِعٍ

o "بے شک کمالات کے خالق نے جملہ فضائل، آدم علیہ السلام کی پشت میں ساتویں امام[1] (مامون) کے لیے جمع کر دیئے ہیں۔

o لوگوں کے دل اس کے رعب اور دبدبے سے بھرے ہوئے ہیں، اور (اے امیر المؤمنین) آپ خضوع وخشوع والے دل سے ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔

o جب گمراہوں کے اسباب میری امداد کر رہے تھے اس وقت بھی میں نے ایک فرمانبردار کی نیت سے آپ کی نافرمانی کی تھی (یعنی میری نیت یہی تھی کہ دوبارہ فرمانبردار بن جاؤں گا)

o آپ نے ایسے شخص کو معاف کیا کہ اس جیسوں کو معاف نہیں کیا جاتا اور اس نے کوئی سفارشی بھی تو پیش نہیں کیا تھا۔

o آپ نے بھٹ تیتر (ایک پرندہ) کے چوزوں جیسے بچوں اور پریشان عقل ماں کے رونے پر رحم کیا"۔

مامون نے کہا:

"آج تم پر کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہیں ہے ---- میں نے تمہیں معاف کر دیا ---- اور تمہارا مال اور تمہاری جائیداد تمہیں واپس کر دی"۔

میں نے کہا:

رَدَدْتَ مَالِيْ وَلَمْ تَبْخَلْ عَلَيَّ بِهٖ ... وَقَبْلَ رَدِّكَ مَالِيْ قَدْ حَقَنْتَ دَمِيْ
فَلَوْ بَذَلْتَ دَمِيْ، اَبْغِيْ رِضَاكَ بِهٖ ... وَالْمَالَ حَتّٰى اَسُلَّ النَّعْلَ مِنْ قَدَمِيْ

۱۔ عراق کے عباسی خلفاء میں مامون الرشید ساتویں خلیفہ تھے (۱) سفاح عبداللہ ابن محمد (۲) ابوجعفر منصور (۳) مہدی (۴) ہادی (۵) ہارون الرشید (۶) امین (۷) مامون (تاریخ الخلفاء) شرف قادری۔

Marfat.com

مَا كَانَ ذَاكَ سِوٰى عَارِيَةٍ رَجَعَتْ اِلَيْكَ لَوْلَمْ تُعِرْهَا كُنْتَ لَمْ تُلَمِ
فَاِنْ جَحَدْتُكَ مَا اَوْلَيْتَ مِنْ كَرَمٍ
اِنِّىْ اِلَى اللُّؤْمِ اَوْلٰى مِنْكَ بِالْكَرَمِ

o "آپ نے میرا مال مجھے واپس کردیا اور کسی بخل سے کام نہیں لیا، اور میرا مال واپس کرنے سے پہلے آپ نے میری جان بخشی کی۔

o اگر میں آپ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا خون اور سارا مال بھی خرچ کردوں، یہاں تک کہ پاؤں کے جوتے بھی اتار دوں

o تو یہ عاریۃً دی ہوئی چیز ہوگی جو آپ کی طرف لوٹ جائے گی، اور آپ اسے عاریۃً نہ دیں تو آپ پر کوئی ملامت نہ ہوگی (یعنی میری جان اور مال آپ کی ملکیت ہیں، اگر میں آپ کو پیش بھی کردوں تو یہ آپ ہی کی چیز آپ کے حوالے کرنا ہوگی)

o آپ نے از راہ کرم جو کچھ مجھے عنایت کیا ہے، میں اس کا انکار کردوں (اور شکریہ ادا نہ کروں) تو آپ جس قدر جود و سخا کے قریب ہیں، میں اس سے زیادہ کمینگی کے قریب ہوں گا (یعنی یہ میری انتہائی رذالت ہوگی)"۔

مامون نے کہا: "کچھ کلام موتیوں جیسے ہوتے ہیں، یہ بھی ایسا ہی کلام ہے"
——اس نے مجھے خلعت عطا کی——اور کہا: "چچا ابواسحاق اور عباس (مامون کے بھائی اور بیٹے) نے تو تمہارے قتل کا مشورہ دیا تھا—— میں نے کہا: امیر المؤمنین! انہوں نے ناصحانہ ہمدردانہ مشورہ دیا تھا——اور آپ نے وہ کچھ کیا جو آپ کے شایان شان تھا—— اور آپ نے میری توقع پوری کرکے میرا خوف و ہراس دور کردیا"——

Marfat.com

مامون نے کہا: ''تم نے جاندار عذر پیش کر کے میرا تمام غصہ ختم کر دیا—— میں نے تمہیں معاف کر دیا اور تمہیں سفارشیوں کے احسان کی تلخی نہیں چکھائی''۔

پھر مامون نے طویل سجدہ کیا—— اور سر اٹھا کر کہا: —— ''چچا! آپ جانتے ہیں، میں نے سجدہ کیوں کیا؟'' —— میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے کہ اس نے آپ کو آپ کی حکومت کے دشمن پر غلبہ عطا کیا'' —— مامون نے کہا:

''میرا یہ ارادہ نہ تھا، بلکہ اس امر کا شکر ادا کیا کہ اس نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تمہیں معاف کردوں—— اب تم اپنی سرگزشت بیان کرو'' ——

میں نے اپنے حالات تفصیلاً بیان کیے—— مامون نے حکم دیا کہ فوجی کی بیوی کو حاضر کیا جائے—— اور یہ کہتے ہوئے اسے اپنے محل میں قیام کی جگہ دی کہ یہ دانشور خاتون ہے اور اس لائق ہے کہ اہم امور انجام دے—— حجام کو بھی حاضر کیا اور اسے کہا:

''تمہارے اخلاق کی عظمت سامنے آچکی ہے—— اور اس کا تقاضا ہے کہ تمہیں بھرپور انعام واکرام سے نوازا جائے'' ——

اسے بہترین لباس پہنایا گیا—— اور تاحیات سالانہ ایک ہزار دینار اس کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا۔

--------✿--------

نعرۂ حق

(قاضی عمر بن حبیب کا عجیب واقعہ)

قاضی عمر بن حبیب اپنی زندگی کا عجیب واقعہ بیان کرتے ہیں کہ —— ایک دن ہارون الرشید کی محفل میں حاضر ہوا —— وہاں ہارون کے رشتے داروں اور حاشیہ برداروں کا ہجوم تھا —— وہ بلند آواز سے ایک مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے، شور وغوغا کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی —— ہر شخص غالب آنے کی فکر میں تھا —— دونوں طرف سے دلائل و براہین پیش کیے جا رہے تھے —— ہارون الرشید خاموشی سے سر جھکائے ان کی گفتگو اور بحث مباحثہ سن رہا تھا —— ان میں سے ایک شخص نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پیش کی —— اس کا مد مقابل راضی نہ ہوا، اس نے نہ صرف حدیث پر اعتراض کیا بلکہ اسے قبول کرنے سے انکار کردیا —— بحث شدت اختیار کرگئی —— ان میں سے ایک شخص نے کہا: ''ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیث قابل اعتماد اور لائق قبول نہیں ہے'' —— ایک دوسرے شخص نے کہا: ''بلکہ مردود ہے'' —— پھر کیا تھا، انہوں نے یہ حدیث اور اس کے راوی کی کھلے بندوں تکذیب کی شروع کردی۔

میں نے دیکھا کہ حدیث کا انکار کرنے اور اس پر طعن کرنے میں ہارون الرشید

Marfat.com

نے بھی ان لوگوں کا ساتھ دیا اور ان ہی کی تائید کی ــــــ ظاہر ہے کہ اعتراض کرنے والوں کی دلیل کو قوت حاصل ہوگئی ــــــ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی حدیث کی حمایت کرنے والوں کا پلڑا جھک گیا۔

بخدا! جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آپ کے صحابہ پر طعن و تشنیع سنی تو مجھ سے یہ سب کچھ برداشت نہ ہوسکا ــــــ مجھے کچھ یاد نہ رہا کہ میں کون ہوں؟ ہارون الرشید کون ہے؟ ــــــ اور اس کی سلطنت اور گرفت کیا ہے؟ ــــــ مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آپ کے صحابۂ کرام کی غیرت چھا گئی ــــــ میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا، مجھے پتا نہیں کہ میں کس طرح کھڑا ہوا؟ ــــــ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک آسمانی طاقت میرے جسم میں حلول کرگئی ہے اور اس نے مجھے نئی روح بخش دی ہے۔

میں نے اونچی آواز میں گفتگو کا آغاز کیا، میری آواز میں خوف اور بزدلی کی ہلکی سی جھلک بھی نہ تھی۔

'میں نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح ہے ــــــ اور حضور کے صحابی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معتبر راوی ہیں ــــــ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روایت کرنے میں سچے ہیں اور ان کا بیان صحیح ہے"۔

میری گفتگو کے مکمل ہونے سے پہلے ہی ہارون الرشید نے مجھے غضبناک نگاہوں سے دیکھا ــــــ اس کی نگاہوں میں دھمکی تھی ــــــ اور اس کی آنکھوں میں انتقام اور سزا کے شعلے لپک رہے تھے ــــــ حاضرین میں سے ہر شخص اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ عمر بن حبیب نے خلیفہ کے غضب کو چیلنج کیا ہے ــــــ لہٰذا آج خلیفہ کے انتقام اور اس کی سخت گیری سے بچ نہیں سکے گا ــــــ آج اس کی زندگی کا آخری دن ہے۔

Marfat.com

مجلس برخاست ہوگئی اور میں اٹھ کر اپنے گھر آ گیا ـــ میں نے ہارون الرشید سے ہونے والی گفتگو پر غور کیا ـــ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کی نصرت وحمایت کی توفیق عطا فرمائی ـــ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک غلام نے دروازہ کھٹکھٹایا ـــ میں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' ـــ اس نے کہا:

''عمر بن حبیب! امیر المؤمنین آپ کو یاد کر رہے ہیں ـــ آپ کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں، آپ کفن پہن لیں اور مردوں کو لگائی جانے والی خوشبو لگالیں ـــ رب کعبہ کی قسم! میں آپ کا خیر خواہ ہوں، جاتے ہوئے وصیت بھی کرتے جائیں''۔

قاضی عمر نے غلام کی بات سنی تو ان کے دل میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی ـــ انہوں نے ذرہ برابر خوف یا گھبراہٹ محسوس نہ کی ـــ بلکہ آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر، اپنے رب کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوئے:

''اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی کے صحابی کا دفاع کیا ہے ـــ میں نے اعلان کیا ہے کہ تیرے نبی ﷺ کی شان اتنی بلند ہے کہ ان کے صحابۂ کرام کے خلاف، زبان طعن دراز نہیں کی جاسکتی ـــ میں نے تیری رضا کے لیے ان کی نصرت وحمایت کی ہے ـــ تو ہی مجھے بادشاہ وقت سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنی حفاظت وعنایت کا سایہ عطا فرما''۔

دعا مانگنے کی دیر تھی کہ ایک روحانی جھونکا قاضی کے دل میں اتر گیا ـــ اور انہیں اطمینان وسکون بخش گیا ـــ خوف وہراس کا نام ونشان نہ تھا ـــ قاضی کہتے

Marfat.com

ہیں کہ: ''جب مجھے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ غیظ و غضب سے بھرا ہوا، آستین چڑھائے ہوئے، تخت شاہی پر بیٹھا تھا——— اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور سامنے چمڑے کا فرش بچھا ہوا تھا، جس پر مجرموں کا سر قلم کیا جاتا تھا''۔

جب اس نے مجھے دیکھا تو اس کا غصہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا——— قریب تھا کہ غصے کی شدت کی بنا پر پھٹ جائے——— اس نے میری طرف ایسی نگاہوں سے دیکھا جن سے غضب اور انتقام کے شرارے پھوٹ رہے تھے——— کہنے لگا:

''عمر بن حبیب! آج تم نے جس طرح میری بات کا رد کیا ہے کسی کو اس کی جرأت نہیں ہوسکی——— تم نے بھرے مجمع میں میرے آگے بے باکی کا مظاہرہ کیا ہے''۔

اس کا غیظ و غضب اور اس کی دھمکی میرے عزم کا کچھ نہ بگاڑ سکی——— بلکہ میری طاقت اور صاف گوئی میں بے پناہ اضافہ ہوگیا——— میں نے جواب دیتے ہوئے کہا:

''امیر المؤمنین!——— جو بات آپ نے کہی، اس کی طرف آپ نے میلان ظاہر کیا اور اس میں حاضرین سے موافقت کی——— یہاں تک کہ اعتراض کرنے والوں کا پلڑا بھاری ہوگیا——— وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کے مقام کے لائق نہیں ہے۔

اگر نبی اکرم ﷺ کے صحابہ اور آپ کی حدیث کے روایت کرنے والے جھوٹے ہوں، جیسے کہ ان لوگوں نے کہا——— تو خدا کی پناہ! شریعت باطل قرار پائے گی——— فرائض، نماز، روزے، نکاح، طلاق اور حدود کے احکام مردود اور نامقبول ٹھہریں گے''۔

Marfat.com

ہارون الرشید سر جھکائے سن رہا تھا، اس پر حق کی ہیبت چھا گئی اور وہ پُرسکون ہوگیا—— یوں دکھائی دیتا تھا کہ وہ پہلے والا ہارون الرشید نہیں رہا—— میں نے مزید اونچی آواز میں کہا:

''امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے! اس بات کو تسلیم کرنا تو کجا، اسے سننا بھی گوارا نہ کیجئے!—— رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کے بارے میں غیرت پر سب لوگوں سے زیادہ آپ کا حق ہے''۔

ہارون الرشید نے قاضی عمر کی گفتگو سنی تو یوں معلوم ہوا کہ ایک معظم فرشتے کی روح اس میں حلول کر گئی ہے، جس نے اس کے شیطان کو بھگا دیا ہے—— اسے انجانی قوت نے اپنی گرفت میں لے لیا—— وہ سوچنے پر مجبور ہوگیا اور اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوگیا۔ بہتے ہوئے آنسوؤں میں کہنے لگا اور تین بار یہ الفاظ کہے:

''عمر بن حبیب! تم نے مجھے نئی زندگی عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے۔

خدا کی قسم! اگر میں اپنے فیصلے پر عمل درآمد کر بیٹھتا تو برباد ہو جاتا—— کل میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کو کیا جواب دیتا؟''——

ہارون الرشید کے حکم پر انہیں دس ہزار درہم بطور انعام دیئے گئے—— قاضی عمر کامیابی کے پھریرے لہراتے ہوئے واپس آئے—— انہوں نے کلمۂ حق کہنے اور پرچم شریعت بلند کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد اسی طرح ہوتا ہے—— وہ اللہ تعالی پر توکل کرنے

والے کو ایسی روح عطا کرتا ہے جس پر خون اور بزدلی کا سایہ بھی نہیں پڑتا ——— وہ بندۂ خدا ہر جگہ کسی ڈر اور خوف کے بغیر، ڈنکے کی چوٹ پر کلمۂ حق بلند کر دیتا ہے ——— اس کی نگاہوں میں دنیا اور مال و جاہ کی کوئی حیثیت نہیں رہتی ——— اس کی نظر میں صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہوتا ہے ——— جو مخلوق کے دلوں کو اپنی مشیّت اور پسند کے مطابق پھیر دیتا ہے ——— وہ اللہ والا، خلیفۂ وقت کو بھی شریعت کے اوامر و نواہی سنانے سے نہیں گھبراتا۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ تو رزق کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں اور نہ ہی موت کو وقت سے پہلے لے آتے ہیں"۔[۱]

--------✿--------

۱۔ اس حدیث کو امام اصبہانی نے روایت کیا ——— اور یہ ایک ضعیف حدیث کا حصہ ہے ——— جیسے کہ امام منذری نے الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۱ میں بیان کیا ——— میں کہتا ہوں کہ علماء کے نزدیک یہ طے شدہ امر ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاتا ہے ——— البتہ احکام کے ثابت کرنے اور حلال و حرام میں معتبر نہیں ہوتی ——— ۱۲ فرفور

حاتم طائی کی سخاوت

(حاتم طائی کی بیوی ماویہ کی زبانی)

حاتم طائی کی بیوی ماویہ کا بیان ہے کہ ــــــ ایک دفعہ ہولناک قحط پڑا ــــــ جس کی بنا پر زمین سکڑ گئی ــــــ آسمان کے اطراف میں غبار ہی غبار دکھائی دینے لگا ــــــ آیاؤں نے بچوں کو دودھ پلانا چھوڑ دیا، کیونکہ دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں اترتا تھا ــــــ خشک سالی نے مال بیکار کر دیا ــــــ اور ہمیں ہلاکت کا یقین ہو گیا ــــــ بخدا! سردیوں کی ایک طویل رات تھی ــــــ ہمارے بچے عبداللہ، عدی، اور سفّانہ بھوک کے ہاتھوں چیخ رہے تھے ــــــ حاتم نے دو بچوں کو سنبھال لیا اور میں نے بچی کو اٹھالیا ــــــ حاتم، مجھے باتوں سے بہلانے لگے ــــــ میں نے ان کا مقصد سمجھتے ہوئے سونے کی کوشش شروع کر دی۔

جب ستارے ڈوب گئے تو اچانک کسی نے گھر کا پردہ اٹھایا اور چھوڑ دیا ــــــ حاتم نے پوچھا: ''کون ہے؟'' ــــــ ایک عورت کی آواز آئی کہ:

> ''میں آپ کی فلاں پڑوسن ہوں ــــــ میں اپنے بچوں کو بھیڑیوں کی طرح چلاتے ہوئے چھوڑ کر آپ کے پاس آئی ہوں ــــــ اے ابو عدی! مجھے آپ کے سوا کوئی قابل اعتماد آدمی نظر نہیں آیا'' ــــــ

حاتم نے کہا:

> ''انہیں جلدی لے آ، اللہ تعالیٰ نے تیری اور ان کی خوراک کا انتظام

کر دیا ہے"——

چند لمحوں میں وہ بچوں کو لے آئی —— دو اس نے گود میں اٹھائے ہوئے تھے اور چار اس کے ساتھ چل رہے تھے —— یوں دکھائی دیتی تھی جیسے وہ شتر مرغ ہو اور اس کے بچے اس کے اردگرد چل رہے ہوں۔

حاتم نے اٹھ کر اپنے گھوڑے کی گردن پر چھری چلا دی اور وہ گر گیا —— پھر اس کی کھال اتار کر چھری عورت کو تھما دی اور اسے کہا: "اب تم جانو اور تمہارا کام"—— ہم سب مل جل کر گوشت بھوننے اور کھانے لگے —— حاتم قبیلے کے ایک ایک گھر گئے اور کہنے لگے: "لوگو! آؤ اور دعوت کے مزے لوٹو" —— سب لوگ جمع ہو گئے —— اور حاتم کپڑے میں لپٹ کر ایک طرف بیٹھ گئے اور ہمیں دیکھنے لگے —— خدا کی قسم! انہوں نے ایک بوٹی بھی نہیں کھائی، حالانکہ انہیں ہم سے زیادہ گوشت کی حاجت تھی —— صبح ہوئی تو زمین پر گھوڑے کی ہڈیوں اور کھروں کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا —— حاتم اپنی اس کاروائی پر بڑے مسرور تھے۔

انہوں نے مسرت کے عالم میں کہا:

اَمَـاوِیُّ اِنَّ الْـمَـالَ غَـادٍ وَّرَائِـحٌ
وَ یَبْقٰی مِنَ الْمَالِ الْاَحَادِیْثُ وَ الذِّکْرُ

ماویہ! مال آنے جانے والی چیز ہے، مال کے بدلے باتیں اور یادیں باقی رہ جاتی ہیں۔

اَیَـا ابْـنَةَ عَبْـدِاللّٰـهِ وَابْـنَةَ مَـالِکٍ — وَیَاابْنَةَ ذِی الْبُرْدَیْنِ وَالْفَرَسِ الْوَرْدِ
اِذَا مَـا طَـلَبْـتِ الـزَّادَ فَـالْتَمِسِیْ لَـه — اَکِیْلًا فَـاِنِّـیْ لَسْـتُ اٰکُـلُـه وَحْـدِیْ
اَخـاً طَـارِقًـا اَوْجَـارَ بَیْـتٍ فَـاِنَّـنِـیْ — اَخَافُ مَغَبَّاتِ الْاَحَادِیْثِ مِنْ بَعْدِیْ

وَاِنِّیْ لَعَبْدُ الضَّیْفِ مَا دَامَ ثَاوِیًا ۔۔۔ وَمَا فِیَّ اِلَّا تِلْكَ مِنْ شِیْمَةِ الْعَبْدِ

- ”اے عبداللہ اور مالک کی بیٹی! اور اے دو چادروں والے اور سرخ گھوڑے والے کی بیٹی!
- جب تو زادِ راہ تلاش کرے تو اسے کھانے والا بھی ڈھونڈ، کیونکہ میں اسے اکیلا نہیں کھاؤں گا۔
- کوئی رات کو آنے والا بھائی یا پڑوسی تلاش کر، کیونکہ میں بعد میں بنائی جانے والی باتوں سے ڈرتا ہوں۔
- مہمان جب تک قیام کرے میں اس کا غلام ہوں، اور مجھ میں غلاموں والی یہی ایک خصلت ہے“۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَجَاهِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ۔

”اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی، بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے“۔[1]

۱۔ یہ حدیث امام ترمذی نے باب ماجاء فی السخاء میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔۔۔ امام بیہقی نے حضرت جابر سے شعب الایمان میں ۔۔۔ اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ضعیف سندوں سے روایت کی ۔۔۔ تاہم یہ سندیں ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں ۔۔۔ علاوہ ازیں یہ حدیث معنوی اعتبار سے صحیح ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

جوامعُ الکَلِم

(وہ احادیث جن کے مختصر کلمات میں جہانِ معانی پوشیدہ ہیں)

پہلی حدیث:

حضرت حذیفہ[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے —— اور صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا کہ: "ہمارے پاس آؤ" —— صحابۂ کرام آ کر بیٹھ گئے تو فرمایا: "یہ رب العالمین کے رسول جبریل امین ہیں" —— انہوں نے ہمارے دل میں القاء کیا ہے کہ:

"کوئی شخص بھی اپنی قسمت کا پورا رزق حاصل کیے بغیر نہیں مرے گا —— جب رزق کے ملنے میں دیر ہو جائے —— تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور حسن طلب سے کام لو ——
رزق کی تاخیر تمہیں ہرگز اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے راستے سے رزق حاصل کرو —— کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کی فرمانبرداری سے ہی حاصل کی جا سکتی ہیں"۔[2]

۱۔ حضرت حذیفہ بن یمان جیسی اکابر صحابہ میں سے تھے —— غزوۂ خندق میں حاضر ہوئے، اور اس موقع پر شاندار کارنامہ انجام دیا —— اس کے بعد دیگر غزوات میں بھی شریک ہوئے —— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا حاکم مقرر کیا —— تاحیات وہیں رہے —— حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی —— اس کے چالیس روز بعد حضرت حذیفہ کا وصال ہوا —— یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے —— حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کی خبر دی"۔ بحوالہ اصابہ بتصرف۔۱۲ فرفور

۲۔ حافظ منذری نے الترغیب والترہیب، ج ۲ ص ۵۳۵ میں فرمایا: "اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں —— سوائے قدامہ بن زائدہ کے —— ان کے بارے میں مجھے جرح یا تعدیل مستحضر نہیں ہے"۔۱۲ فرفور

Marfat.com

دوسری حدیث:

حضرت عبادہ بن صامت[۱] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات اقدس کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ــــ میری امت کے کچھ لوگ فخر و تکبر اور لہو ولعب میں رات بسر کریں گے ــــ صبح ہوگی تو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے ــــ یہ ان کے ان جرائم کی سزا ہوگی، جو انہوں نے

حرام چیزوں کو حلال جانا ــــ

گانے بجانے والی رقاصائیں رکھیں ــــ

شراب پی ــــ

سود کھایا ــــ

اور ریشم پہننا"۔[۲]

--------✿--------

۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، ابوالولید انصاری خزرجی ہیں ــــ بیعت عقبہ میں مقرر کردہ نقیبوں میں سے تھے ــــ غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے ــــ فتح مصر میں شامل ہوئے ــــ کمک کے چوتھائی حصے کے امیر تھے ــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت معاذ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل شام کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا ــــ فلسطین میں قیام پذیر ہوئے ــــ طویل القامت اور رحیم تھے ــــ ۳۴ھ میں رملہ میں وصال فرمایا۔ ۱۲ فرفور

۲۔ یہ حدیث امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبداللہ نے روایت کی ــــ حافظ منذری الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۶۳ میں کہتے ہیں کہ یہ "حدیث ضعیف ہے" ــــ میں کہتا ہوں:

"اس حدیث کے شواہد موجود ہیں جو معنوی طور پر اسے تقویت دیتے ہیں" ــــ لہٰذا یہ صحیح ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

تیسری حدیث:

حضرت ابو سعید خدری[1] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو!'' ـــــ صحابۂ کرام نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہمارے مل بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے جہاں ہم باہمی گفتگو کرسکیں'' ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم بیٹھنے پر ہی مصر ہو تو راستے کو اس کا حق دو'' ـــــ عرض کیا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! راستے کا کیا حق ہے؟'' ـــــ فرمایا:

''نگاہوں کو جھکانا ـــــ ایذاء رسانی سے باز رہنا ـــــ سلام کا جواب دینا ـــــ نیکی کا حکم دینا ـــــ اور برائی سے منع کرنا''۔

--------✿--------

چوتھی حدیث:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ـــــ یا تو تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے یا پھر اللہ تعالیٰ ضرور تم پر اپنا عذاب بھیجے گا ـــــ پھر تم اس سے دعا مانگو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی'' ـــــ

یہ حدیث حسن ہے، اسے امام ترمذی نے روایت کیا۔

--------✿--------

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی ہے ـــــ کنیت کے ساتھ مشہور ہیں ـــــ غزوۂ احد کے موقع پر انہیں کم عمر قرار دیا گیا ـــــ اس غزوہ میں ان کے والد ماجد شہید ہوئے ـــــ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے ـــــ افاضل صحابہ میں سے تھے ـــــ احادیث مبارکہ بکثرت یاد تھیں ـــــ ۷۴ھ میں وصال ہوا ـــــ سن وصال کے بارے میں کچھ دوسرے اقوال بھی ہیں۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

پانچویں حدیث:

حضرت ابوالولید عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل امور پر بیعت کی:

(۱) باوجودیکہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے گی —— ہم تنگی اور آسانی، خوشی اور ناخوشی، ہر حال میں امیر کا حکم سنیں گے —— اور اس کی اطاعت کریں گے۔

(۲) ہم خلافت کے مسئلے پر اس کے مستحق سے جھگڑا نہیں کریں گے (فرمایا) مگر اس صورت میں کہ تم کھلا ہوا کفر دیکھو —— جس کے بارے میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل ہو۔

(۳) ہم جہاں بھی ہوں حق بات کہیں گے —— اور راہِ خداوندی میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے —— (صحیحین)

چھٹی حدیث:

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"قیامت کے دن ایک شخص کو لاکر آگ میں ڈالا جائے گا —— اس

۱۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت زید رضی اللہ عنہ، دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی ہیں —— زید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی —— انہیں ابو زید بھی کہا جاتا تھا —— ان کی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں کھلایا تھا —— حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اسلام میں پیدا ہوئے —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر بیس سال تھی —— سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک عظیم لشکر کا کمانڈر بنایا تھا —— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی کمان کو برقرار رکھا —— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور انہیں اپنے بیٹے سے زیادہ وظیفہ دیتے تھے —— ۵۴ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں ان کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا —— ان کے فضائل بہت ہیں —— اور ان کی روایت کردہ حدیثیں مشہور ہیں۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی ــــــ وہ انہیں لے کر اس طرح گھومے گا، جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے ــــــ اہل جہنم اس کے پاس جمع ہو جائیں گے، اور پوچھیں گے: ''اے فلاں! تمہیں کیا ہوا؟ ــــــ کیا تم نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے، اور برائی سے منع نہیں کرتے تھے؟'' وہ کہے گا: ''کیوں نہیں؟ میں یہ سب کچھ کرتا تھا ــــــ لیکن میں نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود عمل نہیں کرتا تھا ــــــ اور برائی سے منع کرتا تھا مگر خود اس کا مرتکب ہوتا تھا''۔ (صحیحین)

Marfat.com

زم زم کی کھدائی

عبدالمطلب بن ہاشم کہتے ہیں: میں حطیم کعبہ میں سو رہا تھا ـــــ ایک شخص میرے پاس آکر کہنے لگا: ''طیبہ کی کھدائی کرو'' ـــــ میں نے پوچھا:[۱] ''طیبہ کیا ہے؟'' وہ جواب دیئے بغیر چلا گیا ـــــ دوسرے دن میں پھر اسی جگہ جا کر سو گیا ـــــ وہی شخص آکر کہنے لگا: ''برہ کی کھدائی کرو'' ـــــ میں نے کہا: ''برہ کیا ہے؟'' تو وہ پھر جواب دیئے بغیر چلا گیا ـــــ تیسرے دن میں پھر اسی جگہ جا کر سو گیا ـــــ وہ پھر آیا اور کہنے لگا:

''زم زم کی کھدائی کرو ـــــ اگر اس کی کھدائی کرو گے تو تمہیں ندامت نہیں ہوگی'' ـــــ

میں نے پوچھا: ''زمزم کیا ہے؟'' ـــــ اس نے کہا: ـــــ

''وہ ایسا کنواں ہے جو کبھی خشک نہیں ہوگا ـــــ اور نہ ہی کبھی اس کی برائی کی جائے گی ـــــ وہ عظمت والے حاجیوں کو سیراب کرے گا ـــــ وہ ان مقامات کے درمیان ہے۔ (۱) فرث۔ (۲) دم۔ (۳) نقرۃ الغراب الاعصم۔ (۴) قریۃ النمل''۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب خواب میں دکھائی دینے والے شخص نے عبدالمطلب کو اس کنوئیں کی اہمیت سے آگاہ کر دیا ـــــ اور اس کی جگہ کی نشاندہی کر دی ـــــ اور انہیں احساس ہو گیا کہ اس نے سچ کہا ہے ـــــ تو دوسرے دن کدال

۱۔ مسجد حرام میں واقع کنوئیں کے یہ نام ہیں: (۱) زمزم۔ (۲) طیبہ۔ (۳) برہ۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

لے کر پہنچ گئے ـــــ ان کے ساتھ ان کے بیٹے حارث بن عبدالمطلب بھی تھے ـــــ اس دن ان کے علاوہ کوئی دوسرا بیٹا ساتھ نہ تھا ـــــ انہوں نے کھدائی شروع کر دی۔

جب کنوئیں کی منڈیر دکھائی دی تو انہوں نے مسرت سے سرشار ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا ـــــ قبیلۂ قریش کے افراد کو پتا چل گیا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں ـــــ سب اکٹھے ہو کر آئے اور کہنے لگے:

''عبدالمطلب! یہ ہمارے جد امجد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا کنواں ہے ـــــ اس میں ہمارا بھی حصہ ہے ـــــ اس میں ہمیں بھی شریک کیجیے!'' ـــــ

انہوں نے کہا:

''یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا ـــــ یہ خصوصیت تمہیں نہیں، صرف مجھے حاصل ہوئی ہے ـــــ اور یہ کنواں صرف مجھے دیا گیا ہے'' ـــــ

کہنے لگے:

''آپ انصاف سے کام لیجئے! ـــــ ہم آپ کو چھوڑیں گے نہیں، ہم اس سلسلے میں مقدمہ لڑیں گے'' ـــــ

عبدالمطلب کہنے لگے:

''تم کسی کو فیصل مقرر کر لو، میں اپنا موقف اس کے سامنے پیش کروں گا'' ـــــ

انہوں نے ملک شام میں رہنے والی بنو سعد کی کاہنہ کا نام تجویز کیا۔

عبدالمطلب نے کہا: ''مجھے منظور ہے''۔

عبدالمطلب سوار ہو کر چل پڑے، ان کے ساتھ بنو امیہ اور بنو عبد مناف کے چند افراد تھے ـــــ قریش کے ہر قبیلے کے چند افراد بھی ساتھ ہو لیے۔ راستے میں

Marfat.com

بے آب و گیاہ جنگلات تھے ـــــ چلتے چلتے حجاز اور شام کے درمیان ایسے ہی ایک لق و دق صحرا میں پہنچے ہی تھے کہ عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کا پانی ختم ہوگیا ـــــ پیاس کی شدت کا یہ حال تھا کہ موت سامنے ناچتی ہوئی دکھائی دینے لگی ـــــ انہوں نے اپنے ہم سفر قریش کے قبیلوں سے پینے کے لیے پانی مانگا ـــــ تو انہوں نے صاف انکار کر دیا ـــــ اور کہنے لگے:

''ہم خود اس وقت بے آباد جنگل میں ہیں، اور ہماری جانوں کو بھی اس مصیبت کا خطرہ ہے جو تمہیں درپیش ہے''۔

عبدالمطلب نے جب ان کا رویہ دیکھا ـــــ اور اس خطرے کا جائزہ لیا جو انہیں اور ان کے ساتھیوں کو درپیش تھا ـــــ تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: ''تمہارا کیا خیال ہے؟' ـــــ انہوں نے کہا: ''ہمارا خیال وہی ہے جو آپ کا ہے، آپ جو مناسب سمجھیں، ہمیں حکم دیں'' ـــــ عبدالمطلب نے کہا:

''میری رائے یہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی پوری طاقت صرف کرکے اپنے لیے گڑھا کھود لے ـــــ جب کسی شخص کا آخری وقت آجائے تو اس کے ساتھ اسے اس گڑھے میں ڈال کر دفن کردیں ـــ ـــ یہاں تک کہ آخر میں ایک شخص باقی رہ جائے ـــــ پوری جماعت کے ضائع ہونے سے ایک شخص کا ضائع ہونا اور بے گور و کفن رہ جانا آسان ہے'' ـــــ

سب نے اس تجویز کو صحیح قرار دیا ـــــ اور ہر شخص اپنے لیے گڑھا کھود کر اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ پیاس کے ہاتھوں سب سے پہلے کس کی زندگی کا چراغ گل ہوتا ہے؟ چند لمحے ہی گزرے تھے کہ عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ:

''ہمارا موت کے سامنے یوں ہتھیار ڈال دینا ـــــ سفر ملتوی

Marfat.com

کر دینا، اور اپنے لیے کچھ بھی تلاش نہ کرنا، بے بسی کی انتہا ہے ـــ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں کسی شہر میں پانی عطا فرمادے ـــ اس لیے کجاوے کس لو اور یہاں سے چل دو"۔

تمام ساتھی تیار ہو گئے ـــ قریش کے قبیلوں کے ہم سفر ساتھی دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کرنے والے ہیں؟ ـــ عبدالمطلب آگے بڑھے اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے ـــ جب سواری انہیں لے کر اٹھی، تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا ـــ عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ـــ پھر انہوں نے اتر کر ساتھیوں سمیت پانی پیا ـــ اور مشکیزے بھر لیے۔

انہوں نے قریش کے قبیلوں کو بلا کر کہا:

"آؤ! اور دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی عطا کر دیا ہے ـــ تم بھی پیو اور مشکیزے بھر لو" ـــ

سب نے دل کھول کر پانی پیا اور اپنے مشکیزے بھر لیے ـــ پھر بیک زبان بولے عبدالمطلب:

"اللہ کی قسم! تمہارے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے ـــ خدا کی قسم! ہم تم سے زمزم کے مسئلے پر کبھی جھگڑا نہیں کریں گے ـــ جس ذات کریم نے اس جنگل میں تمہیں پانی عطا کیا ہے، اسی نے تمہیں زمزم عطا کیا ہے ـــ آپ مطمئن ہو کر واپس چلیں آپ ہی زمزم کے متولی ہوں گے" ـــ

چنانچہ عبدالمطلب اور دوسرے تمام لوگ کاہنہ سے ملاقات کیے بغیر لوٹ گئے، اور چاہِ زمزم بالاتفاق ان کے سپرد کر دیا۔

Marfat.com

سچائی کی برکتیں

حجاج بن یوسف بیٹھا ہوا' عبدالرحمٰن بن اشعث کے ساتھیوں کو قتل کروا رہا تھا—— ایک قیدی اٹھ کر کہنے لگا: جناب امیر! میرا آپ پر ایک حق ہے—— حجاج نے کہا' وہ کیا؟—— کہنے لگا: ایک دن عبدالرحمٰن آپ کو گالیاں دے رہا تھا تو میں نے آپ کا دفاع کیا تھا——

حجاج نے کہا' اس کا گواہ کون ہے؟—— اس شخص نے کہا' میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ جس نے وہ گفتگو سنی تھی وہ گواہی دے—— ایک دوسرے قیدی نے اٹھ کر کہا' جناب! یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا تھا—— حجاج نے کہا' پہلے قیدی کو رہا کر دو——

پھر گواہی دینے والے سے پوچھا—— تجھے کیا رکاوٹ تھی کہ تو نے اس طرح میرا دفاع نہ کیا؟—— اس نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا—— رکاوٹ یہ تھی کہ میرے دل میں تمہاری پرانی دشمنی تھی—— حجاج نے کہا، اسے بھی رہا کر دو—— کیونکہ اس نے پوری جرأت کے ساتھ سچ کہا ہے۔

Marfat.com

سرچشمۂ ایمان سے پھوٹنے والا کلمۂ حق

عمر بن هبیرہ[1]، عبدالملک بن یزید[2] کے دور میں واسط[3] کے گورنر اور اچھی سیرت کے مالک تھے —— علماء سے محبت رکھتے تھے —— فقہاء کرام کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان کے فیصلوں کا احترام کرتے تھے —— ایک دن انہوں نے اپنے دور کے تین نامور علماء کو دعوت دی جو اپنے زمانے میں علم و فضل، زُہد و تقویٰ اور فقاہت کے امام تھے: (۱) حسن بصری (۲) محمد بن سیرین (۳) شعبی ——

یہ تینوں علمی دنیا کے ستون، تشریف لائے تو ان کا پرتپاک استقبال کیا ——

۱۔ عمر بن ہبیرہ، یزید بن عبدالملک کے دور میں عراق کے گورنر تھے —— ۱۰۳ھ میں عراق کی گورنری سے معزول کر دیئے گئے —— شہرہ آفاق بہادر تھے —— انہوں نے ترکوں کو زچ کر دیا تھا —— چنانچہ وہ ان سے بہت ڈرتے تھے۔ ۱۲ فرفور۔

۲۔ یزید بن عبدالملک بن مروان بن حکم، بنو امیہ کے خلفاء میں سے تھے —— حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے دن، اپنے بھائی سلیمان کی وصیت کے مطابق، خلیفہ بنائے گئے —— چالیس دن عمر بن عبدالعزیز کی روش پر چلے —— پھر ان کے پاس دمشق کے کچھ سرکردہ لوگوں نے حاضر ہو کر حلفیہ بیان دیا کہ خلفاء حساب و عقاب سے آزاد ہوتے ہیں —— شام کے بعض جاہلوں کا یہی عقیدہ تھا اور اسی عقیدے کی بنا پر یزید کو فریب میں مبتلا کیا —— جولان کے علاقے میں فوت ہوئے اور انہیں دمشق لے جا کر ۲۵ شعبان ۱۰۵ھ کو باب جابیہ اور باب الصغیر کے درمیان دفن کیا گیا —— ان کی عمر انتیس سال —— اور عرصہ خلافت چار سال اور ایک ماہ تھا۔ ۱۲ فرفور

۳۔ یاقوت نے معجم البلدان میں بیان کیا ہے کہ واسطہ کا نام واسط رکھنے کی دو وجہیں ہیں: (۱)۔ وہ کوفہ اور بصرہ کے درمیان ہے —— (۲) اس کا فاصلہ کوفہ اور بصرہ ہر ایک سے ایک سو پچاس میل ہے —— ۸۴ھ میں اس کی تعمیر کا آغاز حجاج نے کیا —— اور ۸۶ھ میں اسے مکمل کیا —— اس میں اس نے اپنا محل، مسجد اور فصیل تعمیر کی —— اس کی تعمیر پر چالیس کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کیے —— یہ عظیم شہر ہے، جس کے محلے اور دیہات کثیر تعداد میں ہیں —— باغات اور کھجوروں کے بے شمار درخت ہیں —— ہر چیز نہایت سستی ہے۔ ۱۲ معجم البلدان۔

Marfat.com

ان کی مہمانی اور ضیافت کا شاندار اہتمام کیا، اور خدمت کے لیے خدام کی ایک جماعت مقرر کردی۔

تینوں حضرات امیر کے ہاں ایک مہینہ پوری شان وشوکت کے ساتھ رہے —— ہر دن ان کے اعزاز واکرام میں اضافہ ہوتا رہا —— اور ان پر انعامات کی بارش ہوتی رہی۔

ایک دن امیر کے دربان نے آکر انہیں امیر کا سلام دیا اور خبر سنائی —— کہ: ''آج امیر آپ سے ملاقات کریں گے، وہ آنے ہی والے ہیں'' —— یہ حضرات بیٹھے امیر کا انتظار کرتے رہے —— عمر بن ہبیرہ تن تنہا لاٹھی ٹیکتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے، ان کے ساتھ کوئی خادم نہ تھا —— بڑے عمدہ انداز میں سلام کیا اور انہیں خوش آمدید کہا —— اور ان کے پاس بیٹھ کر خیریت دریافت کی —— اور ان سے پوچھا کہ: ''کیا آپ کا وقت آرام وسکون کے ساتھ گزرا؟'' —— ان بزرگوں نے امیر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ:

> ''آپ نے ہماری بڑی خدمت کی اور ہمارے لیے بڑا اہتمام کیا —— اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بھلائی عطا فرمائے''۔

عمر نے کہا:

> ''میرے دل میں ایک چیز کھٹک رہی ہے، اور میں اس کے بارے میں بہت متردّد ہوں —— میں اسی کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں —— مجھے آپ سے بڑا خیر خواہ، علم والا اور صاحب تقویٰ نہیں ملا —— آپ حضرات اُمتِ مُسلمہ کے دینی راہنما اور شریعت کا پرچم بلند کرنے والے ہیں''۔

سب نے بیک زبان پوچھا: ''وہ کیا ہے؟''

امیر نے کہا: ''جیسے کہ آپ جانتے ہیں، یزید بن عبدالملک، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے —— اس نے لوگوں سے عہد لے رکھا ہے کہ وہ اس کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں اور خود عوام کو بھی عہد دے رکھا ہے —— اس کی طرف سے مجھے کچھ ایسے احکام ملتے ہیں جن کے نافذ کرنے میں میری ہلاکت ہے —— اگر میں اس کی اطاعت کروں تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہروں گا —— آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں؟''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''آپ امیر کے سوال کا جواب دیجئے!'' ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی سے سر جھکا لیا اور نگاہیں نیچی کر لیں —— ان کے چہرے پر خوف اور ہیبت کی ایک لہر گزر گئی —— ان پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ انہوں نے ایک لفظ بھی نہ کہا۔

پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے شعبی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''آپ امیر کے سوال کا جواب ارشاد فرمائیں!'' شعبی نے چند کلمات کہے، صاف دکھائی دیتا تھا کہ ان پر حکومت کا رعب طاری ہو چکا ہے اور وہ تردّد کا شکار ہیں —— اور جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، صاف صاف نہیں کہہ سکتے۔

عمر بن ہبیرہ نے ان کی گفتگو سنی، لیکن ان کے جواب سے انہیں تشفی نہیں ہوئی۔

امیر نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

''ابو سعید! —— جو کچھ آپ نے سنا، اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ اور آپ کی اپنی رائے کیا ہے؟''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سر جھکائے اس سوچ بچار میں ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں کیا کہنا چاہیے؟ —— انہوں نے سر اٹھایا اور ابن ہبیرہ پر بھرپور نظر ڈالی جیسے کہیں دور

Marfat.com

سے اس کی روح کو حاضر کر رہے ہوں —— تاکہ اسے خالص نصیحت اور کھری کھری باتیں سنائیں —— ان کی دینی ذمہ داری نے انہیں برانگیختہ کیا کہ حق بات واشگاف لفظوں میں کہہ دیں —— انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جلال کا تصور کیا تو ہر ہیبت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی —— انہوں نے اس شخص کی طرح گفتگو کی جس کی نگاہوں میں حق کے سوا کچھ بھی نہ ہو۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

''چونکہ آپ نے مجھ سے سوال کیا ہے، اس لیے مجھ پر جواب دینا لازم ہوگیا ہے —— کیونکہ دین اخلاص کا نام ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کے رسول ﷺ کے لیے، مسلمانوں کے سربراہوں کے لیے، عامۃ المسلمین کے لیے'' ——

انہوں نے امیر کے لقب کا ذکر کیا اور نہ ہی اس کی کنیت کا، بلکہ براہ راست نام لے کر اسے مخاطب کیا۔

''عمر بن ہبیرہ! بے شک اللہ تعالیٰ تجھے یزید سے محفوظ رکھے گا —— یزید تجھے اللہ تعالیٰ سے بچا نہیں سکے گا —— وہ وقت دور نہیں جب آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوگا، وہ تجھے تخت حکومت سے اتار دے گا —— اور محلات کی وسعت سے نکال کر تجھے تیرے گھر کے صحن میں پہنچا دے گا —— پھر تجھے گھر کے صحن سے نکال کر قبر کی تنگ اور تاریک کوٹھڑی میں پہنچا دے گا —— جہاں تیرے عمل صالح کے علاوہ وسعت کا کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔

ابن ہبیرہ! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے منع کرتا ہوں —— اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو صرف اور صرف اپنے بندوں کا یاور و مددگار

Marfat.com

بنایا ہے اور اپنے دین کا پاسبان ـــــ لہٰذا تم لوگ خداداد حکومت کے بل بوتے پر بندگانِ خدا کی گردنوں پر سوار ہو کر، انہیں ذلیل نہ کرو ـــــ کیونکہ

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔

''کسی مخلوق کی بات مان کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی''۔

ابن ہبیرہ! اس بات سے ڈر کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی نافرمانی ایسے قبیح فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے ـــــ اور تجھ پر قہر و غضب کی نگاہ ڈالے ـــــ اور تجھ پر رحمت کا دروازہ بند کر دے۔

ابن ہبیرہ! میں نے اس اُمت کے دورِ اول کے بہت سے قدسی صفات افراد کو دیکھا ہے ـــــ تم اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اتنا نہیں بچتے ہو گے ـــــ جتنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں سے بچتے تھے ـــــ تمہیں اپنے گناہوں کے بخشے نہ جانے کا اس قدر خوف نہیں ہو گا ـــــ جتنا کہ انہیں اپنی نیکیوں کے مردود ہونے کا خوف تھا ـــــ دنیا کے مال و متاع کی جتنی اہمیت تمہاری نگاہوں میں ہے اس سے کہیں زیادہ ان کے نزدیک اُخروی ثواب کی اہمیت تھی ـــــ دنیا تم سے دور ہونا چاہتی ہے اور تم اس کے پیچھے بھاگ رہے ہو ـــــ جب کہ دنیا ان کی طرف مائل تھی اور وہ اس سے دور بھاگتے تھے ـــــ جس قدر تم دنیا کی طرف مائل ہو، اس سے کہیں زیادہ وہ دنیا سے اعراض کرتے تھے''۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئے ـــــ حق کی ہیبت امیر پر چھا گئی ـــــ وہ حسن بصری کی گفتگو سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو گیا ـــــ یوں دکھائی

دیتا کہ عمر بن ہبیرہ غائب کردیا گیا ہے اور اس کی جگہ دوسرا شخص لاکر بٹھا دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ ایک دفعہ پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی آواز بلند ہوئی۔۔۔۔۔ سرچشمۂ ایمان اور آسمان اخلاص سے وارد ہونے والے مضامین کے بیان کرنے کے لیے وہ سراپا زبان بن گئے۔۔۔۔۔ اور پورے جلال کے ساتھ گویا ہوئے:

''اے عمر! میں تجھے اس مقام سے ڈراتا ہوں جہاں تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے قہر وغضب سے ڈرایا ہے۔۔۔۔۔ ارشاد ربانی ہے:

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ۔ (ابراھیم ۱۴/۱۴)

''یہ اس کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے''۔

اے عمر! اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور یزید کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کی طرف سے آنے والی ہر مصیبت سے محفوظ رکھے گا۔۔۔۔۔ اور اگر تُو یزید کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کردے گا''۔

امیر ان کلمات، حق و صداقت کی گرفت میں آگیا۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ فرط ندامت کی بنا پر سرخ ہوگیا۔۔۔۔۔ وہ ایمان و اخلاص سے معمور دل سے صادر ہونے والے ان کلمات کو پوری طرح سن نہ سکا۔۔۔۔۔ اس کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے، اس پر شدت گریہ طاری ہوگئی اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔۔۔۔۔ وہ اٹھا اور لڑکھڑاتے قدموں سے واپس چلا گیا۔۔۔۔۔ اسے کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کہاں جارہا ہے؟ اس کی ذات میں ایک ایسا انقلاب آگیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوز وفلاح کی بشارت ملنے سے روحوں پر طاری ہوا کرتا ہے۔۔۔۔۔ اس انقلاب نے حکومت کے بارے میں اس کا نکتہ نظر تبدیل کردیا اور اسے ایسے سیدھے اور سچے راستے پر ڈال دیا جو اسے پہلے معلوم نہ تھا۔

Marfat.com

اس پر حقیقت، اپنی تمام تر عظمتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوگئی ——— جاتے ہوئے وہ بار بار ان کلمات کو دہرا رہا تھا۔

''عمر! اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور یزید کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے یزید کی طرف سے آنے والی ہر مصیبت سے محفوظ رکھے گا ——— اور اگر تو یزید کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کر دے گا''۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِىْ وَخَافَ وَعِيْد۔ (ابراہیم ۱۴/۱۴)

''یہ اس کے لیے ہے جو میری بارگاہ میں کھڑے ہونے اور میری وعید سے ڈرا''۔

دوسرے دن امیر نے انہیں انعام واکرام سے نوازا ——— حسن بصری کو چار ہزار درہم دیئے، ابن سیرین اور شعبی کو دو، دو ہزار ——— شعبی وہاں سے نکل کر سیدھے مسجد میں گئے ——— لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے، انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:———

''تم میں سے جو شخص مخلوق کو چھوڑ کر خالق کی رضا حاصل کر سکتا ہے، ضرور کرے ——— ابن ہبیرہ نے مجھے، حسن بصری اور شعبی کو بلایا اور ہم سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں سوال کیا ——— میں نے اور ابن سیرین نے ابن ہبیرہ کا لحاظ کیا ——— ہم اسے بطور نصیحت وہ کلمۂ حق نہ کہہ سکے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر واجب کیا تھا ——— اللہ تعالیٰ نے ہمیں دور کر دیا اور ہمارے انعام میں کمی کر دی ——— حسن بصری نے اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کیا ——— تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نصرت واعانت سے نوازا، مالا مال کیا اور ہماری نسبت انہیں مال بھی زیادہ دیا، ہیبت بھی زیادہ عطا کی''۔

دور اول میں ایسے لوگ امت مسلمہ کے سر براہ ہوتے تھے ـــــ وہ علماء سے نصیحت کی درخواست کرتے تھے اور علماء انہیں بے دھڑک ہو کر نصیحت کرتے تھے ـــــ حکمران اس کی نصیحتوں پر عمل کرتے تھے، جس کا فائدہ انہیں بھی ملتا تھا اور امت مسلمہ کو بھی ـــــ کیونکہ مخلص علماء، انبیاء و مرسلین کے وارث ہیں ـــــ ان سے وعدہ لیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق بیان کریں ـــــ چاہے اس کے لیے کتنی ہی مشکلات اور دشواریاں برداشت کرنا پڑیں ـــــ انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے، حق کے بیان کرنے ـــــ اور اس کی حمایت کرنے سے، کسی ملامت گر کی ملامت نہیں روک سکتی ـــــ ان کے دل، دنیا اور اس کی چمک دمک، رزق اور اس کے اسباب سے بے نیاز ہو چکے ہیں ـــــ ان کے شب و روز اللہ تعالیٰ کی یاد اور اطاعت میں گزرتے ہیں ـــــ اور وہ اسی پر بھروسہ کرتے ہیں ـــــ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں ہے:

فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍم بِیَدِہٖ اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ لَا یَمْنَعُ رِزْقًا وَّلَا یُقَدِّمُ اَجَلًا۔[1]

"قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! نیکی کا حکم دینا ـــــ اور برائی سے منع کرنا ـــــ نہ تو رزق کو روکتا ہے اور نہ ہی موت پہلے لاتا ہے"۔

o حسن بصری، ابو سعید، امام، سُنت و ہدایت کے امام تھے، جامع عالم، ثقہ، لائق اعتماد، صاحب عبادت و ریاضت، فصیح ـــــ اپنے زمانے کے عظیم مجاہد اور بہادر ـــــ امراء اور علما کو پوری قوت کے ساتھ نصیحت کرنے اور ہدایت دینے والے تھے ـــــ اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے تھے ـــــ ۱۱۰ھ میں وصال ہوا۔

۱۔ اس حدیث کا حوالہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

محمد بن سیرین انصاری، ابوبکر بصری: اپنے وقت کے امام، ثقہ، معتمد علیہ، امام فقیہ اور وسیع علم والے تھے ــــ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہتے ــــ بڑے متقی تھے، ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے ــــ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں مشہور تھے ــــ ١١٠ھ میں وصال ہوا۔

شعبی، عامر بن شراحیل حمیری شعبی، ابوعمرو کوفی، جلیل القدر امام تھے، پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ــــ کہا جاتا تھا کہ شعبی سے بڑا فقیہ کوئی نہیں ــــ حافظہ بہت قوی تھا ــــ فرماتے تھے کہ میں نے جو کچھ کاغذ پر لکھا وہ سب مجھے یاد ہے ــــ ١٠٣ھ میں وصال ہوا۔ رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم رحمۃ واسعۃ

Marfat.com

ایمان اور قرآن کا فیضان

طلباء، مدارس اور دانشکدوں سے فارغ ہو کر دور دراز علاقوں میں چلے جاتے ہیں ـــــ اور زمانہ انہیں علمی اور عملی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا وسیع میدان فراہم کرتا ہے ـــــ اس وقت علمی مراکز اور دانشگاہوں کے اثرات اور مقاصد، ان فضلاء کی زبانوں سے نکل کر منظر عام پر آتے ہیں ـــــ تب انہیں آلام و مصائب کی بھٹیوں اور رخصت و عزیمت کی شاہراہوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

یہی وہ وقت ہوتا ہے جب انسانی نفوس کے جوہر کھلتے ہیں ـــــ روحوں کی حقیقتیں اور صلاحیتیں بے نقاب ہوتی ہیں ـــــ اور جن مدارس سے پڑھ کر وہ نکلے ہیں، ان کے مقاصد ان سند یافتہ ارباب علم کی زبانوں اور مجاہدانہ کارناموں کے ذریعے، دنیا کے سامنے آتے ہیں ـــــ خصوصاً ان اصحاب علم و فکر کے ذریعے جو اپنے خالق و مالک پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہوں۔

انسان کے دل میں ایمان کی وہی حیثیت ہے جو انسانی جسم میں دل کی ہے ـــــ جب ایمان، دل میں جلوہ گر ہو جاتا ہے تو وہ ایسی طاقت بن جاتا ہے کہ بلند و بالا پہاڑ اس کا راستہ نہیں روک سکتے ـــــ اور صف شکن دلاور اس کے آگے نہیں ٹھہر سکتے ـــــ تاریخ کے صفحات اس کے ایمان کے اثرات سے جگمگا رہے ہیں۔

یہ جلیل القدر انصاری صحابی حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ[1] ہیں ـــــ جنہیں

۱۔ یہ خبیب بن عدی بن مالک بن عامر انصاری اوسی رضی اللہ عنہ تھے ـــــ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں جام شہادت نوش کیا ـــــ حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ـــــ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس افراد کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا ـــــ اور حضرت عاصم بن ثابت اقلح رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا ـــــ امام بخاری، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو ابو سروعہ نے شہید کیا ـــــ اسی طرح "اصابہ" میں ہے۔ ۱۲ فرفور۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے بعض صحابہ کے ہمراہ عرب کے کچھ قبائل کے پاس بھیجا——— تاکہ انہیں دین متین کا پیغام پہنچائیں——— اسلامی تعلیمات سکھائیں اور جہالت و معصیت اور کفر و فسق کے اندھیروں سے نجات دلائیں——— ان ظالموں نے غداری کی، اور امن و ہدایت کے علمبرداروں کو شہید کر دیا——— اس وقت خبیب بن عدی اور زید بن الدشنہ[۲] رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر کے معمولی قیمت پر مکہ مکرمہ میں بیچ دیا گیا——— حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا——— اس کے بیٹوں نے اپنے دل کی آگ ٹھنڈی کرنے اور عار کی ذلت کو دھونے کے لیے خبیب کو خرید لیا——— اور قتل کرنے تک ماویہ بنت حجیر کے گھر قید کر دیا۔

ماویہ کا بیان ہے کہ خبیب میرے گھر میں قیدی بنا کر رکھے گئے——— تو انہوں نے تمام عرصے میں اس جانور کا گوشت کھانے سے انکار کیا، جسے اللہ تعالیٰ کا نام لیے بغیر ذبح کیا گیا ہو——— وہ ہمارے گھر سے ملنے والا صرف دودھ نوش کر لیتے تھے——— میں نے انہیں جب بھی دیکھا، روزے کی حالت میں، نماز پڑھتے ہوئے دیکھا——— وہ روحانی فرشتے تھے، جن کے چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹتی تھیں——— ان کے ملکوتی کردار نے مجھے مرعوب کر دیا، اور ان کے ایمان نے میرے دل میں گہرا اثر چھوڑا——— ایک دن میں نے چھپ کر دروازے کے سوراخ میں سے انہیں دیکھا——— تو حیران رہ گئی——— ان کے ہاتھ میں انسانی سر کے برابر تر و تازہ انگوروں کا گچھا تھا——— اور وہ توڑ توڑ کر انگور کھا رہے تھے، حالانکہ میرے علم کے مطابق اس وقت روئے زمین پر انگور موجود نہ تھے——— میں نے ان سے پوچھا: ''خبیب! یہ انگور کہاں سے ملے ہیں؟''

۲۔ ''اصابہ'' میں ہے کہ حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے——— بدر اور احد میں شریک ہوئے——— غزوۂ بئر معوذ میں مشرکین نے انہیں گرفتار کرایا——— اور قریش نے انہیں مقام تنعیم میں شہید کر دیا——— وہ فقہاء صحابہ میں سے تھے——— ۱۲ فرفور۔

Marfat.com

انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا: ”یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں“ —— جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوئے، اور مجھ پر دہشت طاری ہوگئی —— وہ جب قرآن پاک پڑھتے تو عورتیں سننے کے لیے اکٹھی ہو جاتیں —— اور اتنی متاثر ہوتیں کہ خوف الٰہی کی بنا پر زار و قطار رونے لگتیں۔

دین و ایمان کے دشمنوں نے جب انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا اور وقت مقرر کر دیا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کثرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی —— اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے ان کے دل میں ذرہ برابر ملال پیدا نہ ہو۔

اب اہلِ مکہ نے ان کے ایمان کے خریدنے کا فیصلہ کیا —— انہوں نے پیشکش کی کہ ہم تمہیں آزاد کردیں گے اور منہ مانگا انعام بھی دیں گے —— شرط صرف اتنی ہے کہ تم ایک بار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کردو —— خبیب رضی اللہ عنہ نے بڑی سختی سے ان کی پیشکش ٹھکرا دی —— اور کہا: ”میرے نزدیک موت اتنی معمولی چیز ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے“ —— بنو الحارث جب انہیں شہید کرنے کے لیے گئے، تو انہوں نے کہا: ”مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں دو رکعت نماز ادا کرلوں“ —— چنانچہ انہوں نے بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، خون کے پیاسے بیٹھے دیکھتے رہے —— نماز سے فارغ ہوکر انہیں خطاب کرتے ہوئے کہنے لگے: —— ”اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ تم سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں، تو نماز لمبی پڑھتا“ —— مشرکین نے انہیں ایک ستون پر سولی چڑھا دیا، جب انہوں نے مسکراتے ہوئے قبلہ شریف کی طرف رخ کیا —— خوف و ہراس کا نام و نشان تک نہ تھا، یوں دکھائی دیتا کہ وہ دوستوں کی ملاقات سے مسرور ہیں —— انہوں نے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی طرف نگاہیں اٹھائیں تو بیت اللہ شریف، مدینہ منورہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سب ان کے سر کی آنکھوں کے سامنے تھے —— اردگرد کا پورا ماحول اور دشمنوں کا اجتماع سب کچھ ان کی

نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا:

''یا اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے میرا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر اور کعبۂ مبارکہ کی طرف کردیا ہے —— جسے تو نے اپنے اہل ایمان بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے۔

یا اللہ! اپنے رسول کو میرا سلام پہنچا دے —— اور جو کچھ یہ لوگ ہمارے ساتھ کررہے ہیں اس کی اطلاع اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دے۔

اے خالق کائنات! مجھے اپنے آس پاس صرف دشمنوں کے چہرے دکھائی دے رہے ہیں —— میرے مالک! انہیں گن لے اور انہیں قتل کرکے پارہ پارہ کردے، اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ رہنے دے''۔

مظلوم خبیب رضی اللہ عنہ کی دعا سن کر ابوسفیان اتنے خوفزدہ ہوئے کہ زمین پر گر گئے —— وہ جانتے تھے کہ مظلوم کی دعا خالی نہیں جاتی —— حالانکہ اس وقت وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

پھر ظالموں نے انہیں قتل کردیا —— جب بھی ان پر نیزے یا تلوار کا وار کیا جاتا، تو وہ جھوم اٹھتے —— لمبی لے میں پڑھتے لا الٰہ الا اللّٰہ وہ بڑی بہادری، ثابت قدمی اور ایمان وصبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے —— ان کی غیرت ایمانی اور استقامت میں کوئی کمزوری پیدا نہ ہوئی —— بعینہٖ وہی وقت تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں —— آپ پر ایک کیفیت طاری ہوجاتی ہے، جب افاقہ ہوا تو آپ کی آنکھوں میں سیل اشک رواں تھا —— اور آپ

Marfat.com

کہہ رہے تھے:

''خبیب! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں''۔

صحابۂ کرام نے پوچھا تو فرمایا: ''قریش نے انہیں شہید کر دیا ہے'' ـــــ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت مقداد بن اسود اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش لانے کے لیے بھیجا ـــــ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں وہاں پہنچا تو چالیس افراد نشے میں دھت پڑے تھے ـــــ میں خبیب کی نعش کو کھول کر تھوڑا سا پیچھے ہٹا، تو وہ نیچے گر گئی ـــــ بالکل تر و تازہ، اس میں کچھ بھی تبدیلی پیدا نہ ہوئی تھی ـــــ میں نے اسے گھوڑے پر رکھا اور چل دیا، اتنے میں مشرکین کو بھی پتا چل گیا ـــــ جب میں نے دیکھا کہ وہ بالکل قریب آ چکے ہیں، تو میں نے نعش نیچے گرا دی، تاکہ تیزی سے دوڑ سکوں اور یقینی موت سے بچ جاؤں ـــــ مشیتِ ایزدی یہ تھی کہ شہید مجاہدوں کے جسموں کو بے آبروئی سے محفوظ رکھا جائے ـــــ چنانچہ زمین نے ان کی نعش کو اس طرح نگلا کہ نام و نشان باقی نہ رہا ـــــ اس لیے ان کا نام بلیع الارض (وہ جسے زمین نگل گئی) قرار دیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام کا ایمان، نہ تو انہیں ورثے میں ملا تھا، نہ ہی معاشرے کا عطیہ تھا، اور نہ ہی ہاں میں ہاں ملانے کا نتیجہ تھا ـــــ بلکہ ایک راسخ عقیدہ تھا جس کی جڑیں ان کے دلوں میں پیوست تھیں، اور اسے قرآن اور اخلاق کے سرچشمۂ صافی سے سیراب کیا گیا تھا ـــــ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایمان کے پودے نے دوگنا پھل دیا اور اس میں کچھ کمی نہ ہوئی ـــــ مصائب و حوادث کی آندھیاں اسے بدل نہ سکیں ـــــ بلکہ اس کی قوت اور پختگی میں روز افزوں ترقی ہی ہوتی رہی، جس قوم کے افراد کے دلوں میں ایمان رچ بس نہیں جاتا ہے ـــــ وہ نہ

Marfat.com

صرف کمزور ہوتی ہے، بلکہ اپنی معنوی زندگی اور ترقی کھو بیٹھتی ہے ——— ایسی قوم علم اور ثقافت کی روح سے فائدہ نہیں اٹھاتی، اس کے لیے علم وبال اور بدبختی کا سبب بن جاتا ہے۔

جس قوم کی گھٹی میں ایمان باللہ شامل ہو، اس کے لیے یہ مسئلہ کچھ عجیب نہیں ہوتا ——— وہ اس طرح زندگی گزارتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہوں، اور اس سے انس حاصل کر رہے ہوں ——— جو کچھ ان کے رب کی طرف سے آتا تھا' اس پر راضی رہتے تھے، اور اسے میٹھا اور لذیذ جانتے تھے۔

ان لوگوں کے دل رنج و راحت میں مستحکم رہے ——— اللہ تعالیٰ کی راہ میں انہیں جو کچھ بھی پیش آیا، اس کے سامنے بزدل اور کمزور نہ ہوئے ——— اور نہ ہی زمانے کے حملوں اور حوادث کے آگے جھکے ——— وہ ہمیشہ سرچشمۂ ایمان سے ایسا نور طلب کرتے رہے' جو تاریک زندگی کے انجانے راستوں کو روشن کر دے اور سرکش دلوں سے غفلت کے پردے چاک کر دے ——— وہ خود تو زمین پر چلتے تھے لیکن ان کی روحیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے سراپا اشتیاق اور مسرور رہتی تھیں۔

Marfat.com

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ذکاوت

حضرت عمرو بن العاص[۱] رضی اللہ عنہ قیساریہ فتح کرکے آگے بڑھے تو غزہ کے پاس پڑاؤ ڈالا —— غزہ کے رئیس نے پیغام بھیجا کہ: ''اپنے کسی ساتھی کو گفتگو کے لیے میرے پاس بھیجئے'' —— حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ اس کام کے لیے میرے سوا کوئی موزوں نہیں ہے۔

چنانچہ خود روانہ ہوئے اور رئیس کے پاس پہنچ کر اس سے گفتگو کی —— رئیس ان کی گفتگو سن کر دنگ رہ گیا، اس نے کبھی ایسی گفتگو نہیں سنی تھی —— کہنے لگا: ''یہ بتایئے کہ آپ کے ساتھیوں میں آپ جیسا عقل مند کوئی دوسرا شخص بھی ہے'' ——

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

''یہ نہ پوچھئے! میں ایک معمولی شخص ہوں، اسی لیے میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے —— انہوں نے مجھے اس مشکل میں ڈال دیا ہے، حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ آپ میرے ساتھ کیا معاملہ کرنے والے ہیں؟'' ——

رئیس نے حکم دیا کہ: ''انہیں تحفے تحائف اور پوشاک دو'' —— اور اپنے

۱۔ حضرت عمرو بن العاص بن ہاشم بن وائل قریشی سہمی تھے رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابوعبداللہ اور ابومحمد تھی —— فتح مکہ سے پہلے، ماہ صفر ۸ھ میں اسلام لائے —— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سات سال پہلے اسلام لائے —— اور ۴۳ھ میں راہی دار آخرت ہوئے، نوے سال عمر پائی —— حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا گورنر بنایا —— حضرت عمرو بن العاص عرب کے ذہین ترین فرد تھے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

دربان کو پیغام بھیجا کہ: ''جب یہ تمہارے پاس سے گزریں تو سب کچھ چھین کر اس کا سر قلم کردو''۔

جب رئیس کے پاس سے نکلے تو غسان کا ایک عیسائی آپ کے پاس سے گزرا ـــــ اس نے آپ کو پہچان لیا اور کہنے لگا:

''آپ بڑی عمدگی سے اندر آئے ہیں ـــــ نکلتے وقت بھی خوش اسلوبی سے کام لیں'' ـــــ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کا مطلب سمجھ گئے اور وہیں سے واپس پلٹ گئے ـــــ رئیس نے کہا: ''آپ دوبارہ ہمارے پاس کیوں آئے ہیں؟'' ـــــ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

''میں نے آپ کے دیئے ہوئے عطیات دیکھے ہیں، یہ میرے چچا زاد بھائیوں کے لیے کافی نہیں ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں، تا کہ میں اپنے دس بھائیوں کو ساتھ لے آؤں ـــــ بہتر ہوگا کہ آپ کا عطیہ صرف ایک شخص کو ملنے کی بجائے دس افراد کو مل جائے'' ـــــ

رئیس نے کہا: ''آپ کا خیال صحیح ہے، جلد انہیں بھی لے آؤ''، دربان کو پیغام بھیج دیا کہ: ''انہیں گزر جانے دو'' ـــــ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بخیریت نکل آئے، البتہ ازراہ احتیاط ماحول پر کڑی نگاہ رکھی، جب انہیں اطمینان ہوگیا تو کہنے لگے: ـــــ ''آئندہ کبھی اپنے آپ کو ایسے خطرے میں نہیں ڈالوں'' گا ـــــ جب وہ علاقہ صلح سے فتح ہوگیا تو وہی رئیس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس ملاقات کے لیے آیا ـــــ انہیں دیکھتے ہی چونک گیا اور کہنے لگا: ''آپ ہی وہ نمائندہ تھے'' ـــــ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں! تم نے دھوکہ دینے کی پوری کوشش کی تھی''۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر رحمتیں نازل فرمائے ـــــ وہ عرب کے مشہور ترین زیرک اور اپنے دور کے نابغۂ عصر تھے ـــــ وہ اپنے حیرت انگیز ذکاوت اور فطانت اور عالی دماغی کی بنا پر مکار دشمن کے مکر وفریب سے محفوظ رہے اور صحیح سالم اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے۔

مومن کو اسی طرح محتاط اور بیدار مغز ہونا چاہئے تاکہ دشمن سے محفوظ رہے ـــــ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کتنی شاندار بات کہی تھی:

''میں نے تو کسی کو دھوکہ دیتا ہوں اور نہ ہی کسی فریب کار کے فریب کا شکار ہوتا ہوں''۔

Marfat.com

شوکتِ اسلام
(مسلمانوں کی آبرو)

''یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور مشرکین باطل پر نہیں؟''—— فرمایا: ''ضرور ہیں''—— پھر پوچھا: ''یا رسول اللہ! کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں جائیں گے؟''—— فرمایا: ''ہاں! ضرور جائیں گے''، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:——

''جب ہم حق پر ہیں تو چھپ چھپ کر عبادت کیوں کریں؟——
یا رسول اللہ! آپ ہمیں لے کر حرم کعبہ میں چلیں—— اللہ کی قسم!
جس جس مجلس میں، میں نے لات وعزّٰی[۱] کی عزت بڑھائی ہے،
وہاں دینِ اسلام کا پرچم بلند کروں گا''۔

یہ کلمات، صاحبِ فتوحاتِ کثیرہ اور اسلام کے نور، عمر بن الخطاب قریشی عدوی رضی اللہ عنہ نے کہے—— کون عمر؟—— وہ جن کا اسلام لانا فتح تھا—— جن کی ہجرت فتح اور خلافت بھی فتح تھی—— ان کے کلمات سے دوسرے صحابۂ کرام کی ہمت بندھ گئی اور حوصلے بلند ہوگئے—— نور ہدایت کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے صحابۂ کرام ایک قطار میں دارارقم سے نکلے—— اس قطار کے ایک کنارے پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے کنارے پر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ —— دوپہر کے وقت یہ حضرات باآواز بلند

۱۔ لات طائف میں قبیلہ ثقیف کا بت تھا—— اور عزی قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا۔ ۱۲ فرفور۔

کلمۂ طیبہ کا ورد کر رہے تھے اور نعرۂ ہائے تکبیر لگا رہے تھے ـــــ قریش کے بڑے بڑے سردار دیکھنے آئے کہ کیا ماجرا ہے؟ ـــــ انہوں نے دیکھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہو چکے ہیں ـــــ وہ غیظ وغضب اور حسرت و یاس کی بنا پر اپنی انگلیاں چبا کر رہ گئے اور کہنے لگے: آج یہ لوگ ہماری آدھی طاقت لے گئے ہیں ـــــ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام اور مرتبہ قریش میں اتنا بلند تھا کہ صرف ان کا ایمان لانا آدھے قریش کے ایمان لانے کے برابر تھا۔

ایمان خالص کی یہی شان ہے ـــــ جب اس کا نور دل میں جگمگاتا ہے تو کامیابی کی راہیں ہموار کر دیتا ہے ـــــ اور بغیر کسی ڈر اور خوف کے پورے عزم و استقلال کے ساتھ کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنے لگتا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تازہ ایمان نے ذلت اور کمزوری کو قبول کرنے سے یکسر انکار کر دیا۔ ان کا ایمان بزدلی اور کمزوری کے بغیر اسلام کے ساتھ ساتھ عزت کا طلب گار تھا ـــــ ان کے ایمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو، عقیدے کی تمام تر سچائی اور خالص ایمان کی بنیاد پر، اسلام کی بنیادی تعلیمات، ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرنے کی قوت عطا کر دی۔

صرف یہی نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ وہ اپنی قوم اور اپنے قبیلے میں چھپے رہیں اور ہر قسم کی اذیت اور تکلیف سے محفوظ رہیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام کے درمیان ان کا مقام بہت بلند تھا ـــــ انہوں نے قریش کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دینے کا فیصلہ کر لیا۔

انہوں نے دریافت کیا کہ: ''قریش کا وہ کون سا فرد ہے جس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں ٹھہرتی؟'' ـــــ انہیں بتایا گیا کہ جمیل بن معمر جمحی ایسا ہی شخص ہے ـــــ وہ

Marfat.com

سیدھے اس کے پاس گئے، اور کہنے لگے:——

"جمیل تم نے سنا کہ میں اسلام لے آیا ہوں، اور دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو گیا ہوں"——

وہ کوئی جواب دیئے بغیر اپنی چادر سنبھالتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے—— جمیل مسجد حرام کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا—— قریش، بیت اللہ شریف کے دروازے کے پیچھے اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے—— جمیل نے سنسنی خیز انداز میں اعلان کیا:——

"گروہ قریش! سنتے ہو، عمر بن خطاب اپنا آبائی دین چھوڑ کر نئے دین میں داخل ہو گیا ہے"——

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا، میں نے کہا:

"نہیں نہیں، میں تو اسلام لایا ہوں—— اور میں نے گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں—— اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبدِ مکرم اور رسول ہیں—— پھر کیا تھا؟"——

سب مشرکین عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر چڑھ دوڑے—— عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان سب کے سامنے ڈٹ گئے، اور لڑتے لڑتے نڈھال ہو کر بیٹھ گئے—— اس کے باوجود مشرکین ان کے گرد گھیرا ڈال کر ان پر تشدد کرتے رہے—— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ برابر اعلان کر رہے تھے:

"جو کر سکتے ہو کر لو—— خدا کی قسم! اگر ہماری تعداد تین سو تک پہنچ گئی تو دو ہی صورتیں ہوں گی، مکہ مکرمہ میں تم رہو گے یا ہم"——

بالآخر وہ مایوس ہو کر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام ہجرت کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو

Marfat.com

سب نے خفیہ سفر کیا —— حضرت عمر فاروق وہ واحد شخص تھے، جنہوں نے تلوار اپنے گلے میں حمائل کی —— کمان کندھے پر لٹکائی اور قریش کی مجلس کے پاس جا کر چیلنج کے طور پر اعلان کیا:

''گروہ قریش! جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کا ماتم کرے، یا اس کی اولاد یتیم ہو جائے، وہ میرے پیچھے آ جائے —— کیونکہ میں یثرب[۱] (مدینہ) جا رہا ہوں —— خدا کی قسم! اگر محمد مصطفیٰ ﷺ مجھ کو ہجرت کا حکم نہ دیتے تو میں کبھی اپنے اس پیارے شہر کو نہ چھوڑتا''۔

قریش مکہ نے یہ اعلان سنا تو ان پر سکتہ طاری ہو گیا —— فاروق اعظم کے رعب اور دبدبے کی بنا پر کسی کو ان کے تعاقب کی جرأت نہ ہو سکی —— چنانچہ آپ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچ گئے وہ بہترین مہاجرین میں سے تھے —— رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے —— جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بنے تو مسلمانوں پر بڑے مہربان تھے —— اور ان کے لیے عظیم خدمات انجام دیں —— انہوں نے قصر عدل و انصاف کی شاندار تعمیر کی —— وہ صبح کی نماز کے وقت نمازیوں کی صفیں درست کر رہے تھے کہ اچانک ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا —— اس طرح اسلام اور مسلمانوں کے سرمایۂ افتخار، جامِ شہادت نوش کر کے، خالق کائنات کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے —— رضی اللہ عنہ۔

۲۔ ہجرت مدینہ سے پہلے شہر مدینہ کو یثرب کہا جاتا تھا —— یثرب کا معنی ''جائے مرض'' —— ہجرت کے بعد یثرب کہنا ممنوع و مکروہ ہو گیا۔

Marfat.com

سلاطینِ اسلام کی عظمت و ہیبت

گزشتہ زمانوں میں دشمنوں کے دلوں پر شاہان اسلام کی زبردست دھاک بیٹھی ہوئی تھی ــــ غیر مسلم ان کا قُرب اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کی خدمت میں بڑے بڑے تحفے بھجوایا کرتے تھے۔

مشہور مؤرخ ابوالفداء اپنی تاریخ میں ۴۴۱ھ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں ــــ شاہ روم نے سلطان طغرل بک[۱] کو اتنا بڑا تحفہ بھیجا، جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ــــ اور ان سے درخواست کی کہ: ''ہم سے معاہدہ کر کے ہمیں امت مسلمہ کے جھنڈے کے سائے کے نیچے پناہ دیں'' ــــ سلطان طغرل بک نے اپنی شرائط پر اس کے ساتھ معاہدہ کیا۔

ایک شرط یہ تھی کہ شاہ روم قسطنطنیہ میں ایک مسجد تعمیر کروائے جس میں جمعہ اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا کی جائیں ــــ شاہ روم نے سلطان طغرل بک کی تمام شرطیں تسلیم کرلیں ــــ اور قسطنطنیہ میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی جس میں جمعہ اور پانچوں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔

ایک عرصہ بعد سلطان طغرل بک نے سید ناصر الدین بن اسماعیل کو روم کی ملکہ

۱۔ سلطان طغرل بک، رکن الدین، ابو طالب محمد بن میکائیل ــــ پہلے سلجوقی بادشاہ تھے ــــ طوس، رے، نیشاپور، بلخ، غزنی، بغداد اور عراق ان کے زیرنگیں تھے ــــ وہ بڑے نرم دل اور سخی تھے ــــ بروقت پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتے ــــ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے، صدقہ و خیرات بکثرت بانٹتے اور مسجدوں کی تعمیر میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے ــــ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اپنے لیے گھر بناؤں اور اس کے پہلو میں مسجد نہ بناؤں ــــ ۴۵۵ھ میں رے میں ان کا انتقال ہوا اور انہیں مرو میں لے جا کر دفن کیا گیا ــــ ستر سال عمر پائی۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

کے پاس سفیر بنا کر بھیجا ——— اس وقت روم پر ایک عورت حکمران تھی ——— سفیر، ملکہ کے پاس ٹھہرے اور اس سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ جامع مسجد میں پانچوں نمازیں اور نماز جمعہ ادا کی جائیں ——— انہوں نے دیکھا کہ مسجد شاندار طریقے سے آباد ہے ——— اور وہاں کے لوگ اس میں باقاعدہ پانچوں نمازیں اور نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ——— سفیر اسلام نے وہاں خطبہ دیا، نماز جمعہ پڑھائی اور سلطان المسلمین کے لیے دعا کی ——— واپس آکر مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنائی کہ اسلام کا دبدبہ دشمنوں کے دلوں پہ چھایا ہوا ہے ——— اور ان کے دارالحکومت میں اسلامی شعائر قائم کیے جا رہے ہیں۔

دشمنوں کے دلوں میں سلاطین اسلام اور مسلم حکمرانوں کی ہیبت اس قدر چھائی ہوئی تھی کہ دشمنانِ اسلام ان کی شرائط تسلیم کرتے تھے اور ان کے سامنے سر اطاعت خم کرتے تھے ——— زندگی کے مالک کی قسم! دشمنوں کو خوفزدہ کرنے والی یہ عظیم ہیبت صرف اور صرف خالص ایمان کی قوت، باہمی اتحاد، تعاون اور مضبوط فیصلوں کا نتیجہ تھی۔

ان کے دلوں نے اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا ——— اس لیے ان کی ہیبت چھا گئی اور ان کا حکم چلتا تھا ——— یہی وجہ تھی کہ وہ محکوم بن کر نہیں، حاکم بن کر رہے ——— انہوں نے شاہانہ زندگی بسر کی، ماتحت بن کر نہیں رہے ——— انہوں نے حکمرانوں کے تخت اُلٹ دیئے اور قوموں پر عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کی ——— اقوام کی گردنیں ان کے سامنے جھک گئیں اور وہ ان کے مالک بنے۔[1]

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر ‎ ‎ اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

۱۔ آج جب کہ خدا اور رسول کے باغی نظام، کیمونزم کا روس میں جنازہ نکل چکا ہے ——— اور امریکہ واحد عالمی طاقت بن کر دندنا رہا ہے ——— اور اسے پوری دنیا میں صرف اسلام ہی سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے ——— یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی قوت کو ختم کر کے ان کی دولت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہے ——— وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ مسلمان متحد ہو کر اسلامی ورلڈ آرڈر کا اعلان کریں ——— عالم اسلام کے پاس جذبۂ جہاد، دولت، تیل، افرادی قوت اور فنی صلاحیت کی فراوانی ہے ——— کاش۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے ‎ ‎ نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

Marfat.com

نضر بن شمیل

نامور عالم

فن حدیث، نحو، لغت اور شعر و ادب کے یکتائے زمانہ عالم نضر بن شمیل[۱] مرو[۲] میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں پلے بڑھے —— طویل عرصہ گاؤں میں مقیم رہے —— عرب کے فصحاء و بلغاء اور محدثین نے ان سے خوشہ چینی کی —— بصرہ میں وسائلِ زندگی کی اس قدر قلت پیدا ہوگئی کہ انہوں نے بصرہ چھوڑ کر خراسان کوچ کر جانے کا فیصلہ کرلیا —— انہیں رخصت کرنے کے لیے بصرہ کے تین ہزار نحو اور لغت کے ماہرین، ادباء، فقہاء اور محدثین کا جم غفیر ساتھ ہولیا —— مربد کے مقام پر انہیں رخصت کرتے ہوئے نضر بن شمیل نے افسوس بھرے لہجے میں کہا:

''بصرہ والو! اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہاری جدائی میرے لیے بہت ہی تکلیف دہ ہے —— اگر مجھے ہر روز تمہارے پاس سے تھوڑا سا لوبیا ہی مل جاتا تو میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑتا''۔

ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ان کی اتنی معمولی ضرورت پوری کردیتا —— نضر بن شمیل، مرو پہنچے تو وہاں انہیں بے اندازہ دولت نصیب ہوئی۔

۱۔ نضر بن شمیل مروزی، بصرہ کے رہنے والے اور قبیلہ بنی مازن سے تعلق رکھتے تھے —— ثقہ، محدث، شعر و ادب کے بڑے راوی —— نحو کے ماہر اور تاریخ کے بڑے عالم تھے —— ۲۰۳ھ خراسان میں مامون الرشید کے دور میں فوت ہوئے۔ ۱۲ فرفور

۲۔ مرو الشاہجہان، خراسان کا مشہور ترین شہر اور اس کا دار الخلافہ تھا —— بہت بڑا شہر تھا، اس میں حنفیوں اور شافعیوں کے دو مدرسے تھے —— اور یہ بڑا خوشحال شہر تھا۔ ۱۲ ''معجم البلدان''

Marfat.com

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا —— کہ: ”میں امیر المؤمنین مامون کے پاس اس حال میں پہنچا کہ بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے“ —— مامون نے کہا: ”نضر! تم ایسے کپڑے پہن کر امیر المؤمنین کے پاس آ گئے ہو؟“ —— میں نے کہا: ”مرو کی گرمی بڑی سخت ہے، اور وہ ایسے ہی کپڑوں سے دور کی جا سکتی ہے“ —— مامون نے کہا: ”نہیں! بلکہ تم لاپرواہ قسم کے آدمی ہو“ —— پھر گفتگو شروع ہوئی، تو مامون نے عورتوں کا ذکر چھیڑ دیا اور کہنے لگا: —— ”مجھے ہشیم بن بشیر نے حدیث بیان کی —— انہوں نے مجاہد سے —— انہوں نے امام شعبی سے —— اور انہوں نے ابن عباس[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب کوئی شخص کسی عورت سے ان کے دین اور جمال کی بنا پر نکاح کرے۔ كَانَ فِيْهِ سَدَادٌ مِّنْ عَوَزٍ۔ تو یہ نکاح اس کی محتاجی کو دور کرنے کا ذریعہ ہوگا —— اور سَداد کے سین پر زبر پڑھی“۔

میں نے کہا: ”امیر المؤمنین! کیا انہوں نے یہ حدیث آپ کو درست بیان کی ہے؟ —— مجھے تو یہ حدیث عوف بن ابی جمیلہ اعرابی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی —— کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب کوئی مرد کسی عورت سے اس کے دین اور حسن و جمال کی بنا پر نکاح کرے۔ كَانَ فِيْهِ سِدَادٌ مِّنْ عَوَزٍ تو یہ عقد اس کی محتاجی کو دور کرنے کا وسیلہ بنے گا —— میں نے سِداد کے سین کے نیچے زیر پڑھی“۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب قریشی ہاشمی رضی اللہ عنہ —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے —— ان کی کنیت ابوالعباس تھی، ان کی والدہ ماجدہ اُم الفضل لبابہ بنت حارثہ ہلالیہ تھیں —— حدیث صحیح میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سینے سے لگایا اور دعا کی: —— ”اے اللہ! انہیں حکمت سکھا“ —— وہ امت مسلمہ کے عظیم عالم، بحر العلوم اور بڑے علم والے صحابۂ کرام میں سے تھے —— ۶۸ھ طائف میں ان کا انتقال ہوا —— بحوالہ اصابہ۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

مامون تکیہ لگا کر بیٹھا ہوا تھا، یکدم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ــــــ اور کہنے لگا: ''نضر! تمہارے نزدیک سَداد کی سین پر زبر پڑھنا غلط ہے؟'' ــــــ میں نے کہا: ''امیر المؤمنین! واقعی اس کی جگہ زبر غلط ہی ہے'' ــــــ کہنے لگا: ''کیا تم میری غلطی نکال رہے ہو؟'' ــــــ میں نے کہا: ''غلطی دراصل ھشیم کی ہے، وہ بڑا غلط کار تھا ــــــ امیر المؤمنین نے تو اس کے تلفظ کی پیروی کی ہے'' ــــــ کہنے لگا: ''ان کے درمیان کیا فرق ہے؟'' ــــــ میں نے کہا:

''سداد کی سین پر زبر ہو تو اس کا معنی دین اور طریقہ کار میں میانہ روی ہے ــــــ اور اگر سین کے نیچے زیر ہو تو اس کا معنی ہے: ''سامانِ ضرورت ــــــ اور ہر وہ چیز جو بوقت حاجت کام آئے''۔

مشہور شاعر عرجی نے کہا ہے:

اَضَاعُوْنِیْ وَاَیَّ فَتًی اَضَاعُوْا
لِیَوْمِ کَرِیْهَةٍ وَسِدَادِ ثَغْرِ

o میری قوم نے مجھے ضائع کر دیا، اور بہت بڑے جوان کو ضائع کر دیا۔

o جو جنگ کے دن اور سرحد کی حفاظت کے وقت کام آتا تھا''۔

مامون دیر تک سر جھکائے رہا ــــــ پھر کہنے لگا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو ذلیل کرے جو زبان و ادب میں ماہر نہیں ہے'' ــــــ پھر ان سے عربوں کے بہت سے اشعار کے بارے میں پوچھا ــــــ نضر نے ہر سوال کا جواب عرب کی فصیح اور عمدہ ترین لغت کے مطابق دیا ــــــ مامون ان کے علم و ادب، قوت استحضار اور ذکاوت کے کمال سے بڑا متاثر ہوا۔

نضر کہتے ہیں کہ مامون نے کاغذ ہاتھ میں پکڑا ــــــ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ

Marfat.com

کیا لکھ رہا ہے؟

پھر مامون نے کہا:

''جب تم تحریر کی سیاہی خشک کرنے کے لیے کسی کو خط پر مٹی ڈالنے کا حکم دو گے تو کیا کہو گے؟'' —— میں نے کہا: ''میں کہوں گا ''اَتْرِبْهُ'' اسے خاک آلود کر دو —— پوچھا کہ اس خط کو کیا کہو گے؟'' —— میں نے کہا: ''مُتْـتَـرَبٌ'' —— کہنے لگا: لفظ ''طِیْنٌ'' (مٹی) سے کیا کہو گے؟'' —— میں نے کہا: ''طِـنْهُ'' —— اور اس خط کو کیا کہیں گے؟ —— میں نے کہا: ''مَطِیْنٌ'' —— کہنے لگا: ''یہ پہلے سے بہتر ہے''۔

غلام کو حکم دیا: ''اس تحریر کو مٹی ڈال کر خشک کرو —— اور ان کو ساتھ لے کر یہ تحریر فضل بن سہل[۱] کو پہنچا دو'' —— جب میں نے یہ تحریر فضل کو پیش کی تو اس نے کہا:

''نضر! —— امیر المؤمنین نے تمہیں پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے، اس کا سبب کیا ہے؟'' ——

میں نے اسے تمام واقعہ بتایا تو کہنے لگا: ''تم نے امیر المؤمنین کے تلفظ کو غلط قرار دیا؟'' —— میں نے کہا:

''ہرگز نہیں! غلطی ہشیم بن بشیر کی تھی، وہ بہت غلطیاں کرتا تھا —— امیر المؤمنین نے تو اس کے بیان کیے ہوئے لفظ کی پیروی کی تھی''

فضل نے مجھے اپنی طرف سے تیس ہزار درہم دیئے —— مجھ سے ایک صحیح لفظ حاصل کیا گیا، جس کے بدلے مجھے اسی ہزار درہم ملے —— ۲۰۳ھ میں حضرت نضر بن شمیل کا انتقال ہوا، رحمۃ اللہ علیہ —— ان کی کئی تصانیف ہیں —— (''معجم الادباء'' کسی قدر تصرف کے ساتھ)

۱۔ فضل بن سہل خراسان میں مامون کا وزیر تھا —— کہتے ہیں کہ اس سے جان چھڑانے کے لیے مامون نے اسے خفیہ طور پر قتل کروادیا تھا —— یہ عجمی الاصل وزیر تھا۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

دور اول میں سلاطین اور امراء ایسے ہی ہوا کرتے تھے ـــــ علماء کی حوصلہ افزائی کرتے، انعام واکرام کی بارش کر کے انہیں شاد کام کرتے تھے ـــــ ان کے علم و فضل اور علمی مقام کے قدر دان تھے ـــــ وہ خود بھی علم و ادب کے بلند مقام پر فائز تھے ـــــ اس لیے ان کے زمانے میں علم وادب نے شاندار ترقی کی ـــــ انہوں نے علم و ادب کی بھرپور اشاعت کی ـــــ اور ارباب علم کی وہ عزت افزائی کی کہ ان کا سنہری دور بعد کے تمام زمانوں سے سبقت لے گیا۔

اُمتِ مسلمہ کی ترقی کا راز اسی بات میں پوشیدہ ہے کہ پیکر خلوص علماء کی عزت افزائی کی جائے ـــــ ان کی دُرست آراء اور قابلِ ستائش افکار کی روشنی میں وہ راستے ہموار کیے جائیں جو ملت اسلامیہ کی کامرانی کی ضمانت ہیں ـــــ بلاشبہ ان کے روشن افکار ہی امت مسلمہ کی ترقی کی مرکزی بنیادیں ہیں ـــــ ان کی روشنی میں ہی اُمت مسلمہ اس صراط مستقیم پر گامزن ہو سکتی ہے جس میں کوئی کجی نہیں ـــــ علماء دین وہ روشن چراغ ہیں جو مسلمانوں کے لیے خیر اور کامیابی کے راستے منور کرتے ہیں ـــــ مسلمان ان کی راہنمائی سے جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں راستہ پاتے ہیں ـــــ بگڑے ہوئے افکار کو صحیح، عقلی اور مضبوط بنیادوں پر درست اور تعمیر کرتے ہیں ـــــ یہ بنیادیں اتنی مستحکم ہیں کہ شدید سے شدید حملوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

Marfat.com

اللہ و رسول کا محبوب

جنگ اُحد[۱] کے دن لڑائی زور و شور سے جاری تھی، اتنے میں منادی نے اعلان کیا:

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔

''مردِ میدان صرف علی ہیں اور تلوار صرف ذوالفقار ہے''۔

اس اعلان کا سبب یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں عظیم جنگی کارنامے انجام دیئے تھے ـــــ وہ آگے بڑھ کر حملہ کرنے والے شہسوار تھے ـــــ ان کے سامنے کوئی جنگجو نہیں ٹھہر سکتا تھا ـــــ وہ عرب کے ان بہادروں میں سے تھے جن میں سے ہر فرد ایک ہزار افراد پر بھاری تھا ـــــ ان کی زرہ کا صرف سینہ تھا، پشت نہیں تھی ـــــ کسی نے ان سے کہا کہ: ''آپ اس کی پشت کیوں نہیں بنوا لیتے؟'' ـــــ فرمایا: ''اگر میں دشمن کو اپنی پشت دکھاؤں تو خدا کرے وہ میری زندگی کا آخری دن ہو''۔

بدر میں کفار قریش کے ستر افراد مارے گئے ـــــ ان کا تہائی حصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا ـــــ باقی دوسرے صحابہ کی تلواروں کا شکار ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ـــــ غزوۂ خندق میں عمرو بن ود عامری اپنے گھوڑے سمیت خندق پھلانگ کر آ گیا اور اس نے چیلنج کیا ـــــ کہ: ''ہے کوئی جو میرے مقابلے پر آئے'' ـــــ مسلمان اس کی قوت و شجاعت اور حملے کی شدت سے

۱۔ یہ وہ جنگ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کے پاس لڑی ـــــ اس میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مسلمانوں کی صفیں بکھر گئیں ـــــ حضرت امیر حمزہ اور ستر سے زیادہ صحابۂ کرام شہید ہوئے ـــــ رضی اللہ عنہم ۔۱۲ فرفور

Marfat.com

واقف تھے—— اس لیے حضرت علی مرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی اس کے سامنے نہیں گیا۔

تکبر وغرور کے پیکر عمرو بن ودنے چیلنج کرتے ہوئے کہا:——

''مسلمانو! کہاں ہے تمہاری وہ جنت؟—— جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ تم میں سے جو مارا جائے گا وہ اس میں جائے گا—— یہ ہے تمہارے سامنے جنت، آؤ اور اپنی حسرتیں پوری کرلو''۔

حضرت علی مرتضیٰ کھڑے ہوکر کہنے لگے:—— ''یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے! اس کے مقابلے پر جاتا ہوں''—— رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوچ لو! یہ عمرو ہے''—— عرض کیا: ''عمرو ہے تو ہوتا رہے''—— سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی—— حضرت علی اس کے سامنے پہنچے تو اس نے ایک نوجوان کو مدمقابل دیکھ کر بڑے تکبر سے پوچھا: ''کون ہو تم؟''—— فرمایا: ''میں علی ہوں''—— کہنے لگا: ''عبدمناف کے بیٹے؟''—— فرمایا: ''نہیں! میں ابوطالب کا بیٹا ہوں''—— کہنے لگا:

''بھتیجے! تم اپنے چچوں میں سے کسی کو بھیجو، جو عمر میں تم سے بڑے ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تمہارا خون بہاؤں''——

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لیکن میں تو تیرا خون بہانا، ناپسند نہیں کرتا''—— یہ سنتے ہی وہ آگ بگولا ہوگیا، گھوڑے سے چھلانگ لگائی، تلوار میان سے نکالی اور حضرت علی پر حملہ کردیا—— شیر خدا نے ڈھال آگے بڑھادی، تو عمرو نے تلوار کا بھرپور وار کیا، جس سے ڈھال کٹ گئی اس کے ساتھ ہی تلوار ڈھال میں پھنس کر رہ گئی—— پھر ذوالفقار حیدری بجلی کے کوندے کی طرح لپکی اور اس کے کندھے کے پٹھے

Marfat.com

کو کاٹتی ہوئی گزر گئی ــــــ دشمن اسلام کھجور کے تنے کی طرح دھڑام سے نیچے گرا اور جہنم پہنچ گیا ــــــ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ــــــ یہ حشر دیکھ کر عمرو کے ساتھی راہ فرار اختیار کر گئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر[1] کی طرف فوجی دستے روانہ کیے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید جھنڈا دے کر خیبر فتح کرنے کے لیے بھیجا ــــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارا دن جنگ کی اور پوری قوت صرف کر دی، لیکن شام تک قلعہ فتح نہ ہو سکا۔

دوسرے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا، انہوں نے بھی بھرپور جدوجہد کی اور جان لڑا دی، مگر فتح حاصل نہ ہوئی ــــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ــــــ

"ہم کل اس شخص کو جھنڈا دیں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا محبوب ہے ــــــ وہ بھاگنے والا نہیں، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا" ــــــ

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں ــــــ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا ــــــ اور فرمایا: "یہ جھنڈا لو! اور روانہ ہو جاؤ ــــــ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرما دے"۔

حدیث کے راوی حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ــــــ حضرت علی جھنڈا لے کر تیزی سے روانہ ہو گئے ــــــ ہم ان کے پیچھے چلتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے قلعہ خیبر کے نیچے پتھروں کے ٹیلے پر جھنڈا گاڑ دیا ــــــ قلعے کے اوپر ایک یہودی نے جھانک کر دیکھا اور پوچھا، آپ کون ہیں؟ ــــــ فرمایا: "علی ابن ابی طالب!" یہودی

۱۔ خیبر وہ جگہ ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا ــــــ مدینہ منورہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے، اڑتالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے ــــــ یہ علاقہ سات قلعوں کھجور کے باغوں اور کھیتوں پر مشتمل ہے۔ ۱۲ معجم البلدان

Marfat.com

نے کہا: ''رب موسیٰ کی قسم! آپ سر بلند ہو گئے'' ــــــ راوی کہتے ہیں کہ آپ اس وقت تک واپس نہیں ہوئے جب تک اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح نہیں کر دیا ــــــ نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ نکلے ــــــ جب آپ قلعے کے قریب پہنچے تو قلعے والے، باہر نکل آئے، آپ نے ان کے ساتھ شدید جنگ کی ــــــ ایک یہودی نے تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا، تو ڈھال آپ کے ہاتھ سے گر گئی ــــــ آپ نے قلعے کا ایک دروازہ پکڑ کر ڈھال بنالیا اور اسے ہاتھ میں پکڑے ہوئے جنگ کرتے رہے ــــــ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمادی، جب جنگ سے فارغ ہوئے تو دروازہ پھینک دیا ــــــ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دروازہ اتنا بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر اسے الٹنا چاہا، لیکن الٹا نہ سکے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوئے، تو بیت المال سے کچھ نہیں لیتے تھے ــــــ ان کے پاس اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ رہا تو بازار میں جا کر اعلان کیا کہ:

''کون ہے جو میری تلوار خرید لے؟ ــــــ اگر میرے پاس چار درہم بھی ہوتے تو میں اسے فروخت نہ کرتا''۔

آپ پیکر حزن و ملال بن کر محراب میں کھڑے ہوتے اور روتے ہوئے کہتے: ــــــ

''اے دنیا! کسی دوسرے کو دھوکہ دے، کسی دوسرے پر اپنے فریب کا جال پھینک ــــــ میں تجھے حتمی طور پر تین طلاقیں دے چکا ہوں، جن میں رجوع کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے''۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک یہودی نے آپ پر دعویٰ

Marfat.com

کر دیا، حضرت عمر فاروق نے فرمایا:——

''جناب ابوالحسن! آپ اپنے فلاں مخالف کے سامنے کھڑے ہو جائیں''——

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، لیکن رنج و ملال کے آثار ان کے چہرے پر واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے—— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فیصلہ کر چکے تو فرمانے لگے:

''ابوالحسن! آپ مجھ پر ناراض ہوئے ہیں—— کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ کرتے وقت ہمارے اور ذمیوں کے درمیان مساوات ملحوظ نہیں رکھتے تھے؟''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں آپ پر اس لیے ناراض نہیں ہوا کہ آپ نے فیصلہ کرتے وقت مجھے ذمی کے برابر کھڑا کر دیا—— ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے کہا، ابوالحسن، کھڑے ہو جائیں اور ذمی کا نام لے کر کہا، کہ اے فلاں! کھڑا ہو جا—— حالانکہ یوں کہنا چاہئے تھا—— اے ابوفلاں کھڑا ہو جا، آپ نے مجھے کنیت سے خطاب کیا اور اسے کنیت سے مخاطب نہیں کیا''۔[۱]——

حضرت عمر فاروق نے ستائش بھری نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا:

''ابوالحسن! آپ نے صحیح کہا ہے—— اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی! خدا کرے میں اس شہر میں نہ ہوں جہاں آپ نہ ہوں''۔

۱۔ عرب کے دستور کے مطابق کسی کو تعظیم کے ساتھ خطاب کرنا مقصود ہوتا تو کنیت سے مخاطب کرتے تھے اور جس کی تعظیم مقصود نہ ہوتی—— اس کا نام لے کر پکارتے تھے۔۱۲ شرف

Marfat.com

حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ان دلاور مجاہدوں میں سے تھے جو حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے۔

دورِ آخرت کے بدبخت ترین شخص عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ کو مسجد کے دروازے کے پاس دھوکے سے شہید کیا —— اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور نوازشیں اس مقدس ہستی پر نازل ہوں —— آپ بڑے جان باز شہسوار بار بار حملہ کرنے والے شیر، وسیع العلم، متبحر عالم، زہد و تقویٰ کے پیکر اور نازش فصاحت و بلاغت خطیب تھے۔

نوٹ: سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف بہت کمزور اشعار منسوب کیے جاتے ہیں —— جو آپ کے بلند ترین مقام اور فصاحت و بلاغت کے شایان شان نہیں ہیں —— مازنی کا بیان ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے صرف دو شعر مروی ہیں اور وہ یہ ہیں:

تِلْکُمْ قُرَیْشٌ تَمَنَّانِیْ لِتَقْتُلَنِیْ فَلَا وَرَبِّکَ مَا بَرُّوْا وَلَا ظَفِرُوْا

اِنْ یَقْتُلُوْنِیْ فَلِیْ مِنْ ذِمَّۃٍ لَّھُمْ

بِذَاتِ وَدْقَیْنِ لَا یَعْفُوْلَھَا اَثَرٗ

o "یہ قریش ہیں جنہوں نے مجھے قتل کرنے کی آرزو کی —— تیرے رب کی قسم! وہ نہ تو اپنی آرزو پوری کر سکے اور نہ ہی کامیاب ہوئے۔

o اگر وہ مجھے قتل کر دیں تو میرے پاس شدید جنگ کے سبب ان کا ایک عہد ہے جس کا نشان مٹ نہیں سکتا (یعنی میں نے انہیں سخت نقصان پہنچایا ہے) دیکھئے قاموس مادہ (ودق)"۔[1]

حقیقت یہ ہے کہ ہم تک امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جو خطبات، مواعظ اور بلیغ ارشادات پہنچے ہیں، ان کی فصاحت و بلاغت ان رکیک شعروں کے ساتھ میل نہیں کھاتی جو سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔

۱۔ "القاموس" اور "لسان العرب" میں تیسرا مصرع اس طرح ہے: وان ھلکت فرھن ذمتی لھم۔ ۱۲ شرف

Marfat.com

خلفاءِ اسلام کی وصیتیں ــ اُمراء کے نام

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وصیت میمون بن مہران کے نام

میمون بن مہران کہتے ہیں:

جب خلیفۂ راشد، حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) نے مجھے جزیرہ کے خراج کی وصولی اور حران[1] کے بیت المال کے انتظام پر مقرر کیا ـــــ تو مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''میمون! چار عادتیں چھوڑ دو:

(۱) جہاں تک ہو سکے کسی بادشاہ کے پاس نہ جانا، اگر چہ تمہارا خیال ہو کہ تم اسے نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے ـــــ

(۲) کبھی تنہائی میں کسی اجنبی عورت کے پاس نہ بیٹھنا، اگر چہ تم کہو کہ میں اسے قرآن پاک پڑھاتا ہوں ـــــ

(۳) کبھی ایسی گفتگو نہ کرنا جس سے تمہیں معذرت کرنی پڑے ـــــ

(۴) جو شخص اپنے قریبی رشتے داروں سے نیکی نہ کرتا ہو، اس سے کبھی بھلائی کی امید نہ رکھنا''۔

پھر ان کے بیٹے عمر بن میمون کو جزیرے کا حکمران مقرر کر دیا۔

۱۔ حران شام کا ایک شہر ـــــ اس کی طرف نسبت حرنانی ہے ـــــ حرانی نہیں ہے۔ ۱۲ فرفور

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وصیت سعد بن ابی وقاص کے نام

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں غور وفکر کیا کہ لشکر عراق کا کمانڈر کسے بنائیں؟ ـــــ اس سلسلے میں صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا ـــــ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ[1] قبیلۂ ہوازن کے صدقات وصول کرنے پر مقرر تھے ـــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے پہلے انہیں لکھ چکے تھے کہ ایسے افراد کی فہرست تیار کرو جو بہادر، اصحاب فکر اور میدان جنگ کے آدمی ہوں ـــــ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مکتوب اس وقت پہنچا، جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صحابۂ کرام سے مشورہ کر رہے تھے کہ کسے عراق بھیجا جائے؟

حضرت سعد نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ:

''میں نے آپ کے لیے ایک ہزار سوار منتخب کیے ہیں ـــــ جن

۱ـ سعد بن مالک اور سعد بن ابی وقاص ایک ہی شخصیت ہے، جلیل القدر صحابی، سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے ـــــ فرماتے ہیں، کہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے اسلام لایا ـــــ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام کے لیے خون بہایا اور تاریخ اسلام میں پہلے تیر چلانے والے ہیں ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اور جاں نثاری کا خوب خوب مظاہرہ کیا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کی طرف توجہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: ـــــ ''یہ ہمارے ماموں ہیں، ہمیں کوئی شخص ان جیسا ماموں تو دکھائے'' ـــــ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مستجاب الدعوۃ تھے ـــــ زبردست تیرانداز تھے، انہوں نے احد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر ایک ہزار تیر چلائے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فرماتے تھے: ـــــ ''سعد! میرے ماں باپ تم پر فدا، تیر چلاؤ'' ـــــ

مقام عقیق میں ان کا وصال ہوا، مہاجر صحابہ میں سے سب سے آخر میں ان کا وصال ہوا ـــــ جب لشکر عراق کے کمانڈر بنائے گئے تو اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

میں سے ہر ایک صاحب فکر و دانش اور اپنی قوم کی عزت و ناموس کی پاسداری کرنا جانتا ہے —— یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی قوم کی فضیلت اور دانشوری کے امین ہیں“ ——

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مکتوب پڑھا تو حاضرین نے کہا: ”آپ کی مطلوبہ شخصیت مل گئی ہے“ —— فرمایا: ”کون“، صحابۂ کرام نے کہا: ”صف شکن شیر، سعد بن مالک“ —— فاروق اعظم خوش ہوگئے، وہ سعد کی جاں بازی سے واقف تھے، اس لے انہیں دلی اطمینان حاصل ہوگیا —— چنانچہ انہوں نے پیغام بھیج کر انہیں جو نصیحت کی وہ حضرت سعد کے لیے سند کا درجہ رکھتی تھی —— اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے معاون بھی تھی۔ وہ نصیحت یہ تھی:

”اے سعد! بنو وہیب کے سعد! تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات مغرور نہ کردے کہ تمہارے بارے میں کہا گیا ہے کہ: ”تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور صحابی ہو“ —— اللہ تعالیٰ بُرائی کو برائی سے نہیں، بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے —— اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان اگر کوئی تعلق ہے تو وہ اس کی فرمانبرداری کا ہے —— اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب لوگ برابر ہیں —— اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے اور وہ اس کے بندے ہیں —— ان میں سے فضیلت والا وہی ہے جسے وہ امن و عافیت عطا فرمادے —— بندے اطاعت ہی کے ذریعے اجر و ثواب پاتے ہیں —— اس طریقے کو پیشِ نظر رکھو، جس پر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے —— اسے لازم پکڑلو کہ وہی صحیح طریقہ ہے۔

آپ کے لیے میری یہی نصیحت ہے —— اگر آپ نے اسے چھوڑ

Marfat.com

دیا اور اس سے اعراض کیا—— تو آپ کا عمل برباد ہو جائے گا—— اور آپ خسارے والوں میں سے ہوں گے"۔

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں صبر اور ثابت قدمی کی نصیحت کی—— انہیں اور ان کے ساتھ جمع ہونے والے چار ہزار مجاہدوں کو رخصت کیا—— یہ لشکر اصحاب شوکت و دانش افراد پر مشتمل تھا—— حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر ایک سردار مفکر، صاحب اقتدار و شوکت اور ہر خطیب اور شاعر کو نصیحت فرمائی—— یہ لشکر عرب کے نامور بہادروں اور میدان جنگ کے آزمودہ کار چیدہ چیدہ افراد پر مشتمل تھا۔

انہیں رخصت کرتے وقت یہ بھی نصیحت کی:

"میں نے آپ کو جنگ عراق کا کمانڈر بنایا ہے، آپ میری نصیحت کو یاد رکھیں!—— آپ کو بہت ہی سخت اور ناگوار معاملے سے واسطہ پیش آئے گا—— جس سے نیکوکار ہی بچ کر نکل سکتا ہے—— اس لیے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو نیکی کا عادی بنائیں اور اس کی برکت سے فتح حاصل کریں—— یاد رکھئے! کہ ہر عادت کا ایک بنیادی عنصر ہوتا ہے، اور نیکی کا بنیادی عنصر صبر ہے—— لہٰذا! آپ کو جو تکلیف اور مصیبت پیش آئے اس پر صبر کرنا—— بس صبر کرنا—— اللہ تعالیٰ کی خشیت آپ کو میسر آجائے گی—— یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت دو چیزوں میں جمع ہوتی ہے——

(۱) اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اپنانا——

(۲) اس کی نافرمانی سے بچنا——

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بنیاد، دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت

Marfat.com

ہے —— اور نافرمانی کی بنیاد دنیا کی محبت اور آخرت کی عداوت ہے —— دلوں کی کچھ حقیقتیں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے —— ان میں سے کچھ مخفی ہیں اور کچھ ظاہر —— ظاہر یہ ہے کہ انسان کے نزدیک راہ حق میں تعریف اور مذمت کرنے والا برابر ہو —— مخفی حقیقت کا پتا اس طرح چلتا ہے کہ اس کے دل سے حکمت و دانش کی باتیں اس کی زبان پر آجاتی ہیں —— اور لوگ اس سے والہانہ محبت کرتے ہیں، لہٰذا محبوبیت سے کبھی بے نیاز نہ ہونا —— انبیاء کرام نے لوگوں کی محبت کی دعا کی ہے —— اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو اسے لوگوں کا بھی محبوب بنادیتا ہے —— اور جب کسی کو دشمن قرار دیتا ہے تو اسے لوگوں کی نظر میں بھی دشمن بنا دیتا ہے —— اگر آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا مقام دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ آپ کا مقام آپ کے ان بھائیوں کے نزدیک کیا ہے؟ —— جو دین کے راستے پر آپ کے ساتھ چل رہے ہیں''۔

خلفاءِ کرام، لشکروں کے کمانڈروں کو ایسی نصیحتیں کرتے تھے جو تمام مجاہدوں کے دلوں میں عظیم روح پھونک دیتی تھیں —— چنانچہ ان کی روحیں مادی دنیا سے بہت اونچی ہوجاتی تھیں —— اور عظمتوں کی بلندیوں کو چھونے لگتیں تھیں —— ان کی تمام تر توجہ، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنے اور نافرمانی کے ترک کرنے کے ذریعے فضائل وکمالات کے حاصل کرنے کی طرف ہوتی تھی —— اسی لیے فتح ونصرت ان کے ہم رکاب ہوتی تھی —— اور وہ جدھر رخ کرتے تھے، عزت اور کامرانی ان کے قدم چومتی تھی۔

Marfat.com

ابنِ مُبارک رحمۃ اللہ علیہ

س ــــــ انسان کون ہے؟

ج ــــــ علماء۔

س ــــــ بادشاہ کون ہے؟

ج ــــــ جو دنیا سے بے رغبت ہوں۔

س ــــــ کمینہ کون ہے؟

ج ــــــ جو اپنا دین بیچ کھائے۔

یہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات ہیں ــــــ جب ان سے پوچھا گیا کہ: ''انسان کون ہیں ــــــ؟ بادشاہ کون ہیں؟ ــــــ اور کمینہ کون ہے؟'' ــــــ انہوں نے لوگوں کے صحیح فہم کے لیے ایسا راستہ کھول دیا، جس سے وہ مانوس نہیں تھے ــــــ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک کتاب میں یہ آیت کریمہ اُتاری ہے جو علماء کی عظمت اور ان کی رفعت شان کی دلیل ہے۔

ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

''اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں''۔

اس لیے علم وہ معزز شے ہے، جس کی عزت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ علم اپنے علاوہ کسی دوسری چیز کے لیے وقف ہو ــــــ علم برائے علم ہی ہونا چاہیے ــــــ

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص علم کو کسی دوسری چیز کے حصول کا ذریعہ بنائے وہ ذلیل ہوتا ہے—— اگرچہ مال و جاہ اور منصب کے اعتبار سے بلند مرتبہ رکھتا ہو۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جب حج کرنے کے لیے خراسان سے مکہ مکرمہ پہنچے—— تو خراسان کے شہرہ آفاق عالم و عارف کا استقبال کرنے اور ان سے برکت حاصل کرنے کے لیے، سب لوگ اُمڈ پڑے—— مکہ معظمہ میں صرف بچے اور بوڑھے رہ گئے یا پھر کچھ عورتیں ہارون رشید کی ایک بیوی مکہ مکرمہ میں تھی، وہ کہنے لگی:——

''کیا بات ہے کہ مکہ معظمہ میں کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا؟''——

اسے بتایا گیا کہ لوگ خراسان کے نادر روزگار علامہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کرنے اور ان سے برکت حاصل کرنے گئے ہیں''—— اسے اس بات پر تعجب ہوا کہ لوگوں کے دلوں کے رابطے اپنے علماء سے اس قدر مضبوط ہیں—— اسے احساس ہوا کہ بادشاہ تو صرف جسموں پر حکمرانی کرتے ہیں—— روحوں پر تو علماء کی حکمرانی ہے—— اس نے دیوار پر ہاتھ مار کر کہا:

''یہ حقیقی حکومت ہے—— ہارون رشید کی حکومت حقیقی نہیں جو لوگوں کو ڈنڈوں کی زد پر جمع کرتی ہے''۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا—— ایک دن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ابتدائی حالات کے بارے میں دریافت کیا—— پہلے تو وہ شرما گئے، پھر کہنے لگے:——

''میں ایک دن اپنے دوستوں کے ساتھ ایک گانے والی عورت کے باغ میں بیٹھا ہوا تھا—— ہم رات تک کھاتے پیتے رہے، مجھے طنبورہ بجانے کا بہت شوق تھا—— ساری رات اسی شوق کو پورا کرنے میں گزر گئی—— سحری کے وقت سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

Marfat.com

ایک پرندہ عین میرے سر پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔

"کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا، کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور نازل ہونے والے حق کے لیے جھک جائیں"۔[1]

میں نے خواب ہی میں کہا، کیوں نہیں! کیوں نہیں!"——

جب میں بیدار ہوا تو میرا دل رعب اور ہیبت سے بھرا ہوا تھا—— میں نے اٹھ کر اپنا طنبورہ توڑ دیا، اور لہو ولعب کے جتنے آلات میرے پاس تھے—— سب جلا کر خاکستر کر دیئے—— یہ دنیا اور اس کی لذتوں سے میری بے رغبتی کا آغاز تھا—— عبداللہ بن مبارک زہد و تقویٰ، علم و ادب اور شعر و شاعری کی منزلیں طے کرتے رہے—— یہاں تک کہ جامع کمالات بن گئے—— علم وفضیلت مین امام اور مقتداء بنے—— فضیلت و برتری میں اس بلند ترین جماعت کے رکن رکین بن گئے—— جن کی ہر جگہ اور ہر زمانے میں اقتداء کی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا۔

"تم لوگوں کی خوبیوں کی کانیں پاؤ گے—— ان میں سے جو دور جاہلیت میں بہترین تھے، وہ اسلام میں بہترین ہونگے—— جب کہ وہ دین کا فہم حاصل کرلیں"۔[2]

۱۔ القرآن، الحدید، آیت:۱۲

۲۔ یہ حدیث امام بخاری نے کتاب بدء الخلق کے باب مناقب قریش میں روایت کی۔۱۲ فرفور

Marfat.com

سخاوت کا پیکرِ مجسّم

عبداللہ بن جدعان، دور جاہلیت میں شہرہ آفاق سخی، اور جود و کرم کا چلتا پھرتا پیکر تھے—— وہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے—— ان کی کنیت ''ابو زہیر'' تھی اور قبیلہ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے—— شراب کے بڑے رسیا اور دلدادہ تھے—— ایک دن دوستوں کی مجلس میں بیٹھ کر جام پہ جام چڑھاتے گئے—— جب شراب کے نشے نے اپنا رنگ دکھایا—— اور ہوش وحواس جواب دے گئے تو ہاتھ بڑھا کر چاند کو پکڑنے کی کوشش کی—— مدہوشی میں سمجھ بیٹھے کہ چاند قریب ہی ہے—— ان کے ساتھی خوب ہنسے اوران کا بری طرح مزاح اڑایا—— نشہ اترنے پر جب انہیں یہ کیفیت بتائی گئی—— تو اپنے فعل پر بڑے نادم اور شرمسار ہوئے—— انہیں احساس ہوگیا کہ شراب خانہ خراب، باعزت آدمی کو ذلیل اور معزز آدمی کے وقار کو مجروح کردیتی ہے—— انہوں نے قسم کھائی کہ آئندہ زندگی بھر کبھی شراب نہیں پیوں گا—— انہوں نے شراب کے نقصانات، بے عزتی، ذلت و رسوائی کو دیکھتے ہوئے، اسلام سے پہلے ہی دورِ جاہلیت میں شراب اپنے اوپر حرام کرلی۔

ابن جدعان، صاحب الجفنہ کے لقب سے مشہور تھے—— ان کی دیگ اتنی بڑی تھی کہ کوئی بھی شخص اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے اس میں سے کھا سکتا تھا—— ایک دفعہ ایک چھوٹا بچہ اس میں گر کر ڈوب گیا—— جسے مردہ حالت میں نکالا گیا۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم عبداللہ بن جدعان کی دیگ کے سائے میں بیٹھا کرتے تھے''۔

Marfat.com

وہ ابتداءً قلاش، شرپسند، لٹیرے اور جرائم پیشہ تھے ـــــ لوگ ان کے والد اور ان کی قوم کے پاس شکایتیں لے کر آتے ـــــ اور انہیں بہت سا مال دیت اور جرمانے کے طور پر دینا پڑتا ـــــ تنگ آ کر خاندان والوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا ـــــ باپ نے انہیں گھر سے نکال دیا اور عاق کر دیا ـــــ چونکہ انہوں نے اپنے باپ کو بہت تکلیفیں دی تھیں اور جرمانوں کا بھاری بوجھ اس کے کندھوں پر ڈال دیا تھا ـــــ اس لیے اس نے قسم کھائی کہ میں انہیں کبھی پناہ نہیں دوں گا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا والد اور خاندان ان کا دشمن بن گیا ہے ـــــ وہ سب ان کے خلاف متفق ہو گئے ہیں، اور ان کے لیے ان کے پاس کوئی جگہ نہیں رہی ـــــ تو وہ حیران اور پریشان مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں موت کی تلاش میں مارے مارے پھرنے کے لیے نکل گئے ـــــ ایک وقت تھا جب وہ عزت و دولت اور ارجمندی کی زندگی بسر کر رہے تھے ـــــ آج یہ حالت تھی کہ فقر و فاقہ اور بدبختی کا ہولناک رقص ان کے آگے پیچھے جاری تھا ـــــ اس لیے ان کی آرزو تھی کہ کاش! موت مجھے اپنی آغوش میں لے لے۔

شریف النفس کا یہی حال ہوتا ہے ـــــ کہ اس کے لیے لوگوں کی نگاہوں سے گر جانا ـــــ پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر جانے کی نسبت آسان ہوتا ہے ـــــ چلتے چلتے انہیں پہاڑ کا ایک شگاف دکھائی دیا، وہ بے دھڑک اس میں داخل ہو گئے ـــــ ان کی تو خواہش ہی یہ تھی کہ اندر کوئی ایسی چیز ہو جو مجھے ہلاک کر دے ـــــ اور اس شقاوت و مشقت سے نجات دلا دے جسے میں برداشت کر رہا ہوں ـــــ لیکن انہیں ایسی کوئی چیز بھی تو نظر نہ آئی ـــــ وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے، آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک ان کی نظر بہت بڑے اژدہا پر پڑی ـــــ جس کی آنکھوں سے چراغوں جیسے شعلے نکل رہے تھے ـــــ ابھی وہ پورے غور کے ساتھ اسے دیکھ بھی نہیں پائے تھے کہ

Marfat.com

اژدہا نے حملہ کر دیا ـــــ اور کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح ان کی طرف بڑھا ـــــ ان پر دہشت طاری ہوگئی اور غیر ارادی طور پر ایک طرف ہٹ کر اس کے لیے راستہ چھوڑ دیا ـــــ اژدہا ان پر نظر غلط ڈالے بغیر پیچھے ہٹ گیا۔

انہیں حیرت ہوئی کہ یہ کیسا اژدہا ہے؟ جس نے معمولی سی تکلیف بھی نہیں پہنچائی ـــــ وہ حیرت کا مجسمہ بنے سوچ رہے تھے کہ اچانک ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ جیتا جاگتا اژدہا نہیں ہے ـــــ بلکہ دھات یا کسی دوسری چیز کا مصنوعی اژدہا ہے ـــــ جی کڑا کر کے، نپے تلے قدم اٹھاتے ہوئے، اس کی طرف بڑھے ـــــ اور قریب جا کر اس پر ہاتھ ڈال دیا ـــــ وہ واقعی سونے کا مصنوعی اژدہا تھا ـــــ اس کی آنکھوں میں دو یاقوت جڑے ہوئے تھے، جو چراغ کی طرح جگمگا رہے تھے ـــــ انہوں نے سانپ کی گردن مروڑ دی اور اس کی دونوں آنکھیں نکال لیں ـــــ پھر انہیں پہاڑ کے اسی شگاف میں ایک کمرہ دکھائی دیا ـــــ وہ اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چارپائیوں پر لمبی لمبی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ـــــ ان کے سرہانے سونے کی تختیاں رکھی ہوئی ہیں ـــــ جن پر اشعار اور نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں۔

ایک تختی پر لکھا ہوا تھا:

"میں نفیلہ بن عبدالمدّان بن حشرم بن عبد یالیل بن جرھم بن قحطان بن نبی اللہ سیّدنا ہود ں ہوں ـــــ میں پانچ سو سال زندہ رہا ـــــ میں نے دولت اور حکومت حاصل کرنے کے لیے تمام زمین کو اندر، باہر کھنگال ڈالا ـــــ یہ سب کچھ مجھے موت کے منہ میں جانے سے بچا نہ سکا"۔

ایک دوسری تختی پر لکھا ہوا تھا:

قَدْ قَطَعْتُ الْبِلَادَ فِیْ طَلَبِ الثَّرْوَ ةِ وَ الْمَجْدِ قَالِصَ الْاَثْوَاب

وَ وَصَلْتُ الْبِلَادَ قَفْرًاً بِقَفْرٍ بِقَنَاتِیْ وَ قُوَّتِیْ وَ اکْتِسَابِیْ

فَاَصَابَ الرَّدٰی بَنَاتِ فُؤَادِیْ بِسِهَامٍ مِّنَ الْمَنَایَا صِیَاب

فَانْقَضَتْ شِرَّتِیْ وَ اَقْصَرَ جَهْلِیْ وَ اسْتَرَاحَتْ عَوَاذِلِیْ مِنْ عِتَابِیْ

وَ دَفَعْتُ السَّفَاهَ بِالْحِلْمِ لَمَّا نَزَلَ الشَّیْبُ فِیْ مَحَلِّ الشَّبَاب

صَاحِ هَلْ رَئَیْتَ اَوْ سَمِعْتَ بِرَاعٍ

رَدَّ فِیْ الضَّرْعِ مَا قَرٰی فِیْ الْحِلَاب

o ”میں نے نئے نئے کپڑے پہن کر دولت و شرافت کی تلاش میں شہروں کے شہر طے کیے۔

o میں اپنے نیزے، طاقت اور کمائی کے بل بوتے پر صحراء بصحراء گھومتا ہوا شہروں تک پہنچا۔

o تو موت نے نشانے پر لگنے والے ہلاکتوں کے تیر، میرے دل کی شریانوں میں پیوست کر دیئے۔

o میری تیز طراری دھری کی دھری رہ گئی، میری جہالت دم توڑ گئی، اور ملامت کرنے والی خواتین کی جان مجھے کوسنے سے چھوٹ گئی۔

o جب بڑھاپے نے جوانی کی جگہ لے لی تو میں نے علم کے ذریعے لوگوں کی بے وقوفی کا دفاع کیا۔

o اے دوست! تو نے کبھی دیکھا یا سنا؟ کہ کسی چرواہے نے برتن میں دوہا ہوا دودھ جانور کے تھنوں میں واپس لوٹا دیا ہو (اسی طرح گئی ہوئی جوانی اور زندگی واپس نہیں آتی)“۔

Marfat.com

عبداللہ بن جدعان کو اس گھر میں سرخ یاقوت، تاب دار موتیوں، سونے چاندی اور زبرجد کا ڈھیر ملا —— انہوں نے جو کچھ اٹھا سکے، اٹھا لیا اور باہر نکل آئے —— دروازے کو پتھروں سے بند کیا اور پہاڑ کے شگاف پر نشان لگا دیا —— باپ کو راضی کرنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ڈھیروں مال اس کے پاس بھجوا دیا —— خاندان کے افراد نے جو ان سے قطع تعلق کر چکے تھے از سرنو ان سے تعلقات استوار کیے —— ان میں سے ہر ایک کو بیش قیمت تحائف پیش کیے —— جلد ہی اقرباء نوازی کی بدولت اپنے قبیلے کے سردار بن گئے —— اور اس خزانے کو حاجتمندوں پر لٹانا شروع کر دیا —— کھانا کھلانا، کپڑے تقسیم کرنا اور جود وسخا، شب و روز کا معمول بن گئے —— یہاں تک کہ وہ اس زمانے میں سخاوت و کرم کی درخشندہ مثال بن گئے —— ان کی فیروز بختی کا ستارہ جو بے نور ہو چکا تھا، جگمگ کرنے لگا —— اور جو لوگ انہیں نفرت و حقارت کی بنا پر چھوڑ گئے تھے —— وہ پھر ان کے حلقۂ یاراں میں داخل ہو گئے۔

حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ کی دعا آئی ہے:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّاَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا۔ [۲]

''اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بہترین بدلہ عطا فرما، اور بخیل کا مال تلف فرما''۔

۲۔ امام بخاری نے یہ حدیث باب الزکوۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں: ما من یوم یصبح العباد فیہ (الحدیث) امام مسلم بھی یہ حدیث باب الزکوۃ میں لائے ہیں۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

(تقاضائے ایمان)

قناعت اور عِفت

منصور جب خلیفہ نہیں بنا تھا، اس وقت عمرو بن عبید اس کا یار غار تھا، ان کے درمیان بڑی دوستی اور محبت تھی ـــــ ان کی آپس میں بڑی بے تکلف مجلسیں ہوا کرتی تھیں ـــــ اوراس دور کے کئی یادگار واقعات تھے۔

ایک دن عمرو بن عبید، ابوجعفر منصور سے ملاقات کے لیے گئے ـــــ خلیفۂ وقت بڑے احترام سے پیش آیا، اپنے پاس بٹھایا، اور دوستانہ انداز میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنے لگا: ـــــ ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے!'' عمرو نے اسے دنیا و آخرت میں نفع دینے والی اور راہ نجات ہموار کرنے والی نصیحتیں کیں ـــــ پھر کہنے لگے:

''آج یہ اقتدار تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر تم سے پہلے لوگوں کے پاس رہتا تو تم تک نہ پہنچتا ـــــ اس لیے اس رات سے ڈرو جو تمہاری زندگی کی آخری رات ہو''۔

منصور نے ان کی گفتگو سننے کے بعد کہا: ''ہم تمہارے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیتے ہیں'' ـــــ عمرو نے کمال قناعت اور غنائے نفس کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ''مجھے نہیں چاہئیں یہ دراہم'' ـــــ خلیفہ نے ان کی بات سنی تو حیران رہ گیا ـــــ اسے ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ اس کا عطیہ یوں رد کردیا جائے گا ـــــ اس نے قسم کھا کر کہا: ''واللہ! تم یہ درہم ضرور لوگے'' ـــــ عمرو نے بھی قسم کھا کر کہا: ''واللہ! میں نہیں لوں گا''۔

Marfat.com

منصور کا بیٹا مہدی حاضر تھا—— اس نے دونوں کو قسم کھا کر بات کرتے ہوئے سنا تو کہنے لگا:——

''امیر المؤمنین بھی قسم کھاتے ہیں اور آپ بھی قسم کھاتے ہیں؟—— میرا مطلب یہ ہے کہ اگر خلیفہ قسم کھائیں تو آپ کو ان کے مقابل قسم نہیں کھانی چاہیے—— بلکہ اطاعت کرنی چاہیے''۔

عمرو نے منصور کی طرف دیکھ کر پوچھا: ''یہ جوان کون ہے؟''—— منصور نے کہا:—— ''یہ میرا ولی عہد اور بیٹا مہدی ہے''—— عمرو نے کہا:

''اللہ کی قسم! تم نے اسے وہ لباس پہنایا ہے جو صالحین کا لباس نہیں ہے—— تم نے اس کا نام ایسا رکھا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے—— تم نے اس کے لیے اقتدار کا انتظام کیا جو اس کے لیے فائدہ مند تو ضرور ہوگا—— لیکن اس کی پوری توجہ حاصل نہیں کر سکے گا''۔

پھر عمرو نے مہدی کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

''بھتیجے! تیرے باپ نے قسم کھائی اور تیرے چچا نے اس کی قسم توڑ دی—— کیونکہ تیرا باپ، تیرے چچا کی نسبت کفارہ ادا کرنے کی طاقت زیادہ رکھتا ہے''۔

منصور اس کی جرأت اور فصاحت دیکھ کر حیران رہ گیا—— کہنے لگا: ''آپ کا کوئی کام ہو تو بتائیں؟''—— اس کا خیال تھا کہ میں اس کا کوئی بھی کام کر سکتا ہوں—— لیکن عمرو نے بلندی ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ''مجھے آپ کبھی نہ بلوائیں—— میں نے آنا ہوا تو خود آ جاؤں گا''—— خلیفہ کو اس خلاف توقع جواب

سے اتنا صدمہ ہوا کہ وہ کئی لمحے کوئی بات نہ کرسکا—— کچھ دیر بعد کہنے لگا: ''تب تو آپ مجھ سے ملاقات ہی نہیں کرسکیں گے'' —— عمرو نے کہا: ''میں بھی یہی چاہتا ہوں'' —— یہ کہا، اور خلیفہ کو اس کے خیالات میں گم چھوڑ کر اپنی راہ لی —— خلیفہ انہیں تعجب اور احترام کی نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔

''یہ تھی خلیفہ کے مدمقابل علماء کی عظمت —— جب خلفاء، سلاطین اور امراء اپنے علماء سے مشورے لیتے تھے —— اور چونکہ مخلص علماء و حکمرانوں اور امراء کے مال و دولت سے بے نیاز ہوتے تھے —— اس لیے ان کے ناصحانہ مشوروں سے ارباب اقتدار کی غلطیوں کی اصلاح ہوجاتی تھی''۔

Marfat.com

مسلمانوں کے بارے میں شاہ چین کی شاہ ایران کو نصیحت

جب شاہ ایران کا پایۂ تخت مدائن فتح ہوگیا——اور عرب مسلمانوں کا اثر و نفوذ سرزمین ایران میں بڑھا——تو شاہ ایران نے عربوں کے خلاف امداد حاصل کرنے کے لیے، اپنا سفیر شاہ چین کے پاس بھیجا——بادشاہوں کی یہ روایت ہے کہ وہ مشکل حالات میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے ہیں——سفیر شاہ چین کے بھاری بھرکم تحائف لے کر، واپس آیا——اور اس نے یزدجرد کو رپورٹ دیتے ہوئے بتایا:——

''شاہ چین نے مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا، جو ہمارے شہروں پر مسلط ہوگئے ہیں''——اس نے یہ بھی کہا کہ:

''تمہارے بیان کے مطابق ان کی تعداد کم ہے——اور تمہیں تعداد کے اعتبار سے ان پر برتری حاصل ہے——حالانکہ میں نے سنا ہے کہ وہ قلت تعداد کے باوجود تمہاری کثرت پر بھاری رہتے ہیں——وہ فائدے میں رہتے ہیں اور تمہیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے''۔

میں نے کہا: ''آپ اپنی پسند کی جو بات پوچھنا چاہیں، پوچھ سکتے ہیں''۔
شاہ چین: ''جب وہ معاہدے کرتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں؟''

Marfat.com

سفیر: ''جی ہاں''۔

شاہ چین: ''جنگ کرنے سے پہلے وہ تمہیں کیا کہتے ہیں؟''

سفیر: ''ہمیں تین باتوں میں سے ایک کی دعوت دیتے ہیں:

(۱)۔ ہم ان کے دین کی پیروی کریں، اگر ہم ان کی دعوت قبول کرلیں تو ہمارا اوران کا راستہ ایک ہوجائے گا —— جوان کے حقوق وہی ہمارے، اور جو ان کی ذمہ داریاں، وہی ہماری ذمہ داریاں ہوں گی۔

(۲) ہم انہیں جزیہ ادا کریں۔

(۳) جنگ کے لیے تیار ہوجائیں''۔

شاہ چین: ''وہ اپنے حکمرانوں کی اطاعت کیسی کرتے ہیں؟''

سفیر: ''جس طرح نہایت فرمانبردار مرید اپنے مرشد کی اطاعت کرتے ہیں''۔

شاہ چین: ''وہ کن چیزوں کوحلال اور کن چیزوں کوحرام قرار دیتے ہیں؟''

سفیر: ''فلاں فلاں چیزوں کوحرام اور باقی چیزوں کوحلال قرار دیتے ہیں''۔

شاہ چین: ''جس چیز کو وہ حلال قرار دیتے ہیں اسے کبھی حرام بھی جانتے ہیں؟ —— اور جس چیز کو وہ حرام کہتے ہیں اسے کبھی حلال بھی قرار دیتے ہیں؟''

سفیر: ''نہیں''۔

شاہ چین: ''سن لو! جب تک یہ لوگ حلال کوحرام اور حرام کوحلال قرار نہیں دیں گے، کبھی تباہ نہیں ہوں گے''۔

شاہ چین: ''ان کے لباس کے بارے میں بتاؤ؟''

سفیر: ''وہ ایسا ایسا لباس پہنتے ہیں''۔

شاہ چین: ''ان کی سواریاں کیا ہیں؟''

سفیر: ''عربی گھوڑے —— اس کے ساتھ ہی ان کے اوصاف بھی بیان

کرا دیئے"۔

شاہ چین: "یہ تو بہت عمدہ گھوڑے ہیں"۔

سفیر: "وہ اونٹوں پر بھی سواری کرتے ہیں، نیز یہ بھی بتایا کہ ان کے بیٹھنے کا انداز کیا ہے؟ —— اور وہ بوجھ سمیت کس طرح اٹھتے ہیں؟"

شاہ چین: "ہاں! لمبی گردنوں والے جانوروں کا یہی وصف ہے"۔

شاہ چین نے سفیر کے ذریعے شاہ ایران یزدجرد کو یہ تحریری پیغام بھجوایا:

"میں تمہارے پاس ایسا لشکر بھجوا سکتا ہوں جس کا اگلا حصہ مرو میں اور پچھلا حصہ چین میں ہو —— اس سلسلے میں رکاوٹ صرف یہ ہے کہ تمہارے سفیر نے مسلمانوں کے جو اوصاف بیان کیے ہیں —— ان کی بنا پر اگر یہ لوگ چاہیں تو پہاڑوں کو اکھیڑ کر پھینک دیں —— اگر وہ ان اوصاف کے حامل رہے اور انہیں راستہ خالی مل گیا، تو وہ دن دور نہیں جب کہ وہ میرا بھی تختہ الٹ دیں گے —— اس لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ صلح کرلو، اور پُرامن طریقے پر ان کے ساتھ زندگی گزارو —— اور جب تک وہ تمہیں نہ چھیڑیں، تم بھی انہیں نہ چھیڑو"۔

ہاں! یہی وہ عمدہ ترین صفات ہیں، جو مسلمانوں نے تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں اپنائیں —— یہی وہ حقیقی طاقت تھی، جو شاہی تختوں کو بنیادوں سے اُکھیڑ دیتی تھی —— ملکوں کو فتح کرتی تھی —— مسلمانوں کو خیرہ کُن اور پائیدار عزت و عظمت عطا کرتی تھی —— اور ان کے لیے دنیا و آخرت میں فیروز بختی کی ضمانت تھی۔

صحابۂ کرام کا شوقِ علم

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سلمی[۱] رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں ـــــ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر تعداد میں حدیثیں روایت کی ہیں ـــــ اکثر غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ـــــ خود ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس جنگوں میں شرکت فرمائی، جن میں سے انیس میں، مَیں بھی شریک ہوا ـــــ یہ بھی ان ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میرے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو علم کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا ـــــ انہیں پتا چلا کہ مصر کے قاضی حضرت عبداللہ بن انیس جہنی انصاری[۲] رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے ـــــ جو کسی دوسرے صحابی کے پاس نہیں ملی ـــــ حضرت جابر نے بازار جا کر ایک اونٹ خریدا، اس پر کجاوہ کسا اور سوار ہو کر مدینہ منورہ سے چل دیئے ـــــ ایک ماہ تک جنگلوں اور صحراؤں کو طے کرتے ہوئے مصر پہنچ گئے ـــــ پوچھتے پوچھتے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ گئے اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا ـــــ ایک سیاہ فام غلام نے باہر آ کر پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' ـــــ فرمایا: ''جابر بن عبداللہ'' ـــــ غلام نے اپنے آقا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جابر بن

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۸ھ کو ہوا ـــــ مدینہ منورہ میں وصال فرمانے والے آخری صحابی تھے۔ ۱۲ فرفور

۲۔ حضرت عبداللہ بن انیس مدنی، انصاری کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ ـــــ یہ ان صحابہ میں شامل تھے جنہوں نے بنو سلمہ کے بت توڑے ـــــ بیعت عقبہ وغیرہ کے موقع پر حاضر ہوئے ـــــ ۸۰ھ میں ان کا وصال ہوا۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

عبداللہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں —— انہوں نے کہا: ''ان سے جا کر پوچھو!
—— کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں؟'' —— غلام نے باہر آ کر پوچھا: ''کیا
آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں؟'' —— حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں!''
—— حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خود باہر آ کر ملاقات کی اور معانقہ کیا —— پھر دریافت
کیا: ''برادرِ محترم! کیسے آنا ہوا؟'' —— حضرت جابر فرماتے ہیں: میں نے کہا: ——

''قصاص کے بارے میں آپ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث
بیان کرتے ہیں۔
آپ کے سوا اس حدیث کا روایت کرنے والا کوئی صحابی باقی نہیں
رہا —— میں نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ آپ کا انتقال ہو جائے یا
میرا، آپ سے وہ حدیث حاصل کر لوں'' ——

چنانچہ وہ حدیث سنی اور خوشی سے واپس مدینہ طیبہ چلے گئے —— مصر میں
داخل ہوئے اور نہ ہی اس کے نظاروں سے لطف اندوز ہوئے —— بلکہ سفر کی تھکاوٹ
دور کرنے کے لیے آرام تک نہ کیا —— انہوں نے دنیا کی زیب و زینت اور دلکش
مناظر میں بالکل دلچسپی نہ لی —— بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک کو دونوں
جہانوں کا سرمایہ جانتے ہوئے اسی پر اکتفا کیا۔

یہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوق علم، اور کتنا شاندار ثواب ہے؟ —— اسی لیے وہ
علم کا مختصر سا حصہ حاصل کرنے کے لیے طویل سفر کی مشقتوں اور صعوبتوں کو برداشت
کر لیتے تھے۔

Marfat.com

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیاست

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اُمراء کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے ــــ وہ ایسے لوگوں کو منتخب کرتے تھے جو قناعت، پاکبازی اور مسلمانوں کی خدمت کے جذبے میں آپ کے معیار پر پورے اُترتے تھے ــــ وہ جن چیزوں کا حکم دیتے یا جن امور سے منع کرتے، پہلے خود ان کی پابندی کرتے تھے ــــ وہ اپنی قوم مسلم کو فوائد سے بہرہ ور کرنے میں پیش پیش رہتے اُمت مسلمہ کے فائدے کو حکمران کے ذاتی فائدے پر ترجیح دیتے تھے ــــ آپ کے مقرر کردہ بہت سے عامل آپ کے نقش قدم پر چلتے تھے ــــ چنانچہ وہ پیوند لگا ہوا اون کا لباس پہنتے تھے ــــ جو کی روٹی کھاتے ــــ اور دراز گوش کی پشت پر ٹاٹ ڈال کر سواری کرتے تھے۔

ذیل میں ہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ چند عاملوں کا تذکرہ کریں گے:

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن پروگرام بنایا کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر ان سے ملاقات کریں ــــ اس وقت ابوعبیدہ مسلمانوں کے وزیر مال تھے ــــ انہوں نے کہا: ''امیر المؤمنین! مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ آپ کی آنکھوں کے پیمانے چھلک پڑیں'' ــــ حضرت فاروق اعظم نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ: ''میں تم سے تمہارے گھر میں ضرور ملاقات کروں گا'' ــــ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک جبہ ــــ بکری کی

Marfat.com

ایک کھال ــــــ ایک کھانے پینے کا اور دوسرا وضو کرنے کا برتن تھا ــــــ اس کے علاوہ کچھ نہ تھا ــــــ انہیں ایسا گھر دکھائی دیا جیسے وہ غریب ترین مسلمان کا گھر ہو ــــــ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں ــــــ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''امیر المؤمنین! میں نے آپ سے نہیں کہا تھا ــــــ کہ میں آپ کی آنکھوں سے بہنے والی آنسوؤں کی برکھا نہیں دیکھنا چاہتا''۔

اللہ تعالیٰ ان طیب و طاہر نفوس قدسیہ پر رحمت و رضوان کی بارشیں نازل فرمائے ــــــ بے شک وہ اقوام عالم کے لیے عظمتوں کے جگمگاتے ہوئے مینار تھے۔

عمال حکومت کے لیے حضرت عمر فاروق کی ہدایات:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب اپنے گورنروں کو کسی جگہ بھیجتے تو انہیں درج ذیل ہدایات جاری کرتے تھے:

''تم ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا ــــــ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا ــــــ باریک کپڑا نہ پہننا ــــــ لوگوں کی حاجتوں کے آگے اپنے دروازے بند نہ کرنا ــــــ اگر تم نے ان ہدایات کی خلاف ورزی کی تو تم سزا کے مستحق ہو گے''۔

پھر انہیں الوداع کہنے کے لیے ان کے ساتھ نکلتے ــــــ اور انہیں کہتے:

''میں نے تمہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بالوں اور ان کے چمڑوں پر حاکم مقرر نہیں کیا[1] ــــــ لہٰذا تم عربوں کو کوڑے مار کر ذلیل نہ کر دینا ــــــ اور ان کو یکجا جمع کر کے فتنے میں نہ ڈال دینا''۔[2]

۱۔ حتیٰ کہ تم ان کے بال نوچ لو اور ان کی چمڑی ادھیڑ دو۔ ۱۲ فرفور

۲۔ انہیں کسی نہ کسی محاذ پر مصروف رکھنا، بیکار یکجا رہنے سے فتنے جنم لیں گے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(گورنر عراق)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کا گورنر مقرر کیا ـــــ وہ اون کا لباس پہنتے اور جو کی روٹی کھاتے تھے ـــــ خوشحالی ان کی زندگی میں عمل دخل حاصل نہ کرسکی ـــــ جب ان کے وصال کا وقت آیا تو رو پڑے ـــــ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ: "آپ کیوں رو رہے ہیں؟" ـــــ انہوں نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آخرت میں ایک گھاٹی ہے جسے وہی لوگ عبور کرسکیں گے جو گراں بار نہیں ہوں گے ـــــ میرے اردگرد تو یہ ساز وسامان دکھائی دے رہا ہے"۔

حاضرین نے جب ان کے سامان کا جائزہ لیا تو ان کے پاس ایک برتن، ایک ڈول اور ایک کوزے کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا ـــــ اس کے باوجود حضرت سلمان فارسی ص کو خوف تھا کہ میرے پاس تو اتنا سامان موجود ہے ـــــ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، تو میرا نام ہلکے پھلکے بوجھ والوں میں نہ لکھا جائے ـــــ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا سے بے نیازی ـــــ اور دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینے کی بنا پر اس گھاٹی کو طے کریں گے۔

Marfat.com

یہ تھے مسلمان حکمران

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حمص والوں کو لکھا کہ:

''ہمیں اپنے ہاں کے فقراء اور محتاجوں کی فہرست ارسال کرو——
تا کہ ان کے نام عطیات ارسال کیے جائیں''——

فہرست میں سب سے پہلا نام ان کے حکمران سعید بن عامر جمحی[1] کا تھا۔
جب فہرست پہنچی اور فاروق اعظم نے حمص کے حاکم کا نام فقراء کی لسٹ میں سر فہرست دیکھا—— تو دریافت کیا کہ: ''ہم انہیں مناسب مقدار میں وظیفہ دیتے ہیں، اس کے باوجود وہ فقیر اور محتاج کیوں ہیں؟''

حمص کے سفیروں نے کہا:

''جناب وہ واقعی فقیر اور نادار ہیں—— کیونکہ وہ اپنے پاس کچھ رکھتے ہی نہیں—— جو کچھ ہوتا ہے سارے کا سارا مسکینوں، فقیروں اور نادار عورتوں میں تقسیم کر دیتے ہیں—— پھر ان کے سامنے معذرت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں، میں کیا کروں؟—— جب امیر المؤمنین نے مجھے کہا کہ میں تمہیں گورنر مقرر کر رہا ہوں، میں نے کہا تھا، جناب مجھے مشقت میں نہ ڈالیں، لیکن وہ مانے ہی نہیں''——

حضرت عمر فاروق نے وفد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''ہم نے ان کو ضائع کر دیا—— ہم نے ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا''۔

۱۔ حضرت سعید بن عامر جمحی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں—— ان کا تذکرہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ ۱۲ فرفور

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”ان کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟“ —— شرکاء وفد نے بتایا کہ:

”باقی تو سب ٹھیک ہے، لیکن ہمیں ان کی چار عادتوں پر اعتراض ہے“۔

(۱)۔ وہ ہمارے پاس دن چڑھے آتے ہیں۔

(۲)۔ رات کے وقت دکھائی نہیں دیتے۔

(۳)۔ مہینے میں ایک دن غائب رہتے ہیں۔

(۴)۔ کبھی کبھی انہیں بے ہوشی کے طویل دورے پڑتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حمص کے فقراء کے لیے مناسب مقدار میں وظیفہ بھجوایا —— چار سو دینار ان کے گورنر کے لیے بھجوائے اور انہیں قسم دی کہ یہ رقم اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر صرف کریں۔

جب حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس مال پہنچا تو انہیں شدید صدمہ ہوا، جس کے آثار ان کے چہرے پر واضح طور پر دکھائی دیتے تھے —— نہایت دل گرفتہ اور غمگین حالت میں اپنے گھر میں داخل ہوئے —— ان کی اہلیہ محترمہ نے پوچھا کہ:

”مجھے آپ غم زدہ اور پریشان دکھائی دیتے ہیں —— کیا آپ کا کوئی دوست فوت ہوگیا ہے؟“ ——

حضرت سعید نے کہا: ”کاش! ایسا ہوتا“ —— انہوں نے پھر پوچھا: —— ”کیا شہر کا کوئی بڑا آدمی فوت ہوگیا ہے؟“ —— فرمایا: ”کاش! ایسا ہوتا“ —— اہلیہ نے پوچھا: ”پھر آپ کو کس بات کا صدمہ ہے؟“

حضرت سعید نے گہرا سانس لیا، پھر کہنے لگے:

Marfat.com

"مجھے رسول اللہ ﷺ کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا، آپ کی صحبت بہترین صحبت اور آپ بہترین مصاحب تھے۔

پھر مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت کی سعادت میسر آئی ـــــ ان کی رفاقت بہترین رفاقت تھی اور وہ بہترین ساتھی تھے ـــــ پھر میں عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مصاحب بنا ـــــ لیکن ان کی صحبت کچھ اچھی ثابت نہیں ہوئی۔

بیوی نے کہا: "وہ کیوں؟" دینار بیوی کے سامنے رکھتے ہوئے، ان پر نفرت و حقارت سے بھرپور نگاہ ڈالتے ہوئے کہنے لگے: ـــــ

"یہ دیکھو! انہوں نے میرے پاس کیا بھیجا ہے؟ اور مجھے کیسی سخت تاکید کی ہے؟"

بیوی نے کہا: "آپ کو ڈر کس کا ہے؟" ـــــ کہنے لگے: "مجھے، صرف تمہارا ڈر ہے کہ کہیں تم پر ان چمکتے ہوئے سکوں کا جادو نہ چل جائے" ـــــ تسلیم و رضا کی پیکر بیوی نے کہا: "میری طرف سے اطمینان رکھئے! اور جو جی میں آئے، کر گزریئے!"۔

فرط مسرت سے ان کا چہرہ جگمگا اٹھا اور مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پہ کھیلنے لگی ـــــ کہنے لگے:

"اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے ـــــ تم نے میری بڑی مشکل حل کر دی ہے ایسے کرو کہ کپڑے کا ایک ٹکڑا لاؤ" ـــــ

اس اللہ کی بندی نے سارا کمرہ چھان ڈالا، لیکن اسے کپڑے کا زائد ایک ٹکڑا نہ مل سکا ـــــ مجبوراً اس نے اپنی اوڑھنی کا ایک کنارہ پھاڑ کر پیش کر دیا ـــــ حضرت سعید نے اس میں کچھ دینار باندھے اور کہا کہ: "یہ فلاں کے گھر دے آؤ ـــــ یہ دراہم

Marfat.com

اور دینار فلاں کے گھر دے آؤ''—— یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ رہا—— پھر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی:

''اے اللہ! اس کے بعد عمر فاروق کا کوئی عطیہ میرے پاس نہ آئے!''۔

بیوی نے کہا: ''آپ یہ دعا کیوں مانگتے ہیں؟—— کیا وہ ہمیں خراج اور غنیمت کے مالِ حلال سے نہیں بھیجتے؟''—— کہنے لگے:

''وہ بھیجتے تو مال حلال ہی ہیں! لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فقراء مہاجرین، مالدار مہاجرین سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔[1]

اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا اور اس کی تمام دولت بھی مل جائے تو میں اس بات پر راضی نہیں ہوں گا کہ مجھے پہلی جماعت میں شامل نہ کیا جائے''۔

ملاقات ہونے پر حضرت فاروق اعظم نے پوچھا کہ: ''آپ ان چار عادتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟—— جن کی اہل حمص شکایت کرتے ہیں''—— کہنے لگے:

''امیر المؤمنین! انہوں نے جو کچھ کہا ہے، صحیح کہا ہے—— ان کی وجوہ بھی سن لیجئے!

(۱) میں چاشت کے وقت اس لیے گھر سے نکلتا ہوں کہ میرا کوئی خادم نہیں ہے، میری بیوی بیمار ہے—— نماز فجر کے بعد میں اس کے کام کاج سرانجام دیتا ہوں، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جاتا ہے۔

۱۔ یہ حدیث امام مسلم نے کتاب الزہد میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے: ان فقراء المهاجرين يسبقون الاغنياء يوم القيامة الى الجنة باربعين خريفا۔ اس کے علاوہ دیکھئے: الترغیب والترہیب، ج۴،ص۱۳۶۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

(۲) رات کے وقت میں لوگوں سے اس لیے ملاقات نہیں کرتا کہ میں دن بھر لوگوں کی خدمات انجام دیتا ہوں ــــــ رات کا وقت اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

(۳) مہینے میں ایک دن اس لیے گھر سے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہے ــــــ اس دن میں اسے دھوتا ہوں اور خشک ہونے پر پہن لیتا ہوں، اس لیے لوگوں سے ملاقات نہیں کر سکتا۔

(۴) بیہوشی کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خبیب[۱] بن عدی رضی اللہ عنہ میرے سامنے شہید کیے گئے، میں اس وقت کافر تھا ــــــ مجھ جب بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو دل پر چوٹ لگتی ہے ــــــ اور سینے سے ایک ہوک سی اٹھتی ہے کہ کاش! میں اس وقت اسلام لا چکا ہوتا اور ان کے دفاع کی کوشش کرتا ــــــ امیر المؤمنین! جب بھی مجھے ان کی یاد آتی ہے تو مجھ پر رنج والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے ــــــ اور میرے ہوش وحواس گم ہو جاتے ہیں'' ــــــ

یہ گفتگو سن کر فاروق اعظم اس شدت سے روئے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی ــــــ حضرت سعید کے وصال کے بعد جب بھی ان کا تذکرہ ہوتا تو فاروق اعظم پر شدید گریہ طاری ہو جاتا اور ان کے لیے دعائے رحمت ومغفرت کرتے ــــــ حضرت فاروق اعظم نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کو جمع کیا ــــــ اور انہیں کہا کہ: ''اپنی اپنی

۱۔ حضرت خبیب بن عدی بن مالک انصاری اوسی، بدر میں حاضر ہوئے ــــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں شہید کیے گئے ــــــ زمین نے ان کی نعش مبارک کو نگل لیا ــــــ ان کا لقب بلیع الارض ہوا ــــــ ''اصابہ'' کی قدر تصرف کے ساتھ ۱۲ فرفور

Marfat.com

آرزو بیان کیجئے!" ـــــ ایک صحابی نے کہا: "میری آرزو ہے کہ میرے پاس ایک لشکر ہو جسے لے کر میں دشمنان اسلام سے جہاد کروں" ـــــ دوسرے صحابی نے کہا: "میری آرزو یہ ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو، جسے میں فی سبیل اللہ خرچ کر دوں" ـــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میری آرزو یہ ہے کہ سعید بن عامر جمحی رضی اللہ عنہ ایسا کوئی گورنر ہو جسے میں مسلمانوں کے امور کا والی بنادوں" ـــــ یہ کہا اور اتنی شدت سے رو پڑے کہ بات کرنا مشکل ہوگئی ـــــ ساتھ ہی یہ کہہ رہے تھے: "رحمہ اللہ ـــــ رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے"۔

تاریخ اسلام کے دور اول میں حکمرانوں کی یہ اعلیٰ ترین مثال ہے ـــــ وہ اپنے رب کریم کی خوشنودی اور بہترین اجر وثواب حاصل کرنے کے لیے امت مسلمہ اور اسلامی مملکت کے لیے جان و مال کی قربانی دے دیتے تھے ـــــ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں بھی راضی کر دے۔

Marfat.com

امام جعفر صادق کی اپنے بیٹے کو وصیت

اور

خلیفۂ وقت ابو جعفر منصور کو نصیحت

حضرت موسیٰ بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ[۱] اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھے ـــــ امام نے انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''بیٹے! میری گفتگو کو ذہن نشین کرلو ـــــ اور میری وصیت کو دل کی گہرائی میں جگہ دو ـــــ اگر تم نے اسے یاد رکھا تو تم پیکر عادت بن کر زندہ رہو گے ـــــ اور قابل ستائش حالت میں دنیا سے رخصت ہو گے۔

بیٹے! جو اپنی قسمت پر راضی ہوگا وہ غنی ہو جائے گا ـــــ جس کی حریصانہ نگاہیں دوسروں کے مال کی طرف اٹھیں گی وہ فقیرانہ حال

۱۔ جعفر صادق، امام ابو عبداللہ جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی ابن امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب ہیں۔ رضی اللہ عنہم ـــــ ان کی والدہ ماجدہ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔ رضی اللہ عنہم ـــــ والد کی طرف سے ان کا سلسلہ نسب ابو طالب ـــــ اور والدہ محترمہ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ یعنی وہ والد کی طرف سے طالبی اور والدہ کی طرف سے بکری ہیں ـــــ ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اڑسٹھ سال کی عمر پائی ـــــ شہرت کی بلندیوں تک پہنچے ـــــ جنت البقیع میں والد ماجد کے چچا، امام حسن رضی اللہ عنہ کے قبے میں محوِ استراحت ہوئے ـــــ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ علم، زہد و تقویٰ، ورع اور اخلاق کریمانہ کی معراج کو پہنچے ہوئے تھے ـــــ اور علمی و روحانی امامت کے مقام پر فائز تھے۔ ۱۲ فرفور

Marfat.com

میں دنیا سے کوچ کرے گا ــــ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوا، اس نے اللہ کریم کے فیصلے پر نکتہ چینی کی ہے ــــ اور جو شخص دوسرے کی لغزش کو چھوٹا سمجھے گا، اس کی نظر میں اس کی اپنی غلطی نہایت سنگین ہو گی۔

بیٹے! جو شخص دوسروں کی پردہ دری کرتا ہے، اس کے گھر کی چھپانے کے قابل چیزیں برہنہ ہو جائیں گی ــــ جو شخص بغاوت کی تلوار میان سے باہر نکالے گا، اسی سے قتل کیا جائے گا ــــ جو شخص اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودے گا، خود اس میں گرے گا ــــ جو شخص بے وقوفوں کے پاس بیٹھے گا، رسوا ہو جائے گا ــــ جو شخص علماء کے پاس بیٹھے گا، وہ صاحب عزت و وقار ہو گا ــــ جو شخص برائی کے راستوں میں داخل ہو گا، اس پر تہمت لگے گی۔

بیٹے! حق بات کہو، چاہے تمہارے موافق ہو یا مخالف ــــ چغل خوری سے بچنا، کیونکہ وہ لوگوں کے دلوں میں دشمنی کا بیج بو دیتی ہے، بیٹے! اگر تم سخاوت کو تلاش کرو تو جود و سخا کی کانوں کی طرف رجوع کرنا"۔

ایک دن خلیفۂ وقت ابو جعفر منصور نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر بلایا ــــ جب آپ تشریف لائے تو اس نے کہا:

"میں آپ سے ایک مسئلے میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں ــــ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام اہل مدینہ میرے ساتھ جنگ کرنے پر متفق ہیں، میں انہیں دوبارہ مہلت دے چکا ہوں ــــ لیکن وہ باز آنے کے لیے تیار نہیں ہیں ــــ میں نے سوچا ہے کہ ایک ایسا لشکر بھیجوں جو ان

Marfat.com

کی کھجوروں کو کاٹ کر ایک جگہ ڈھیر کر دے، اور ان کے چشموں کو تباہ کرے، آپ کی کیا رائے ہے؟"——

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ خاموش رہے، ابو جعفر منصور نے کہا: "کیا بات ہے؟ آپ خاموش کیوں ہیں؟"—— امام نے فرمایا:

"امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو حکومت دی تو انہوں نے شکر ادا کیا—— حضرت ایوب علیہ السلام پر آزمائش آئی تو انہوں نے صبر کیا—— حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگی—— اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخشنے اور درگزر کرنے والوں کی اولاد سے پیدا کیا ہے"——

ان کی اس گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ ابو جعفر کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور اس نے اہل مدینہ کو سزا دینے کا فیصلہ منسوخ کر دیا—— صرف یہی نہیں، بلکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بدولت، اہل مدینہ آنے والی بہت بڑی مصیبت سے بچ گئے—— کیونکہ جب اخلاص سے معمور دل سے بات نکلے تو اس کا اثر ہو کر رہتا ہے—— سرکش نفوس اس کے آگے سرخم ہو جاتے ہیں اور اس کی رہبری کو تسلیم کر لیتے ہیں۔

دور اول کے مسلمان سوچے سمجھے بغیر قدم نہیں اٹھاتے تھے—— بلکہ دیانت دار علماء سے مشورے لیتے تھے—— اس لیے ان کا ہر اقدام صحیح اعتماد اور بصیرت پر مبنی ہوتا تھا—— یہی وجہ تھی کہ انہیں توفیق کے ساتھ ساتھ کامرانی نصیب ہوتی تھی—— اور حکمرانوں اور عوام کے درمیان مکمل موافقت اور ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔

مُسکت جواب

شاہ روم نے اپنا ایک سفیر عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور[1] کے پاس بھیجا—— جب سفیر پہنچا تو ابوجعفر منصور نے عمارہ بن حمزہ کو حکم دیا کہ اسے سواری پر لے جا کر، میرے ولی عہد مہدی کے پاس لے جاؤ، وہ رصافہ میں ہے—— یہ لوگ دریا کے پل پر پہنچے، تو سفیر نے دیکھا کہ بہت سے بھکاری اور اپاہج پل پر بیٹھے ہوئے، لوگوں سے بھیک مانگ رہے تھے—— سفیر نے ترجمان کے ذریعے عمارہ بن حمزہ سے کہا:

"تمہارے ہاں بہت بھکاری دکھائی دے رہے ہیں—— تمہارے خلیفہ کو چاہیے کہ ان پر ترس کھائے—— اور ان کی حاجات اور ضروریات کا انتظام کرے—— عمارہ نے کہا: کہ ہمارے پاس اتنے فنڈ نہیں ہیں"۔

مہدی اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوگیا—— عمارہ بن حمزہ نے خلیفہ ابوجعفر منصور کے پاس جا کر سوال و جواب کی کیفیت بیان کی—— ابوجعفر نے کہا:

"تم نے غلط جواب دیا، صورت حال وہ نہیں جو تم نے بیان کی ہے، الحمد للہ! ہمارے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے—— اسے میرے پاس حاضر کرو، میں اسے صحیح جواب دوں گا"——

سفیر کو حاضر کیا گیا تو ابوجعفر منصور نے اسے کہا کہ:

"تم نے ہمارے دوست سے جو بات کی ہے، وہ ہم تک پہنچ گئی

Marfat.com

ہے ـــــ اور اس نے جو جواب دیا ہے وہ بھی ہمارے علم میں آ گیا ہے ـــــ اس کا جواب صحیح نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے پاس مال و زر کی کوئی کمی نہیں ہے ـــــ بات دراصل یہ ہے کہ امیر المؤمنین نہیں چاہتے کہ کوئی سعادت یا دنیا و آخرت کی فضیلت تنہا خود حاصل کرلیں ـــــ اور رعایا کو اس میں شامل نہ کریں ـــــ امیر المؤمنین چاہتے ہیں کہ نادار اور مفلوج افراد، عوام الناس سے ان کے مال و دولت اور خداداد رزق سے سوال کریں ـــــ اور وہ ان کی حاجت روائی کر کے اجر و ثواب میں امیر المؤمنین کے ساتھ شریک ہوں ـــــ تاکہ غریبوں کی دستگیری، آخرت میں ان کے گناہوں کی بخشش اور نجات کا ذریعہ بنے''۔

سفیر نے ابوجعفر منصور کی گفتگو سنی تو اس نے تسلیم کیا کہ اصل بات یہی ہے ـــــ اور واقعی ابوجعفر منصور نے محتاجوں اور اپاہجوں کو لوگوں سے صدقات و خیرات کی بھیک مانگنے کی اجازت اس لیے دے رکھی ہے کہ عوام الناس بھی اس کارِ ثواب میں شریک ہوسکیں ـــــ سفیر کو یہ محسوس بھی نہ ہوسکا کہ عمارہ بن حمزہ نے مال و دولت کی قلت کا عذر پیش کر کے جس کمزوری کا اظہار کر دیا تھا، ابوجعفر نے برجستہ جواب دے کر اس کا ازالہ کیا ہے ـــــ سفیر نے کہا: ''امیر المؤمنین نے صحیح فرمایا ہے''۔ تاریخ میں یہ جواب، عظیم، مسکت جوابات میں سے شمار کیا گیا ہے۔

قاضی منذر بن سعید

ایک دن سلطان ناصر نے، قرطبہ کے محل میں وفود سے ملاقات کے لیے مجلس خاص کا اہتمام کیا ـــــ جب اعیان سلطنت اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو مختلف ممالک کے وفود کی آمد شروع ہوئی ـــــ سلطان کی خواہش تھی کہ محفل کے آغاز میں خطباء اور شعراء کھڑے ہو کر اس کے کارناموں کو خراج عقیدت پیش کریں۔

سلطان کے ولی عہد حکم نے پہلے سے خطباء کو تیار کیا ہوا تھا ـــــ اس نے سب سے پہلے سلطان کے مہمان ابو علی قالی بغدادی کا اعلان کیا ـــــ ابو علی نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجا ـــــ دربار شاہی کے رعب و دبدبے کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ مزید ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکال سکا اور بیٹھ گیا۔

اس مجلس میں اپنے دور کے عظیم عالم اور فصیح و بلیغ خطیب منذر بن سعید بھی تشریف فرما تھے ـــــ وہ از خود کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ابو علی کے سلسلۂ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے خطابت کا وہ جادو جگایا ـــــ سننے والوں کی عقلیں دنگ رہ گئیں اور ہوش و حواس مبہوت ہو گئے ـــــ جب محفل برخاست ہوئی تو لوگوں کی زبانوں پر ان ہی کی بلاغت، جادو بیانی اور حکمت و دانش کا تذکرہ تھا ـــــ سلطان ناصر سب سے زیادہ متاثر اور خوشگوار حیرت میں مبتلا تھا ـــــ اس نے اپنے بیٹے حکم سے منذر کے بارے میں دریافت کیا کہ: ''یہ کون ہے؟'' ـــــ سلطان پہلے انہیں نہیں جانتا تھا ـــــ حکم نے بتایا، یہ منذر بن سعید ہیں ـــــ سلطان نے کہا: ''انہوں نے اپنا مافی الضمیر

Marfat.com

بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ سلطان نے انہیں قرب خاص سے نوازا، پہلے انہیں قصر زہراء کی جامع مسجد کا امام اور خطیب مقرر کیا۔۔۔۔۔۔ پھر قرطبہ کا قاضی بنا دیا۔

قاضی منذر بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ احکام الٰہیہ پر سختی سے کاربند تھے۔۔۔۔۔۔ حق اور عدل و انصاف کے قائم کرنے، ظلم اور باطل کے خاتمے کے لیے پیش پیش رہتے۔۔۔۔۔۔ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے۔۔۔۔۔۔ انہیں کلمۂ حق کہنے سے کسی کی ملامت روک نہیں سکتی تھی۔

سلطان ناصر کے منہ پر کسی خوف اور خطرے کے بغیر، برملا نصیحت اور تنبیہہ آمیز باتیں کہہ دیتے تھے۔۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں ان کے کئی واقعات مشہور و معروف ہیں۔۔۔۔۔۔ ایک واقعہ آپ بھی چشم حیرت سے پڑھیے۔

سلطان ناصر کو تعمیرات کا جنون کی حد تک شوق تھا۔۔۔۔۔۔ وہ ایسی پرشکوہ عمارتیں تعمیر کرنا چاہتا تھا جو رہتی دنیا تک اس کی شاہی شان و شوکت اور بلند ہمتی کی یادگار رہیں۔۔۔۔۔۔ جب اس نے قصر زہراء تعمیر کروایا تو اس کا دور دور تک چرچا ہوا۔۔۔۔۔۔ اس نے محلات کی مضبوطی اور مکانوں کی آرائش و زیبائش پر تمام تر توانائی صرف کر دی۔۔۔۔۔۔ عمارات کی پختگی اور زیب و زینت پر اتنی بھرپور توجہ دی کہ مسلسل تین جمعے، جامع مسجد میں ادا نہ کر سکا۔

چوتھے جمعہ کو جامع مسجد میں پہنچا تو قاضی منذر نے سلطان کو وعظ و نصیحت اور تنبیہ کرنے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔۔ چنانچہ انہوں نے خطبے کا آغاز کرتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ آيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا

Marfat.com

اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ O[1]

''کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو، راہ گیروں سے ہنسنے کو —— اور مضبوط محل چنتے ہو، اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے —— اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بے دردی سے گرفت کرتے ہو، —— تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو'' —— (کنز الایمان)

پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

وَلَوْلَا اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ O[2]

''اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی دین پر ہو جائیں —— تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے گھروں کے لیے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے —— جن پر وہ چڑھتے''۔

پھر ارشادِ ربّانی کی تلاوت کی:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَّالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی۔[3]

''تم فرمادو، دنیا کا ساز و سامان تھوڑا ہے —— اور آخرت پرہیزگاروں کے لیے اچھی ہے''۔

آخرت ہی ہمیشہ رہنے اور جزا کی جگہ ہے —— پھر انھوں نے زوردار گفتگو اور دل نشین پیرائے میں پختہ عمارتیں بنانے اور ان کی آرائش و زیبائش پر فضول خرچی کی شدید مذمت کی —— موقع کی مناسبت سے موت کا ڈر سنایا —— نفسانی لذتوں اور

۱۔ القرآن، سورۃ الشعراء ۲۶/۱۲۹

۲۔ القرآن، سورۃ الزخرف ۴۳/۳۳

۳۔ القرآن، سورۃ النساء ۴/۷۷

خواہشوں سے اعراض اور دنیا سے بے نیازی کی رغبت دلائی ـــــ اور موضوع کی تائید و تقویت کے لیے احادیث اور آثار کا حوالہ دیا ـــــ ان کی پرسوز گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ لوگ خوف اور خشیت کے غلبے کی بنا پر زار و قطار رونے لگے ـــــ اور اعلانیہ توبہ استغفار کرنے لگے ـــــ سب سے زیادہ سلطان ناصر پر خشیت طاری ہوئی اور وہ بلک بلک کر رونے لگا ـــــ اس نے واضح طور پر محسوس کیا کہ دراصل مجھے ہی نصیحت کرنا مقصود ہے ـــــ وہ اپنی جانب سے افراط و تفریط کے صادر ہونے پر نادم تو ہوا ـــــ لیکن قاضی منذر کے سرزنش کرنے پر غضبناک بھی بہت ہوا،

تنہائی میں اپنے بیٹے حکم کے سامنے اظہار خیال کرتے ہوئے کہنے لگا: ـــــ

''منذر نے جان بوجھ کر اپنے خطبے میں مجھے اور صرف مجھے نشانہ بنایا ہے ـــــ اس نے بھرے مجمع میں مجھے زجر و توبیخ کا ہدف بنانے میں حد سے تجاوز کیا ہے'' ـــــ

پھر قسم کھا کر کہنے لگا کہ: ''میں اس کے پیچھے کبھی جمعہ نہیں پڑھوں گا'' ـــــ

چنانچہ اس نے قصر زہراء میں جمعہ پڑھنا ترک کر دیا ـــــ قرطبہ میں احمد بن مطرف کے پیچھے نماز پڑھنے لگا۔

سلطان کے بیٹے نے کہا:

''جب قاضی منذر آپ کو پسند نہیں ہے تو اسے مصلائے امامت سے برطرف کر کے اس کی جگہ کسی دوسرے امام کو کیوں نہیں مقرر کر دیتے؟'' ـــــ

سلطان نے اسے سخت ڈانٹ پلائی اور کہا:

Marfat.com

''تیری ماں نہ رہے! ـــــ کیا میانہ روی سے بھٹکنے والے اور راہ ہدایت سے برگشتہ ہونے والے نفس کو راضی کرنے کے لیے منذر بن سعید جیسے صاحب علم و فضل اور پیکر خیر و تقویٰ کو معزول کیا جاسکتا ہے؟ ـــــ مجھے شرم آتی ہے کہ میں نماز جمعہ میں اپنے اور اپنے اللہ تعالیٰ کے درمیان منذر جیسے مجسمۂ صداقت و پرہیزگاری کو اپنا سفارشی نہیں بناتا ـــــ لیکن کیا کروں؟ اس نے مجھے مصیبت میں ڈال دیا، تو میں قسم کھا بیٹھا ـــــ کاش، کوئی صورت ہوتی تو میں اپنی حکومت قربان کر کے قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ـــــ ان شاء اللہ! جب تک ہماری اور ان کی زندگی ہے وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے ـــــ میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں کبھی ان سے بہتر خطیب بھی مل سکتا ہے''۔

یہ تھی مسلمان سلاطین اور امراء کی عادت کریمہ ـــــ جب ان سے خطا سرزد ہو جاتی اور کوئی عالم یا خطیب انہیں نصیحت کرتا ـــــ تو وہ خواہش نفس اور گمراہی سے رجوع کر لیتے ـــــ حق کے آگے سر تسلیم و رضا خم کر دیتے ـــــ اور انہیں جو نصیحت کی جاتی تھی اسے برا نہیں مناتے تھے۔

صرف قرطبہ میں ۹۷۰ھ میں نادار افراد کو مفت تعلیم دینے کے لیے خود مختار مدارس کی تعداد ستائیس سے زیادہ تھی ـــــ جہاں غریب طلباء کو داخلہ دیا جاتا، اور ان کی تعلیم و تربیت اور دیگر ضروریات کا مفت انتظام کیا جاتا تھا۔ (معجم الادباء، کسی قدر تصرف کے ساتھ)

Marfat.com

تاریخِ اسلام کی مایہ ناز خاتون

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانون نے دمشق کا شدید محاصرہ کیا—— رومی اس محاصرے کی سختی سے زچ ہو کر رہ گئے—— دمشق کا سربراہ شاہ روم، ہرقل کا خسر توما تھا—— وہ شہر کے ایک دروازے باب توما پر آیا، اس نے بڑے بڑے جرنیلوں اور حواریوں کو اکٹھا کیا—— انجیل لاکر صلیب کے پاس لٹکا دی—— اور گڑگڑا کر اپنے رب سے دعا مانگی کہ: ''ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما''۔

توما نے قلعے سے باہر نکل کر خوفناک حملہ کیا—— مسلمانوں پر پتھروں اور تیروں کی بارش کر دی—— ان کی آنکھوں، گردنوں اور سینوں کو نشانہ بنایا—— اس کاروائی میں بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا اور زخمی کر دیا—— زخمیوں میں مشہور صحابی، حضرت ابان بن سعد بن عاصی رضی اللہ عنہ بھی تھے—— انہیں ایک تیر نے گھائل کر دیا، جس کے نتیجے میں وہ شہادت کا مرتبۂ عظمیٰ پا گئے۔

ان کی نئی نئی شادی چچا زاد خاتون سے ہوئی تھی—— جس کے ہاتھوں سے ابھی مہندی کا رنگ اور سر سے عطر کی خوشبو بھی زائل نہیں ہوئی تھی—— وہ خاتون بڑی دلیر، غیرت مند اور فصیح و بلیغ تھیں—— انہیں جب اپنے محبوب شوہر کی شہادت کی اطلاع ملی تو صدمے سے نڈھال ہو گئیں—— لڑکھڑاتے قدموں سے تیز تیز چلتی ہوئی، خون شہادت سے نہائی ہوئی، شوہر کی میت کے پاس پہنچیں۔—— اور ان کے سر کے پاس کھڑی ہو کر کربناک نگاہوں سے انہیں دیکھا، لوگ منتظر تھے کہ دیکھیں کیا کہتیں

Marfat.com

ہیں؟ —— لیکن انہوں نے حیرت انگیز صبر کا مظاہرہ کیا اور کمال ہمت سے صدمے کو برداشت کیا —— حاضرین کے کانوں تک ان کے صرف کلمات ہی پہنچ سکے —— انہوں نے اپنے شہید شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

> ''تمہیں مرتبۂ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مبارک ہو! تمہیں جو بلند ترین اعزاز دیا گیا ہے، اس پر میں تمہیں ہدیہ تہنیت پیش کرتی ہوں —— جس رب کریم نے ہمیں یکجا کیا، پھر ہمارے درمیان فراق کی دیوار کھڑی کردی، تم اسی کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے ہو —— میں تمہاری ملاقات کی حسرت رکھتی ہوں اور تم تک پہنچنے کے لیے پوری توانائی صرف کردوں گی —— تمہارے بعد مجھ پر حرام ہے کہ کسی دوسرے مرد کو چھونے کی اجازت بھی دوں —— میں نے تم تک پہنچنے کے لیے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کردیا ہے —— اور مجھے امید ہے کہ میں جلد اپنے مقصد میں سرخرو ہوں گی''۔

پھر اسی جگہ ان کی قبر تیار کی گئی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں سپرد لحد کردیا گیا —— دفن کرنے کے بعد، وہ جاں باز خاتون قبر پر نہیں ٹھہریں —— بلکہ ہتھیار سنبھالے اور جا کر مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوگئیں —— حضرت خالد بن ولید کو بھی اطلاع نہیں دی، کہیں وہ روک نہ دیں —— لوگوں سے پوچھا: ''میرے شوہر کس دروازے پر شہید کیے گئے تھے'' —— انہیں بتایا گیا کہ باب توما پر، وہ سیدھی اس دروازے پر پہنچیں اور میدان جنگ میں داد شجاعت دینے والوں میں شامل ہوگئیں۔

انہوں نے شدید حملہ کیا اور ایسی ہولناک جنگ لڑی، جس کی مثال دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی تھی ـــــ وہ تیر اندازی میں بے مثال مہارت رکھتی تھیں ـــــ ان کے پاس مضبوط کمان بھی تھی اور تیروں سے بھرا ہوا ترکش بھی تھا ـــــ انہوں نے صلیب بردار کو تیر مارا جو سیدھا جا کر اس کی کلائی میں پیوست ہو گیا ـــــ جواہر و یواقیت سے مرصع کی ہوئی صلیب، اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔

یہ صورت حال دیکھ کر توما غصے سے پاگل ہو گیا اس نے اپنی پیٹی کسی ـــــ تلوار میان سے باہر نکالی اور لشکر کو عام حملے کا حکم دے دیا، دربان کو حکم دیا ـــــ دروازہ کھول دو ـــــ اور خود ٹڈی دل لشکر کی قیادت کرتا ہوا، قلعے سے باہر نکل آیا ـــــ عیسائیوں نے مسلمان مجاہدین پر پتھروں اور تیروں کی بوچھاڑ کر دی ـــــ توما نے صلیب واپس لینے کے لیے حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا ـــــ حضرت ابان کی اہلیہ محترمہ نے اسے حملہ کرتے ہوئے دیکھا ـــــ تو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو نقصان نہ پہنچا دے ـــــ انہوں نے نشانہ لے کر تیر مارا جس سے اس کی دائیں آنکھ پھوٹ گئی ـــــ اور تیر اس کی آنکھ میں گہرا پیوست ہو گیا ـــــ وہ چیخ اٹھا: ''ہائے مر گیا'' اور چلاتا ہوا الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا ـــــ اس شیر دل خاتون کا تو ارادہ تھا کہ ایک اور تیر مار کر اسے جہنم رسید کر دیں ـــــ لیکن رومیوں نے انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے حملہ کر دیا ـــــ مسلمان مجاہدین نے انہیں فوراً اپنے حصار میں لے لیا۔

جب وہ خطرے کی حدود سے باہر آئیں تو پھر دشمنوں پر تیر برسانے لگیں ـــــ ان کا نشانہ اس غضب کا تھا کہ کوئی تیر زمین پر نہیں گرتا تھا ـــــ اسی اثناء میں انہوں نے ایک رومی سپہ سالار کو دیکھا، علامات کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے لشکر کا

Marfat.com

کمانڈر ہے—— وہ سب عیسائیوں سے آگے آگے تھا، اس پیکر شجاعت خاتون نے تاک کر اسے تیر مارا جو اس کے سینے کے آر پار ہو گیا—— اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر گیا ادھر مسلمان مجاہدین نے بھرپور حملہ کر دیا—— نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن بری طرح شکست کھا کر بھاگ گیا—— اور باب توما کے پاس جا کر پناہ لی۔

توما ذلیل و خوار ہو کر دمشق میں داخل ہوا اور قلعے کے دروازے بند کر لیے—— عیسائی طبیبوں نے توما کی آنکھ سے تیر نکالنے کی سر توڑ کوشش کی، مگر ناکام رہے—— آخر تھک ہار کر بیرونی حصہ کاٹ دیا اور باقی آنکھ ہی میں پیوست رہنے دیا—— مجاہدین اسلام کی ہیبت نے رومی عیسائیوں کے دلوں کی شریانوں کو کاٹ کر رکھ دیا—— ان کے لیڈروں نے انہیں جنگ پر بہت اکسایا—— لیکن وہ کسی طرح بھی میدان جنگ میں اترنے کے لیے تیار نہ ہوئے—— انہوں نے لرزتے کانپتے دلوں کے ساتھ بند دروازوں کے پیچھے، بیٹھے رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

یہ ہے تاریخ اسلام کے دور اول کی جوان سال خاتون—— جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظیم درسگاہ میں تعلیم حاصل کی—— آپ کی تعلیمات پر عمل کیا اور دانش کدۂ مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ، شاندار اسلامی فتح کی صورت میں دکھا دیا—— ایسی شعلۂ جوالہ اور پیکر حریت خاتون کے بیٹوں کا حق ہے کہ پوری دنیا پر حکمرانی کریں—— ایسی باغیرت وحمیت ماؤں کے شکموں سے جنم لینے والے سپوتوں ہی کا کام ہے کہ وہ ظالم و جابر حکمرانوں کے تختوں کی بنیادیں ہلا دیں—— اور زندۂ جاوید ہو جائیں۔

Marfat.com

قومی درد رکھنے والا قائد

''امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے انعامات حاصل کرنے کے لیے صحراؤں کو عبور نہیں کیا ـــــ اور نہ ہی اس مقصد کے لیے صبح و شام سفر کی صعوبتیں برداشت کی ہیں ـــــ میں جن لوگوں کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں، ان کی ضروریات کے علاوہ میری کوئی ذاتی ضرورت نہیں ہے''۔

یہ تھے وہ کلمات جو احنف بن قیس تمیمی نے اس وقت کہے ـــــ جب وہ اپنے ساتھیوں، جرنیلوں اور خاص طور پر بصرہ کے باشندوں کے ایک وفد کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ـــــ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی جرأت، صاف گوئی اور فصیح گفتگو سے متاثر ہو کر انہیں انعام دینے کا حکم دیا۔

پھر وفد سے پوچھا، کہ تمہارے کچھ مطالبات ہوں تو بتاؤ؟ ـــــ انہوں نے کہا کہ:

''عوام الناس کی ضروریات کا تو آپ خود انتظام فرمائیں گے ـــــ ہمارے کچھ خصوصی مطالبات ہیں، اگر آپ پسند فرمائیں تو ان پر غور فرمائیں''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبات پورے کر دیے ـــــ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سب سے آخر میں بیٹھے تھے ـــــ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا ـــــ کہ تمہارا کوئی کام ہو تو بتاؤ ـــــ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا:

امیر المؤمنین! مصر کے مجاہدین، فرعون اور اس کے ساتھیوں کی

Marfat.com

منزلوں میں قیام پذیر ہیں ـــــ یعنی مصر کے پھل کھاتے ہیں اور دریائے نیل کے پانی سیراب ہوتے ہیں۔

شام کے فاتحین قیصر کے محلات میں رہائش اختیار کر چکے ہیں ـــــ یعنی ملک شام کی خیرات و برکات اور اس کے میٹھے پانیوں سے متمتع ہو رہے ہیں۔

اہل ایران اور اہل کوفہ یعنی بنو تمیم وغیرہم ـــــ کسریٰ کے محلات میں زندگی بسر کر رہے ہیں ـــــ اور نہروں کے میٹھے پانیوں سے شادکام ہو رہے ہیں۔

لیکن اہل بصرہ، یعنی میری قوم بنو تمیم کے مجاہدین، اہواز میں مصروف جہاد ہیں ـــــ وہ ایسے ناخوشگوار علاقے میں ہیں، جہاں کی مٹی خشک نہیں ہوتی ـــــ چراگاہوں میں گھاس کا نام و نشان نہیں ہے ـــــ اس کا ایک کنارہ سمندر سے ملتا ہے تو دوسرا کنارہ صحراء میں ہے" ـــــ

انہوں نے انتہائی تفصیل کے ساتھ اپنا مؤقف پیش کیا۔

حضرت عمر فاروق نے وفد کے باقی افراد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"تم نے ان جیسا بننے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ ـــــ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ واقعی قائد ہیں" ـــــ

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کے زور بیان، اخلاص اور سلامت فکر سے حیرت آمیز مسرت حاصل ہوئی ـــــ تب انہوں نے اس انعام کی پیشکش کی جس کا ذکر ابتدا میں کیا گیا ہے ـــــ لیکن احنف رضی اللہ عنہ نے معذرت کے ساتھ اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ـــــ اور کہا: "اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے اس مقصد کے لیے لق و دق صحراء طے

Marfat.com

نہیں کیے"۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں ان کی قدر و منزلت بے انتہا زیادہ ہوگئی ـــــ انہوں نے محسوس کیا کہ یہ شخص بہترین صلاحیتوں کا مالک ہے اور مستقبل میں یہ بلند ترین مقام پر فائز ہوگا ـــــ آئندہ واقعات نے ان کی فراست کے فیصلے پر مہر تصدیق ثبت کردی ـــــ اور احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے خراسان وغیرہ بڑے بڑے شہر فتح کیے۔

جس طرح احنف رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انعام قبول نہیں کیا ـــــ اسی طرح بلخستان کی فتح کے موقع پر پیش کیے جانے والے عظیم تحائف بھی ٹھکرا دیئے ـــــ ان کی خدمت میں بڑی مقدار میں سونے چاندی کے برتن، کپڑے اور ساز و سامان پیش کیا گیا ـــــ تو انہوں نے فرمایا: "یہ ڈھیروں کے حساب سے مال کیوں لائے ہو؟"

تحائف پیش کرنے والوں نے بتایا کہ:

"یہ ہمارا معمول ہے ـــــ ہم عید کے مواقع پر اپنے حکمرانوں کو اس قسم کے تحفے تحائف پیش کیا کرتے ہیں" ـــــ

حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے کہا: "ہمیں تم سے صرف جزیہ لینے کا حق ہے، اور وہ ہم نے وصول کرلیا ہے" ـــــ پر زور اصرار کے باوجود کچھ بھی لینے پر تیار نہ ہوئے، اور سب تحفے واپس کردیئے۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ ۶۷ھ میں بصرہ میں راہی دار بقاء ہوئے ـــــ بصرے کے تمام باشندے اپنے محبوب قائد کے جنازے کے ساتھ روانہ ہوئے ـــــ امیر بصرہ گلے میں تلوار حمائل کیے ہوئے، چادر اوڑھے، بغیر آگے آگے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے ـــــ "آج ہم سے حزم و احتیاط اور دانش و فکر کا پیکر رخصت ہوگیا"۔

--------✿--------

میرے اہل وعیال اللہ تعالیٰ کے سپرد

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسانی نفوس کے مقاصد متعین کرنے میں تعلیم و تربیت کا بڑا حصہ ہے —— یہ تربیت ہی ہے جو انہیں صحیح راستے پر گامزن کرتی ہے —— اور ان کی کج روی کو دور کر کے انہیں صراط مستقیم پر چلاتی ہے —— ان کی ذوات میں ودیعت کیے گئے بہترین اخلاق کی بدولت ان کا روشن مستقبل مزید تابناک ہو جاتا ہے —— اور ان سے مسرت بخش پھلوں کے جوڑے حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جب خلیفہ نہیں بنے تھے —— اس وقت ان کی ملکیت میں یمامہ کے علاقے میں سہلہ نامی گاؤں تھا —— وہاں سے وافر مقدار میں غلہ ان کے پاس آتا تھا —— جس سے وہ اپنے اہل وعیال سمیت خوشحال زندگی بسر کرتے تھے۔

ملت اسلامیہ کے اکثر حکمرانوں کی روایت یہ رہی ہے کہ اقتدار میں آنے کے بعد —— پہلے کی نسبت ان کا انداز زندگی بدل جاتا ہے —— مثلاً! حکومت میں آنے سے پہلے وہ ایثار وقربانی کی شاندار مثال ہوتے ہیں —— امت مسلمہ اور اپنے وطن کی خدمت کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں —— مگر جونہی کرسی اقتدار میسر آتی ہے ایثار وقربانی مستعدی اور عوامی بھلائی کے تمام وعدے بھول جاتے ہیں۔

لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ میں موجود حکمرانوں کے برعکس تبدیلی آئی —— جب وہ مسند خلافت پر فائز ہوئے تو ان میں ایک نفسیاتی انقلاب برپا

ہوگیا—— جس نے ان کی سابقہ زندگی کا دھارا بدل دیا—— پہلے جس دولت و راحت، خوشحالی اور اپنی ذات کی محبت کے اسیر تھے، اسے یکسر خیر باد کہہ دیا—— اب انہوں نے امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ خوشحالی فراہم کرنے، اور اسے نقصانات سے بچانے کے لیے محنت و مشقت، اور شب بیداری کو اپنا نصب العین بنالیا—— اس سلسلے میں انہوں نے راحت ولذت اور تمام ذاتی خواشہات کو قربان کردیا۔

انہوں نے اپنی ذات سے انقلاب کا آغاز کیا—— ان کے دل میں یہ بات آئی کہ مجھے سہلہ نامی گاؤں، مسلمانوں کے بیت المال کو واپس کردینا چاہئے—— انہوں نے سوچا کہ میں لوگوں کو انصاف کرنے، ظلم کے خاتمے اور امت مسلمہ کی بھلائی کے لیے کوشش کرنے کا حکم کیسے دے سکتا ہوں؟—— جب کہ میرے پاس ایک ناجائز گاؤں ہے، جو مجھے پہلوں سے وراثت میں ملا ہے—— اللہ تعالیٰ کی قسم! میرا دعویٰ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا جب تک کہ میں اسے اپنے اوپر نافذ نہیں کروں گا—— امت مسلمہ حکمرانوں کی تقریروں کو نہیں دیکھتی، بلکہ ان کے کردار اور کردار کے نتائج کو دیکھتی ہے۔

اس لیے انہوں نے حتمی فیصلہ کیا کہ سہلہ نامی گاؤں بیت المال کو واپس کردینا چاہئے—— تاکہ اس سے مسلمان فقراء اور عوام کو فائدہ ہو—— چاہے اس کے نتیجے میں حوصلہ شکن فقر و فاقہ اور معاشی تنگی کا ہی سامنا کرنا پڑے۔

اس سلسلے میں انہوں نے خوب اچھی طرح غور کیا، یہاں تک کہ واضح نتیجے تک پہنچ گیا، پختہ عزم کرلیا—— اپنے آزاد کردہ غلام مزاحم کو بلایا اور اسے کہا کہ:

''میں نے اپنے دل میں ایک فیصلہ کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بھی بتا دوں—— ابھی تک میں نے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں

کیا"——

اس نے پوچھا: "وہ کیا فیصلہ ہے؟"—— آپ نے فرمایا:

"سہلہ نامی نگاؤں کو تم جانتے ہی ہو میں نے طے کرلیا ہے——

کہ اسے مسلمانوں کے بیت المال کے سپرد کردوں"۔

تمہاری رائے کیا ہے؟—— مزاحم نے دہشت وحیرت اور غم والم کی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا—— اور دل میں سوچا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کے اہل وعیال کا ذریعۂ معاش تو سہلہ ہی ہے—— اسے یہ کیسے واپس کریں گے؟—— وہ کچھ دیر تو خاموش رہ کر سوچتا رہا کہ کیا جواب دے؟—— اس کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ وہ صاف صاف لفظوں میں دل کی بات زبان پر لے آئے۔

تاہم اس نے جرأت کر کے پوچھ ہی لیا:—— "کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے اہل وعیال اور کنبے کے افرا کتنے ہیں؟"—— اس نے ایک ایک کر کے چھوٹے بڑے تمام افراد گنوادیئے—— وہ انہیں بتانا چاہتا تھا کہ آپ نے جو عزم کیا ہے، اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟—— اب وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا جواب سننا چاہتا تھا—— اس کا خیال تھا کہ میں نے بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر کر کے، ان کی شفقت اور شعور کے دروازے پر دستک دے دی ہے—— لہٰذا، اولاد کی شفقت اور محبت کی بنا پر اپنے فیصلے پر ضرور نظر ثانی کریں گے۔

لیکن اس نے چشم حیرت سے دیکھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے ہیں، جنہیں وہ اپنی انگلیوں سے پونچھ رہے ہیں—— اور نہایت دھیمی آواز میں چند کلمات کہہ رہے ہیں—— تاریخ نے وہ کلمات اپنے صفحات میں سنہرے حرفوں میں محفوظ کردیئے ہیں—— اور وہ صحیح ایثار وقربانی کی اعلیٰ

Marfat.com

ترین مثال ہیں ـــــ وہ سوز و گداز میں ڈوبے ہوئے تیقن بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے:

''میں انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں
میں انہیں اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں''

مزاحم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر حیرت و تعجب میں ڈوب گیا، اس نے سوچا کہ میں کیا کروں؟ ـــــ معاً، اسے خیال آیا کہ مجھے اس معاملے کی خبر ان کے بیٹوں کو دینی چاہیے ـــــ وہ ان کے ارادے کے آگے رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

چنانچہ وہ بعجلت تمام، ان کے بیٹے عبدالملک کے پاس گیا ـــــ اور اسے جا کر کہا: ''آپ جانتے ہیں کہ آپ کے والد گرامی نے آج کیا فیصلہ کیا ہے؟'' ـــــ اس نے کہا: ''مجھے تو کچھ خبر نہیں ہے'' ـــــ کہنے لگا:

''وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری روزی اور معیشت کا سرچشمہ سہلہ، مسلمانوں کے بیت المال کے سپرد کردیں ـــــ وہ اپنے اس عزم پر مصر رہے اور انہوں نے اپنا فیصلہ نافذ کردیا، تو تمہارے کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں بچے گا''۔

عبدالملک نے پوچھا کہ: ''جب انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا تھا تو تم نے کیا کہا تھا؟'' کہنے لگا:

''میرا کیا پوچھتے ہو؟ ـــــ واللہ! میں نے انہیں اہل و عیال اور خویش و اقارب میں سے ایک ایک کی یاد دلائی ـــــ تاکہ چھوٹے بڑے افراد، بیٹوں اور بیٹیوں کے لیے، ان کے دل میں محبت و شفقت اور پدرانہ گداز موجزن ہو جائے'' ـــــ

Marfat.com

عبدالملک نے پوچھا: ''پھر انہوں نے کیا کہا؟'' ——— کہنے لگا:

''کچھ نہ پوچھیے! میں نے ان کی طرف دیکھا، تو ان کی آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی ہوئی تھی ——— وہ اپنے ہاتھوں سے آنسو صاف کر رہے تھے، اور پست آواز سے کہہ رہے تھے:

اَکِلُهُمْ اِلَى اللّٰهِ اَکِلُهُمْ اِلَى اللّٰهِ

میں انہیں کائنات کے پالنہار کے سپرد کرتا ہوں
میں انہیں اپنے رب کریم کے حوالے کرتا ہوں''۔

فرطِ غضب سے عبدالملک کا چہرہ سرخ ہو گیا ——— غصے سے بے قابو ہوتے ہوئے کہنے لگا: ''تو دین کا برا وزیر ہے، تو بہت ہی برا دینی وزیر ہے''۔

پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے، اپنے عظیم والد کی طرف روانہ ہو گیا ——— جاتے ہی دربان کو کہنے لگا: ''مجھے انتہائی ضروری کام ہے، لہٰذا! والد گرامی سے میرے لیے حاضری کی اجازت لو'' ——— دربان نے کہا: ''جناب! وہ بری طرح تھکے ہوئے ہیں، اور ابھی ابھی دوپہر کے آرام کے لیے لیٹے ہیں'' ——— عبدالملک نے اصرار کیا کہ: ''میں اسی وقت ملاقات کرنا چاہتا ہوں، اس لیے فوری طور پر اجازت طلب کرو'' ——— دربان کو غصہ تو بہت آیا، کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ عمر بن عبدالعزیز تھکاوٹ کے ہاتھوں نڈھال ہیں ——— اور اس وقت انہیں آرام کی سخت ضرورت ہے ——— تاہم، اس نے غصے پر قابو پاتے ہوئے ملائمت سے کہا:

''آپ لوگوں کو ان پر کچھ ترس نہیں آتا؟ ——— آپ کے والد ماجد معمولی استراحت کے لیے دن رات میں صرف اس گھڑی ہلکی سی نیند لیتے ہیں ——— اور آپ ہیں کہ انہیں اس وقت بھی آرام نہیں

Marfat.com

کرنے دیتے"۔۔۔۔۔۔

عبدالملک کا پارہ چڑھ گیا، اس نے ڈانتے ہوئے بلند آواز سے کہا: "تمہاری ماں نہ رہے! جاؤ، جا کر میرے لیے اجازت حاصل کرلو"۔۔۔۔۔ دربان نے بھی تندی دکھائی، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کی آوازوں کا شور سنا تو اندر سے آواز دی: "عبدالملک کو آنے دو"۔

عبدالملک بڑے پرسکون انداز میں والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔۔۔۔ اور مؤدبانہ سلام عرض کرنے کے بعد کہنے لگا: "ابا جان! آج آپ نے کیا عزم کیا ہے؟"۔۔۔۔۔ حضرت عمر نے فرمایا: "بیٹے! میرا ارادہ یہ ہے کہ سہلہ مسلمانوں کے بیت المال کو واپس کردوں"۔۔۔۔۔ ان کا خیال تھا کہ میرا بیٹا اس فیصلے کے خلاف بات کرنے آیا ہے، جو بہت سے وارثوں کے مفادات سے میل نہیں کھاتا۔۔۔۔۔ مگر عبدالملک نے بعجلت تمام کہا:

"ابا جان! ہرگز تاخیر نہ کیجئے، اور اپنے فیصلہ کو عملی جامہ پہنا دیجئے!۔۔۔۔۔ ابھی اٹھئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں جو کچھ القاء کیا ہے، اس کا اعلان کردیجئے۔۔۔۔۔ کیونکہ آپ کے الہامی عزم میں بھلائی ہی بھلائی ہے"۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے پاکیزہ کلمات سنے تو فرط مسرت سے ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ پڑے۔۔۔۔۔ انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان الفاظ سے ہدیۂ تشکر پیش کیا۔

"بے حد وحساب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے ایسی اولاد عطا فرمائی جو دینی معاملات۔۔۔۔۔ اور مسلمانوں کے مفادات میں

Marfat.com

میری معاون و مددگار ہے۔

بیٹے! تم نے صحیح کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق خیر عطا فرمائے اور ہر مصیبت سے محفوظ رکھے—— میں نماز ظہر پڑھ کر برسر منبر سہلہ کے واپس کرنے کا اعلان کروں گا، تاکہ خلیفہ کا یہ عمل دوسروں کے لیے بہترین راہنما ثابت ہو، اور وہ بھی اس کے مطابق عمل پیرا ہوں“——

عبدالملک نے کہا:

”ابا جان! زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس کی کیا ضمانت ہے کہ آپ نماز ظہر تک زندہ رہیں گے؟—— اور اگر آپ زندہ بھی رہے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ظہر تک آپ کی نیت برقرار رہے گی؟—— اور آپ تردد کا شکار ہوکر اپنا فیصلہ منسوخ نہیں کردیں گے؟“

حضرت عمر کے جذبات تشکر کی طرح فرحت و انبساط کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا—— انہیں ایسی روحانی سعادت کا احساس ہوا جس کا مقابلہ کوئی سعادت نہیں کرسکتی—— انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ جنت الفردوس میں محوخرام ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نماز ظہر پڑھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے—— اور عوام وخواص کے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”تم سب گواہ ہوجاؤ! میرے پاس جو سہلہ تھا، میں نے وہ مسلمانوں کے بیت المال کو واپس کیا—— میں الہام فرمانے والے رب کریم جل شانہ کا شکر بے پایاں ادا کرتا ہوں، کہ اس نے مجھے ایسی طیب و

طاہر اولاد عطا کی ہے جو دینی امور اور عامۃ المسلمین کے مفادات میں میرے دست و بازو ہیں"۔

یہ تھی اسلامی تربیت جو بچوں کے دلوں میں فضیلت اور ایثار و قربانی کی تخم ریزی کرتی تھی —— چنانچہ جب بچے جوان ہوتے تھے تو وہ اوصاف حمیدہ اور نیکی کے پیکر بن جاتے تھے —— وہ سخت ترین احتیاج اور ناداری کے باوجود، دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے تھے —— اگرچہ انہیں تنگ دستی اور فقر و فاقہ سے واسطہ پڑتا، تاہم وہ اپنے والد اور رشتے داروں کو ایثار و قربانی کی تلقین کرتے تھے —— اور ان کا مقصد زندگی، اور عزم صرف اور صرف، ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود ہوتا تھا۔

الحمدللہ آج بروز پیر

۲۵ محرم ۱۴۱۳ھ

۲۷ جولائی ۱۹۹۲ء

کو "من نفحات الخلود" کا ترجمہ مکمل ہوا

Marfat.com

ضمیمہ از مترجم:

اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار کرنے والے کی سربلندی

تواضع زگردن فرازاں نکوست

جن دنوں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر تھے ــــــ ایک شخص ملک شام سے آیا، اس کے پاس ڈھیر سارا مال تھا ــــــ اس کی نظر حضرت سلمانؓ پر پڑی ــــــ بھاری جسم، دراز قد، طاقتور اور محنتی ــــــ اس نے سوچا کہ یہ قلی ہے ــــــ انہیں بلا کر کہا کہ: ''یہ سامان اٹھا کر میرے ساتھ چلو'' ــــــ حضرت سلمان فارسی نے اس شخص کا سامان اٹھانے میں کچھ بھی عار محسوس نہیں کی ــــــ سامان اٹھائے ہوئے جا رہے ہیں ــــــ چند افراد نے آگے بڑھ کر کہا: ''جناب گورنر! ہم یہ سامان اٹھا لیتے ہیں''۔

سامان کے مالک نے انہیں گورنر کے لقب کے ساتھ پکارتے ہوئے سنا، تو حیران رہ گیا ــــــ ایک شخص سے پوچھا کہ: ''یہ کون ہیں؟'' ــــــ اس نے کہا کہ: ''یہ گورنر ہیں'' ــــــ وہ شخص شرم و حیا سے پانی پانی ہو گیا ــــــ اس نے شدید افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ــــــ

''جناب! میں آپ سے واقف نہیں تھا ــــــ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے، میرا سامان دے دیجئے!''۔

حضرت سلمان فارسی نے فرمایا کہ: ''میں تمہارا سامان تمہارے گھر پہنچائے بغیر نہیں دوں گا'' ——اور فرمایا کہ:

''میں نے یہ کارِ خیر تین مقاصد کے پیشِ نظر کیا ہے۔

(۱) تکبر اور غرور میرے قریب نہ آنے پائے۔

(۲) میں نے ایک مسلمان بھائی کی امداد کی ہے۔

(۳) تم اگر مجھ سے کام نہ لیتے تو مجھ سے کمزور کسی شخص سے کام لیتے—— اس لیے میں نے مناسب جانا کہ خود ہی یہ کام انجام دے دوں''۔

(ایک عربی ڈائری سے ماخوذ)

Marfat.com

ایک حبشی نژاد مسلمان کی
''پروازِ فکر''

زمین و آسمان کے خالق نے انسان کو پیدا کیا ـــــ اس کا مقدر بھی لکھ دیا ـــــ دولت مند کو آسودگی ملی ـــــ غریب کو فاقہ مستی ـــــ ایک میں تھا ـــــ کہ خالق نے مجھے سیاہ رنگت دے دی ـــــ دنیا کے کسی خطے نے مجھے گوارہ نہ کیا ـــــ گورے نے مجھے بیڑیاں ڈال دیں ـــــ اور نفرت سے کہا:

''تم کالے ہو ـــــ تم غلام ابن غلام ہو ـــــ میرے مویشی چراؤ اور میری زمینوں پر ہل چلاؤ ـــــ کہ تم محکوم ہو'' ـــــ

میں نسل در نسل پستا رہا ـــــ پھر اچانک عرب کے صحرا سے ـــــ بے آب و گیاہ میدان سے ـــــ ایک پیکر رحمت اٹھا ـــــ اس نے ہاتھ پھیلا کر مجھے بلایا اور کہا:

''میری جانب بڑھو ـــــ میں تمہاری زنجیریں توڑنے والا ہوں ـــــ تمہیں مبارک ہو ـــــ کہ آج کے بعد ـــــ کسی گورے کو تم پر فضیلت نہ ہوگی'' ـــــ

وہ کون تھا؟ ـــــ جس نے مجھے رحمت کی آغوش میں لے لیا ـــــ محمد! ـــــ بلال حبشی کا آقا ﷺ ۔

یہ دراصل انگریزی کی اس نظم کا مفہوم و مطلب ہے جو ہیلی فیکس (برطانیہ) میں

Marfat.com

میلاد مصطفیٰ ﷺ کے جلوس کے اختتام پر ایک بڑے میدان میں انعقاد پذیر عظیم اجتماع میں ایک حبشی نژاد کالے مسلمان نے پڑی ہی تھی اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس اجتماع میں انگریز بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔

یہ نثری نظم موجودہ گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ان شاء اللہ ایک نورانی کرن ثابت ہوگی۔ ویسے بھی اس کا متن بڑا روح پرور اور دل کش و دل نشیں ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

(مترجم:۔ عطاء المصطفیٰ جمیل قادری)

Marfat.com

ادارہ کی دیگر مطبوعات

مکتبہ شمس و قمر
جامعہ حنفیہ غوثیہ بھائی چوک لاہور 0345-4666768,0322-4973954

Marfat.com